فاعلم انہ لا الٰہ الا اللہ

کتاب التوحید

تالیف۔ الامام العلامہ شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب رحمۃ اللہ تعالیٰ

مترجمہ۔ مولانا ابو عبد اللہ محمد بن یوسف بن محمد السورتی

معہ نادر اضافات

(۱) فتویٰ میلاد شریف وغیرہ۔ از افاضات مولانا احمد علی صاحب محدث سہارنپوری و قطب عالم مولانا رشید احمد گنگوہی"

(۲) محفل میلاد :۔ (ماخوذ از المنہاج الواضح مؤلفہ مولانا ابو الزاہد سرفراز خان صفدر گوجرانوالہ)

(۳) محفل میلاد بدعت ہونے کے متعلق دس حوالے :۔ کتبہ الراجی رحمۃ ربہ ابو مسعود رشید احمد

(۴) بدعت کیا ہے ؟ ایک نہایت مفید اور جامع مضمون۔ از مفتی اعظم مولانا فیض اللہ صاحب ہاٹہزاروی

"میر محمد کتب خانہ" کی نادر اضافات شدہ کتاب التوحید کے مطالع سے بہت سے رسمی امور ایسے معلوم ہوں گے جو شرعاً ناجائز ہیں اور بہت سی بدعتیں اور برائیاں ظاہر ہوں گی۔ ضروری ہے کہ ہر مسلمان اس کو نہایت غور و تدبر سے پڑھے اور جو باتیں شریعت کے خلاف ہیں ان کی فوراً تلافی کی جائے۔

میر محمد کتب خانہ مرکز علم و ادب آرام باغ کراچی

فاعلم انه لا اله الا الله

کتاب التوحید

تالیف۔ الامام العلامہ شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب رحمۃ اللہ تعالیٰ

مترجمہ۔ مولانا ابو عبد اللہ محمد بن یوسف بن محمد السورتی

معہ نادر اضافات

(۱) فتویٰ میلاد شریف وغیرہ۔ از افاضات مولانا احمد علی صاحب محدث سہارنپوریؒ و قطب عالم مولانا رشید احمد گنگوہیؒ

(۲) محفل میلاد:۔ (ماخوذ از المنہاج الواضح مؤلفہ مولانا ابو الزاہد سرفراز خان صفدر گوجرانوالہ)

(۳) محفل میلاد بدعت ہونے کے متعلق دس حوالے:۔ کتبہٗ الراجی رحمۃ ربہٖ ابو مسعود رشید احمد

(۴) بدعت کیا ہے؟ ایک نہایت مفید اور جامع مضمون۔ از مفتی اعظم مولانا فیض اللہ صاحب ہاٹہزاروی

"میر محمد کتب خانہ کی نادر اضافات شدہ کتاب التوحید کے مطالعے سے بہت سے رسمی امور ایسے معلوم ہوں گے جو شرعاً ناجائز ہیں اور بہت سی بدعتیں اور برائیاں ظاہر ہوں گی۔ ضروری ہے کہ ہر مسلمان اس کو نہایت غور و تدبر سے پڑھے اور جو باتیں شریعت کے خلاف ہیں ان کی فوراً تلافی کی جائے۔

میر محمد کتب خانہ مرکز علم و ادب آرام باغ کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقدیم

شیخ محمد بن عبدالوہاب مرحوم اپنے وقت کے ایک عظیم موحد مصلح گزرے ہیں۔ دین کے احیاء میں ان کا کردار تاریخی طور پر کسی بھی طرح سے فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ مرحوم نے دین اسلام کی سربلندی کیلئے اس خلوص سے کام کیا کہ اللہ تعالیٰ نے مرکز اسلام یعنی سرزمین عرب کی حکومت ان ہی کے حوالے کردی اور انھیں یہ اعزاز بخشا کہ یہ لوگ آج اسلام کے سب سے مقدس مقامات کے خادم ہیں۔ سیاسی مخالفین نے شیخ مرحوم کے خلاف بے پناہ پروپیگنڈا کیا اور اسے اس قدر منظم انداز میں چلایا کہ بڑے بڑے اہل علم بھی اس کا شکار ہوگئے۔ اور شیخ مرحوم کی طرف ایسے ایسے عقائد منسوب کردئے کہ الامان والحفیظ۔ بہرحال اس وقت آپ کے سامنے شیخ مرحوم کی ایک معروف کتاب ''کتاب التوحید'' پیش کی جارہی ہے تاکہ منفی پروپیگنڈے کے شکار لوگ شیخ کی اصل تعلیمات سے واقف ہوں۔

ہمیں کتاب میں کچھ مقامات پر شیخ سے اختلاف ہے مگر یہ اختلاف فروعی ہے جس کی بنیاد پر کسی کو کافر تو کیا تفسیق بھی نہیں کی جاسکتی مگر مجموعی طور پر ہم نے اس کتاب کو شرک و بدعت کے خلاف اور عقیدہ توحید کے اثبات میں بے پناہ فائدہ مند پایا لہٰذا افادہ عام کیلئے اس کو انٹرنیٹ پر شائع کیا جارہا ہے۔

نوٹ: کتاب کا حاشیہ ایک غیر مقلد عالم نے لکھا ہے اور بہت سے مقامات پر بلاوجہ مسلکی تعصب اور اہلبیت دشمنی کا اظہار کیا ہے جو کسی بھی طور پر لائق تعریف نہیں۔

الیٰ ربّ الارباب

تہدیۃ الکتاب من لعبد الاوّاب

مناجات از مولانا قطب الدین صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی میں ہوں بندہ بس گنہگار — کہ بھاگا در سے تیرے میں سو بار
الٰہی دربدر بھٹکا پھرا میں — نہ آسودہ ہوا ہرگز ذرا میں
الٰہی نفس شیطاں نے ستایا — نہ جانا تھا جہاں رستا بتایا
الٰہی ہر طرف سے پھر پھرا کے — پڑا اب تیرے دروازے پہ آکے
الٰہی تو شہنشاہِ جہاں ہے — الٰہی دوسرا تجھ سا کہاں ہے
نہیں قادر الٰہی کوئی تجھ سا — نہیں عاجز الٰہی کوئی مجھ سا
الٰہی شاہ تو ہے میں گدا ہوں — الٰہی تو غنی میں بے نوا ہوں
الٰہی تو غفور اور میں گنہگار — الٰہی تو کریم اور میں گرفتار
الٰہی تو قوی اور ناتواں میں — خداوندا کہاں تو اور کہاں میں
نہ کر مجھ سے میں جس کی ہوں سزاوار — تو لائق اپنے کر اے میرے غفار
الٰہی میں کروں غم کس سے اظہار — الٰہی کون ہے میرا مددگار
الٰہی کمترین بندگاں جاں — الٰہی کر مری مشکل تو آسان
الٰہی بخش دے اپنے کرم سے — چھڑا دے دین اور دنیا کے غم سے
الٰہی ہیں سبھی محتاج تیرے — الٰہی بخش دے ماں باپ میرے
الٰہی آسرا رکھتا ہوں تیرا — تو کرنا خاتمہ بالخیر میرا

مقدمۃ الکتاب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ، ثُمَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِرَبِّہِمْ یَعْدِلُوْنَ ٥ ھُوَ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ طِیْنٍ ثُمَّ قَضٰٓی اَجَلًا، وَاَجَلٌ مُّسَمًّی عِنْدَہٗ ثُمَّ اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَ ٥ وَھُوَ اللّٰہُ فِی السَّمٰوٰتِ وَفِی الْاَرْضِ یَعْلَمُ سِرَّکُمْ وَجَھْرَکُمْ وَیَعْلَمُ مَا تَکْسِبُوْنَ ٥ وَمَا تَاْتِیْہِمْ مِّنْ اٰیَۃٍ مِّنْ اٰیٰتِ رَبِّہِمْ اِلَّا کَانُوْا عَنْہَا مُعْرِضِیْنَ ٥ فَقَدْ کَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَھُمْ فَسَوْفَ یَاْتِیْہِمْ اَنْبٰٓؤُا مَا کَانُوْا بِہٖ یَسْتَہْزِءُوْنَ ٥ تَبٰرَکَ الَّذِیْ جَعَلَ فِی السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّجَعَلَ فِیْہَا سِرٰجًا وَّقَمَرًا مُّنِیْرًا ٥ وَھُوَ الَّذِیْ جَعَلَ الَّیْلَ وَالنَّہَارَ خِلْفَۃً لِّمَنْ اَرَادَ اَنْ یَّذَّکَّرَ اَوْ اَرَادَ شُکُوْرًا ٥ تَبٰرَکَ الَّذِیْ بِیَدِہِ الْمُلْکُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرُ ٥ الَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوۃَ لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْغَفُوْرُ ٥ فَسُبْحٰنَ اللّٰہِ حِیْنَ تُمْسُوْنَ وَحِیْنَ تُصْبِحُوْنَ ٥ وَلَہُ الْحَمْدُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِیًّا وَّحِیْنَ تُظْہِرُوْنَ ٥ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ بُعِثَ شَاھِدًا

تھی کہ وہ ایک خدا کی طرف بلاتے، اور اس کی عبادت میں اخلاص پر زور دیتے تھے، ان کے مظالم کی اصلاح اور تعدی کو مٹانا چاہتے تھے، جس غرض کو لیکر یہ لوگ آئے تھے، اس کی تکمیل ایسے علو ہمت، استقلال و استقامت سے کی کہ کسی وقت اسے لغزش نہ ہوئی۔ جس قدر مصائب و آفات، آلام و مشکلات کا سامنا ہوا سب کو برداشت کیا، تمام عوائق ختم ہوگئے، آفات کے پردے چاک ہوگئے، ظلمت شرک و باطل مٹ کر حق کا نور ظاہر ہوا، وہ اپنا کام پورا کر گئے۔ ان کی روشن زندگی پچھلوں کے لئے نمونہ و اسوہ بن گئی، ان سب انبیاء میں ہمارے حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم الانبیاء آخری نبی ہیں۔ آپ ایسے وقت تشریف لائے کہ دنیا بدترین مظالم و شرک کی آماجگاہ بنی ہوئی تھی، سلطنتیں آپس کے عداوت میں مبتلا ہو کر جنگ و جدل، قتل و غارت کے سوا کچھ نہ جانتی تھیں، رشوت اور ہر قسم کی بے قاعدگی عام تھی، گھر گھر بت خانے بنے ہوئے تھے، زنا، چوری، شراب خواری، قمار بازی، لوٹ مار اور غارتگری عام و شائع تھی، بہائم کی طرح ایسی زندگی گذاری جاتی تھی کہ حلال و حرام میں کوئی تمیز باقی نہ رہی تھی، حرص و طمع اور مکر و رشوت ستانی ایسی غالب تھی کہ کسی قسم کے انصاف و عدل کی امید ہی نہ تھی، ایسی حالت میں اللہ تعالیٰ نے دین مبین نازل فرما کر اپنے بندوں پر نعمت کی تکمیل کی۔ توحید کا بھولا ہوا سبق یاد دلایا جس کا اقرار اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ (کیا میں تمہارا رب نہیں ؟) کے ذریعہ عالم ارواح میں لیا گیا تھا اور جس پر بندوں نے بَلٰی (ہاں) کہکر اقرار کیا تھا۔ اس عہد کو پس پشت ڈالکر یہ ہو چکا تھا کہ کسی نے دو خدا بنائے تھے، ایک خالق خیر، دوسرا خالق شر، کوئی تین خدا مانتا تھا، کسی نے سورج، چاند، ستارہ، جن، بھوت، پری، پتھر، امام، پیر، مولوی، اور ولی، قبر، تصویر، مورت، دریا، پہاڑ، کیڑے، مکوڑے، غرض ہر چیز کی پرستش اپنے دین و ایمان کا جزو اعظم بنا رکھی تھی۔ ایسے وقت میں صحیح توحید کی تعلیم دی گئی۔ توحید کے ہرگز یہ معنے نہیں کہ زبان سے اللہ کو ایک کہو اور جس قدر برائیاں، شرک و بدعت کے کام ہوں کرتے رہو، یہ درحقیقت توحید کو بدنام کرنا اور اس سے تمسخر اڑانا ہے۔ توحید کے یہ معنی ہیں کہ ہر ایک بات میں اللہ وحدہٗ لاشریک کو یکتا مانیں، اسی کے احکام کے پابند ہوں، اور تمام مخرب

اخلاق، مفسد باتوں سے پوری طرح اجتناب کریں، شرک، فسق و فجور، رسم و رواج، زندہ و مردہ، غوث و قطب، جن و ملک ان تمام چیزوں سے الگ ہو کر صرف ذات باری تعالیٰ سے تعلق پیدا کیا جائے، ہر خیر و شر، نیکی و بدی، نفع و ضرر، مرض و صحت، ترقی و تنزل، حاجت و ضرورت میں اسی کی طرف توجہ کیجائے، اور اسی کو اپنا معین و ناصر، کارساز و حامی، فریادرس و مستغاث سمجھا جائے، ہر قسم کی ضرورت میں اسی سے التجا و فریاد کیجائے، اور ہمیشہ اس کے فرمان کی اتباع مدنظر رہے، اس کے حکم کے سامنے کسی بڑے چھوٹے غریب، امیر، حاکم و محکوم کے حکم کی کوئی وقعت و حرمت نہ ہو، زندگی اور موت، اور انکے تمام اسباب و علائق محض اسی سے متعلق ہوں اور اسی کے واسطے ہر چیز قربان کی جائے۔

اسلام نے توحید و شرک کی جو تقسیم کی اور اس کے متعلق جو تعلیم دی، اس کی مثال دنیا کی کسی تعلیم میں نہیں مل سکتی، چونکہ یہ آخری تعلیم تھی، اور اس وقت شرک و کفر کے تمام رسوم و طریقے بھی انتہائی حالت پر پہونچ چکے تھے، اس لئے پوری تعلیم کی ضرورت بھی واقع ہوئی۔ اور ایسا ہی ہوا کہ توحید نے اگر صرف ظاہری اصلاح نہیں کی، بلکہ اس کے ماننے والوں کی دینی و دنیوی ظاہری و باطنی وہ کچھ اصلاح کی جو اس کے بغیر ہرگز ممکن نہ تھی، چنانچہ عرب میں جہاں اس کی سب سے اول تلقین کی گئی، اصلی کیفیت ظاہر ہوئی۔ ان کی خانہ جنگیوں کو یک قلم مٹا دیا، ان کے نسب و حسب کے تفرقے فنا کر دئے ان کی جنگی قوت آپس سے ہٹا کر اعداء کے مقابل کی گئی۔ ان کی تفرقہ پردازی، اور ان کے اختلاف کو اتحاد و اخوت، انتظام و نظم سے بدل دیا، وہ دشمنی کے بعد بھائی بھائی، ذلت کے بعد عزت والے، مغلوبیت کے بعد غالب، فقر کے بعد غنی، بد اخلاقی کے بعد با اخلاق بن گئے، عدل و انصاف نے ظلم و فساد کی جگہ حاصل کر لی اور ایسی قوم جسے علم سے کوئی تعلق نہ تھا، جو جہاں بانی جہاں کشوری سے بہت بعید تھی، علماء و فقہاء اور فاتح دنیا کی صف اول میں شمار ہونے کے قابل بن گئی، تقویٰ و زہد، روحانیت و سلامت کے مقتدی بن گئے، یہ لوگ علم کے ایسے شیدائی و فدائی بنے کہ ایک

ایک علمی نکتہ کے لئے دور دراز کا سفر اختیار کیا، اور مشرق سے مغرب اور مغرب سے مشرق کی طنابیں ملا دیں، تمام پہلی قوموں کے علوم و فنون جمع کر کے کھنگال ڈالے، اور جہاں سے علم و فن کا پتہ چلا۔ بلا توقف اس کے حصول میں پوری سعی کی اور اس قدر ترقی کی کہ شاگرد، استاد سے سبقت لے گیا کسی زمانہ میں جو شاگرد تھا، دنیا نے علم و فضل کا امام و استاد بنگیا۔ آج دنیا کے علوم و فنون ان کے رہین منت ہیں، ہر فن کی اصلاح و ترقی میں ان کے کارنمایاں نظر آتے ہیں، کیا علوم دین اور کیا دیگر علوم و فنون سب میں وہ کمال حاصل کیا کہ دنیا ان کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کرنے کے لئے مجبور ہوئی، آج تمام علوم و فنون کی اشاعت میں ان کا بہت بڑا تعلق ہے۔

تلك آثارنا تدل علينا | فانظروا بعدنا الى الآثار

سلف صالحین کے بعد تنزل کا دور شروع ہوگیا، مسلمان اتحاد کی جگہ اختلاف، معاونت کی جگہ ظلم و شقاق کیطرف لوٹنے لگے۔ توحید کی جگہ شرک و رسوم کفر نے لی، سنت کی جگہ بدعت، تحقیق کی جگہ تقلید نے، ظاہر کی جگہ باطن کے جھوٹے اعتقاد و ادعا، نے لیکر تمام ایمانی قوت کا خاتمہ کر دیا، تصوف و رہبانیت نے جہاں بانی و جہاں کشوری کے ولولہ کو فنا کر کے چند جھوٹے نمائشی اوراد و وظائف کو اصل اصول دین بنا دیا، تسبیح خوانی سے دنیا کو دھوکہ دینا اور طویل و عریض جبہ و دستار، خرقہ و طیلساں کے ذریعہ ظاہری رعب قائم کرنا، یہی غایت درجہ کمال، انتہا فضل و جلال شمار ہونے لگے بجائے اس کے کہ صرف اللہ پر توکل ہوتا، اسی سے استعانت و مدد طلب کی جاتی، اسی کے احکام کی پابندی ہوتی، غیر اللہ پر بھروسہ، قبروں اور مردوں سے استغاثہ و استعانت، فتح و نصرت کے طالب ہوئے، دور دراز مسافت کا سفر کر کے قبروں کے مجاور بنے، ان کا اعتکاف و طواف ہونے لگا، اور ان پر وہ تمام عبادت کے کام ختم کر دئے گئے جو صرف اللہ تعالیٰ سے ہوا کرتے تھے۔ انہیں کو تریاق اکبر، مجرب المجرب اور رب اعظم سمجھ بیٹھے۔ زہد و تقویٰ کا کمال یہ سمجھا گیا کہ دنیاوی معاملات اور فنون حرب و ضرب سے کنارہ کشی ہو، عدل و انصاف کی جگہ ظلم و ستم، رشوت و مکر نے لی۔ ہر جگہ معاملہ برعکس ہونے لگا

صحیح توحید فنا ہوگئی، شرک و بدعت نے قبضہ کر لیا، اتفاق کی جگہ اختلاف آگیا۔ اب ذرہ ذرہ پر آپس میں جنگ و جدل کا وہ بازار گرم ہوگیا کہ اخوت اسلامی کی کوئی حیثیت نہ رہی، دشمن کی جگہ اب دوست پر نشانہ بازی شروع ہوگئی، اور اس ذریعہ اپنی تمام قوت پامال کر دی، دشمن تاک میں بیٹھے ہی تھے، موقع پاکر آپہونچے، اور تمام اسلامی ممالک پر یکے بعد دیگرے قبضہ کرنا شروع کر دیا۔ یہ خواب راحت، خمار نفاق، سکرۂ جہل میں ایسے بدست و مخمور تھے، اور رہے کہ کسی قسم کا احساس ہی نہ کیا، تاآنکہ دشمن پوری طرح مسلط ہو چکا، اور ہر طرح ان کے واسطے فنا کے سامان مکمل کر دئے۔ پھر بھی یہ قوم بیدار نہ ہوئی، اور ہوش میں آنے کو ناجائز تصور کرتی رہی، اور اب تک اس کی یہی حالت عام طور پر باقی ہے۔

اسلام میں سب سے پہلے تفرق و تشتت کا سلسلہ حضرت عثمان کے قتل اور تشیع و تحزب آل بیت کے نام سے شروع ہوا، اعدار دین نے اس موقع کو غنیمت سمجھکر وہ شورش و فتنہ بپا کیا کہ آج تک ہر قسم کی سعی و اصلاح کے باوجود یہ ختم نہ ہو سکا، اس کے بعد خوارج کا سلسلہ شروع ہوا، پھر تقدیر کی بحث شروع ہوئی، علوم اوائل کے آتے ہی وہ بے نتیجہ مسائل و تدقیقات نکلے جن سے امت کا شیرازہ روز بروز بکھرتا گیا، اور اب تک اس کے التئام و اجتماع کی کوئی صورت نظر نہیں آتی، اسی کے ساتھ فتوحات اسلامی کی وسعت نے مسلمانوں کو متفرق ممالک میں اقامت پر مجبور کیا، جہاں مسلمان ٹھہرے وہاں کے رسومات آہستہ آہستہ اپنے میں داخل کر کے ان کو اسلامی شان پہنا کر دینی کام بنا تے گئے، رفتہ رفتہ یہی رسوم اسلام کی اصل اصول شمار ہونے لگیں، تعزیہ داری، قبر پرستی، پیر پرستی، غیر اللہ کی نذر و نیاز، غیر اللہ کی قسمیں، قبروں کا سجدہ، ان کے واسطے سفر کرنا، ان پر سر منڈوانا، دیگیں چڑھانا، شادی بیاہ کی فضول رسمیں، موت و ولادت کے بیجا طریقے، لباس و وضع میں بیجا تقلید، اسراف و فضول خرچی، اسی طرح کی بہت سی باتیں کرتے کرتے اسلام سے بعد ہوتا گیا، اس پر فقراء و صوفیہ، رسمی علماء و تقلید پرست نے وہ جال بچھا دیا کہ دین متین سے پورا انحراف ہوگیا، اور سچا اسلام دنیا سے آہستہ آہستہ ناپید ہوتا گیا، آج ایک مسلمان محبت رسول اللہ کی جھوٹی قسم کھا سکتا، اور رسول اللہ کی نافرمانی قبول کر سکتا ہے،

مگر پیران پیر یا اپنے پیر کے نام کو بے وضو، لینا حرام سمجھے گا، ان کی جھوٹی قسم کھانا کجا!
اس تعظیم و احترام کی کچھ انتہا نہ رہی۔ اس کے روبرو کتاب اللہ اور تمام شرعی احکام
کی کوئی وقعت نہیں۔ اس پستی کا ایک نمونہ یہ بھی ہے کہ جس وقت اسلام و کفر سے جنگ ہو
رہی ہو، اعدا صف بستہ آلات حرب سے کام لیتے ہوں۔ دشمن ہر طرح سے مستعد ہو
ایسے وقت میں بجائے مقابلہ و مدافعت قبروں سے التجا و استمداد کیجائے۔ اور خلاف
شرع و فطرت ایسے امور انجام دئے جائیں جو تباہی کو اور جلد بلائیں۔ نیز دشمنوں سے
مل کر اسلام کو مقہور و مغلوب کرنا ان کا معمولی شیوہ ہوگیا، رفتہ رفتہ یہ تنزل و تقہقر
اس درجہ آپہونچا کہ اصل دین بدنام ہوگیا۔ تمام دینی رسومات فنا ہوگئیں اور دین
کی غربت کا پیام صحیح نکلا "بَدَأَ الدِّیْنُ غَرِیْبًا وَسَیَعُوْدُ غَرِیْبًا فَطُوْبٰی لِلْغُرَبَاءِ" دین کی ابتداء
غربت میں ہوئی، اور ایک زمانہ ایسا آئیگا کہ دین غربت و بیکسی میں ہو جائیگا، ایسے سخت
و مایوس کن حالت میں یکایک رحمت الٰہی نے جوش مارا، اور اس کس مپرسی کے عالم میں
چند مصلحین و مجددین دین ایسے پیدا ہوگئے جن سے پھر دین کا چراغ روشن ہوا، اور اسلام
کی سچی توحید زندہ ہوگئی، یہ بارہویں صدی ہجری کے آخر کا واقعہ ہے، جب اللہ تعالےٰ
نے اسلام کی نجات کے اسباب غیب سے مہیا کئے، اور چند نیک نفوس کی بدولت دین
کے بچے کھچے حصے کو بربادی سے بچالیا، یہ جماعت مدینہ منورہ سے نکل کر متفرق ممالک
و دیار میں پہونچی، اور اسلام کی زنگار تلوار کو صیقل و جلا کے ذریعہ پھر سے چمکدار و آبدار کیا،
قلب عرب میں شیخ محمد بن عبدالوہاب کو اللہ تعالیٰ نے یہ خدمت عطا کی، ہند میں شاہ
ولی اللہ محدث دہلوی کو، بلاد مغرب میں شیخ سنوسی کو، غرض اس طرح سے ایک
اصلاحی لہر تمام عالم میں پھیل گئی، مردہ قوم میں زندگی کے آثار شروع ہوگئے۔ بدعات
و رسوم، شرک و کفر، جہل و نفاق کے علامات بدلنے لگے، ان لوگوں نے علمی و عملی ہر
حیثیت سے اصلاح کی۔ اور اسلام کے ٹمٹماتے ہوئے چراغ کو پھر سے روشن کردیا
ان کی بدولت تحقیق و اتباع سنت کا دروازہ کھلا جسے اہل بدعت و مقلدین عرصے سے
بند کرچکے تھے۔ اور یہ حتمی و آخری فیصلہ جو قرآن کے نص سے زیادہ صحیح و واضح سمجھا جاتا

اجماع کے نام سے مشہور کر چکے تھے"! اجتہاد کا دروازہ بند ہوگیا، کتاب و سنت کے
سمجھنے والے مرچکے، اور تمام امت محمدیہ میں صرف چار شخص ایسے ہوئے ہیں جنہیں یہ فہم
نصیب ہوئی۔ باقی سب پر تقلید فرض ہے"۔ اس غلط اور پر از افک و بہتان دعوے نے
دین کو انتہائی پستی، اور تحقیق و تدبر کو بیکار کر دیا تھا، اس حصن باطل، اور وسیلۂ ضلالت
و کفر کو انہوں نے پوری کوشش سے مٹایا، اور برباد کر دیا۔ کتاب و سنت سے فہم و استنباط
کو ضروری فریضہ اسلامی بتا کر دنیائے اسلام کو اس طرف متوجہ کیا، یہی وہ عمارت تھی جس
کی آڑ میں شیطان نے پوری تباہی و بربادی کا سامان فراہم کر لیا تھا اس کے تباہ
ہوتے ہی بدعات و رسوم کا کل سامان تلف ہونے لگا، اور باطل کی عمارت مسمار ہو کر حق
کی بنیاد قائم ہونے لگی۔ اس جماعت کا مقصد واحد اور غایت ایک تھی یعنی اصلی اسلام
کو از سر نو زندہ کیا جائے، اور اسے تمام لغویات و خرافات، بدعات و رسوم سے پاک
کر دیا جائے تاکہ مسلمان جس قعر مذلت میں پڑے ہیں، اس سے نکلکر ترقی کی شاہراہ پر
آجائیں، اور حقیقی فلاح کے مستحق و مالک بن جائیں۔ صحیح اسلام ہی وہ نعمت و دولت ہے
کہ دنیا کے تمام فسادات کا خاتمہ اس کی بدولت ہو سکتا ہے، اور تمام فاسد و لغو اقوال
و عقائد، خیالات و اعمال اس کے ذریعہ درست ہو سکتے ہیں۔ یہ وہی نسخہ ہے جس کا تجربہ
ہو چکا اور ہوتا رہے گا۔ اسپر عمل کرنا اعلیٰ درجہ پہونچانے کے واسطے بہترین وسیلہ ہے۔

شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی کا

شیخ علم کے شوق میں حج کرتے ہوئے دار العلم مدینہ منورہ پہونچے، جہاں اس زمانہ میں فن حدیث کے
ایسے نامور محققین اور علم و ارشاد کے ایسے شاہسوار تھے جو محض تقلید پر اپنے دین کی عمارت
نہیں قائم کرتے تھے جنہیں اگر تکبر و غرور نہ تھا تو اس درجہ جہل و حمق نے بھی غلبہ کیا تھا کہ
وہ ایک چیز کو سمجھتے ہوئے اس کی سمجھ سے خواہ مخواہ انکار کرتے جائیں، اور عمر صرف کرنے
کے بعد بھی کولھو کے بیل کی طرح صبح جہاں سے چلے تھے شام تک وہیں پھرتے رہیں۔
وہ سمجھتے تھے کہ علم و فہم اللہ کی ودیعت و نعمت ہے۔ اس میں مخلوق کو بقدر لیاقت حصہ ملتا
رہا اور ملیگا، یہ نعمت تاقیامت ختم نہیں ہوسکتی، نہ اس کے ختم کی کوئی حجت شرعی یا غیر شرعی

قائم ہوئی یا ہو سکتی ہے، بلکہ شرفاً نسبتِ متاخر کو ایسی فضیلت دیگئی ہے جو متقدم کو نہیں چنانچہ صحیح حدیث میں وارد ہے "فَرُبَّ مُبَلَّغٍ اَوْعٰی لَہٗ مِنْ سَامِعٍ، وَرُبَّ حَامِلِ فِقْہٍ اِلٰی مَنْ ھُوَ اَفْقَہُ مِنْہُ" (بہت سے وہ لوگ جنھیں یہ حدیث پہونچیگی مجھ سے سننے والوں کی بہ نسبت زیادہ یاد رکھیں گے، اور اس میں زیادہ غور وتدبر کریں گے۔) خدا کے بہت سے پچھلے بندے ایسے ہوئے کہ متقدمین سے بہت سی باتوں میں سبقت لے گئے۔ وَذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ۔ غرض شیخ وہاں سے فیض حاصل کرکے اپنے وطن مالوف میں آگئے اور وہاں اصلاح کا سلسلہ شروع کردیا۔

شیخ کی ولادت تقریباً ۱۱۱۵ھ عیینہ میں ہوئی۔ جہاں ان کا خاندان رہتا تھا، اور ان کے باپ شیخ عبدالوہاب اس شہر کے قاضی تھے۔ کچھ عرصہ کے بعد ۱۱۳۹ھ میں یہاں کے حاکم سے کچھ مخاصمت ہوگئی، جس سے معزول ہوکر حریملا چلے گئے۔ جہاں ۱۱۵۳ھ میں وفات پائی۔ ابتداءً شیخ محمد نے اپنے والد سے علم وفقہ حاصل کیا، اور بذات خود حدیث وتفسیر وعقائد کا مطالعہ کیا، کتب حدیث کی مزاولت سے بہت سے بدعات ورسوم کی برائی ان کے ذہن نشین ہوئی جو وہاں عام طور پر مروج تھیں۔ کبھی کبھی خلاف سنت جو رسم وبدعت دیکھتے اس پر اعتراض کر دیتے۔ اس سے لوگ برا ماننے لگے۔ باپ بھی چونکہ عامی مشرب تھے، اس قسم کی نکتہ چینی کو ناپسند کرتے تھے۔

حج بیت اللہ

شیخ کے دل میں علم کی محبت، دین کا جوش بے حد تھا، اس لئے حج بیت اللہ کی ٹھانی، اور عیینہ سے مکہ مکرمہ پہونچے، فریضہ حج ادا کرنے کے بعد مدینہ منورہ پہونچے، جہاں شیخ عبداللہ بن ابراہیم بن سیف سے جو بلدہ مجمعہ کے رؤسا میں شمار ہوتے تھے، ملاقات کی، اور ان سے علوم دینیہ کا شغل رہا۔ ایک روز شیخ عبداللہ نے ان سے کہا، تم چاہو تو وہ سلاح خانہ تمہیں دکھاؤں جو مجمعہ والوں کے لئے تیار کیا ہے۔ شیخ نے کہا ضرور دکھائیے۔ وہ انہیں اپنے گھر لے گئے، بہت بڑا انبار کتابوں کا انہیں دکھا کر کہا یہی وہ سلاح خانہ ہے جو میں نے اپنی قوم کے لئے تیار کیا ہے۔ پھر شیخ عبداللہ انہیں علامہ محمد حیات سندی رحمہ اللہ کے پاس لے گئے جو اس وقت محدثین کے سرخیل

اور مصلحین وشیفتگانِ سنت کے امام تھے۔ ان سے شیخ کی ملاقات کرائی، ان کے خاندان کا ذکر کیا۔ شیخ نے علامہ سے علم حدیث وغیرہ حاصل کیا، اس طرح اصلاحی جوہر کو آب وتاب نصیب ہوا۔ ایک روز کا واقعہ ہے کہ علامہ نے شیخ کو حجرہ نبویہ کے پاس کھڑا پایا۔ جہاں لوگ طرح طرح کی دعائیں اور فریادیں کر رہے تھے۔ اسوقت شیخ نے علامہ سے دریافت کیا ان کی بابت آپ کی کیا رائے ہے۔ وہ بولے "اِنَّ ھٰٓؤُلَآءِ مُتَبَّرٌ مَّا ھُمْ فِیْہِ وَبٰطِلٌ مَّا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ" (یقیناً یہ لوگ جس کام میں ہیں قابل تباہی وبربادی اور ان کے اعمال باطل وغلط ہیں)۔ مدینہ سے فراغت کے بعد شیخ بصرہ آئے۔ جہاں شیخ محمد مجموعی کے پاس مدت تک علم توحید وغیرہ حاصل کرتے رہے اور علی الاعلان ان بدعات وخرافات کا انکار شروع کردیا جو وہاں ہوتے تھے۔ یہ بات شیخ محمد مجموعی کو بہت پسند آئی، اور ان سے اس بارہ میں ایسی خاص گفتگو کی کہ جس سے انہیں بہت فائدہ پہونچا۔ بصرہ کے لوگ ان کے خلاف شر وفتنہ پر آمادہ ہوگئے، اور نہایت تکلیف واذیت سے عین دوپہر کے وقت انہیں وہاں سے نکال دیا۔ راستہ میں وہ گرمی کی شدت اور پیادہ پا سفر کی صعوبت پہونچی کہ جان کے لالے پڑ گئے، اور شیخ نے اپنی ہلاکت کا یقین کرلیا، مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے نجات دی، شام جانیکا عزم تھا، خرچ نہ رہا اس لئے اپنے باپ کے پاس حریملا آگئے۔

وطن کی واپسی

پھر وطن پہونچکر اپنے باپ سے کچھ درس کا سلسلہ شروع کردیا، بدعات ورسوم کی مخالفت کا جوش اب شیخ میں بدرجہ اتم ہوچکا تھا اس لئے ان کے انکار وابطال میں علی الاعلان خوب سعی کی، باپ بھی مخالف ہوگئے اور شہر والوں نے بھی مخالفت کی، باپ کی وفات کے بعد پورے جوش کے ساتھ شیخ نے بدعات کا مقابلہ شروع کردیا۔ شہر کے چند لوگ ساتھ ہوگئے، اور ان کی اعانت وحمایت کرنے لگے۔ اب یہاں سے شیخ کی اصلی اسکیم شروع ہوتی ہے۔

اصلاح کی ابتداء

حریملا میں بعض خاندان ایسے تھے جن کے غلام فسق وفجور میں سبقت لے گئے تھے۔ شیخ نے ان کی اچھی طرح قلعی کھولی اور ان کے فسق وفجور سے روکنے کی ٹھان لی، یہ سب دشمن ہوگئے۔ شیخ کے قتل کا تہیہ کرلیا اور ایک روز

شب کو ان کے مکان میں گھس آئے، اتفاقاً آس پاس کے لوگوں کو خبر ہوگئی۔ اور شور مچ گیا، جس سے ان نابکاروں کو اپنے منصوبہ میں کامیابی نہیں ہو سکی، اور بھاگ نکلے

ہجرت اور شادی

شیخ یہاں سے ہجرت کر کے عیینہ پہونچے۔ وہاں کا امیر عثمان بن حمد بن معمر تھا جو بہت اعزاز و احترام سے پیش آیا، کچھ عرصہ کے بعد شیخ نے عبداللہ بن معمر کی صاحبزادی جوہرہ سے شادی کرلی

اصلاحی اسکیم اور اسکی طرف دعوت

شیخ نے عثمان سے اپنی دعوت و ارشاد کی پوری اسکیم بیان کی، عام طور پر اہلِ دنیا کی تباہی و بربادی، فسق و فجور اور شرک و بدعات و رسوم میں انہماک، توحید سے نفرت، قبر پرستی اور پیر پرستی کی محبت، لغویات اور خرافات سے الفت پوری طرح بتا کر سمجھایا کہ آج "لا الٰہ الا اللہ" کی حمایت کرنیوالا کوئی نہیں ہے، آج اسلام کو ایسے مصلحین و مجاہدین کی ضرورت ہے کہ اسے شرک و بدعت کی آلائش و زنگ سے پاک کریں، توحید و سنت کا درس دیں، اور لوگوں کو اس طرف بلائیں، اگر تو اس کی حمایت کے لئے اٹھے تو اللہ تیری مدد کریگا اور تجھے اعداء پر غالب کر کے ملک نجد تیرے ہاتھ میں دیدیگا۔ عثمان نے شیخ کی حمایت و مدد کا عزم کرلیا، اب امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ عیینہ کے بہت سے باہمت لوگ شیخ کے ساتھ ہوگئے جس طرح تمام دنیائے اسلام کا حال تھا۔ اسی طرح نجد بھی بدعات و رسوم، پیر پرستی، تقلید و ہم و قبر و شجر پرستی کا مرکز بنا ہوا تھا، جگہ جگہ قبریں اور قبے بنے ہوئے تھے۔ جہاں جوق جوق لوگ اپنی نذر و نیاز اور حاجتیں لاتے اور ان کے گرد مجاور بنتے، اعتکاف و طواف کرتے، پھول و غلاف، دیگ اور چادریں چڑھاتے، کچھ ایسے درخت بنا رکھے تھے کہ جن پر نذر و منت کے ڈورے اور قسم قسم کے چیتھڑے لٹکایا کرتے تھے، جو اُن کے زعم میں حاجت روائی کے اسباب تھے۔ شیخ نے رغبت و لالچ دیکر بعض آدمیوں سے یہ درخت کٹوا دیئے۔ ایک بہت بڑا درخت خاص شہر میں بھی اس قسم کا تھا جس کے واسطے شیخ نے خود ہمت فرمائی اور دوپہر کے وقت اسے کاٹنے کا انتظام کیا۔ اتفاق سے وہاں ایک بکری کا چرواہا ملا۔ شیخ نے اسے اپنا کپڑا اتار کر دیدیا، اور اس طرح موقع پاکر اس درخت کا صفایا کر دیا گیا، رفتہ رفتہ

شیخ کے ساتھ کافی جماعت ہوگئی۔

شیخ اور قبہ زید بن الخطاب

جبیلہ مقام پر ایک قبہ بنام زید بن الخطاب چلا آتا تھا۔ زید حضرت عمر کے بھائی اور غزوہ یمامہ میں مسیلمہ کذاب کے مقابل شہید ہوئے تھے، لوگوں نے نہ معلوم کس زمانہ میں ان کے نام کا ایک قبہ و مشہد بنالیا، جو رفتہ رفتہ ایک بتخانہ کی صورت میں بدل چکا تھا، ہر قسم کی نذر و نیاز منتیں اور چڑھاوے اسپر چڑھائے جاتے تھے، اور طواف و سجدہ کی رسم بھی یہاں ادا کی جاتی تھی، جیسا کہ بڑی بڑی قبروں پر ہوا کرتی ہے۔ ایک روز شیخ نے عثمان سے کہا ہمیں موقع دیجئے کہ اس قبہ کو ڈھادیں جس سے لوگ گمراہ ہوتے جارہے ہیں اور جس کی بدولت باطل و ضلال کی اشاعت روز افزوں ہے۔ عثمان نے کہا بہتر۔ شیخ نے کہا جبیلہ والے اس میں مزاحم ہوں گے۔ اور جب تک آپ ہمارے ساتھ نہ ہوں گے ہم اُسے نہیں ڈھا سکتے۔ آپ خود بھی ساتھ چلئے۔ چھ سو آدمیوں کی مختصر جماعت لیکر یہ سب وہاں پہونچے جبیلہ والے بھی یہ خبر سنکر مقابلہ کے لئے نکلے، عثمان نے انہیں دیکھکر جنگ کی تیاری کی، قریب تھا کہ دونوں فریق میں معرکہ شروع ہوجائے مگر جبیلہ والے سمجھ گئے اور قبہ کی حمایت سے باز آگئے، عثمان نے شیخ سے کہا آپ خود جو چاہیں کریں، ہم نہ ڈھائیں گے، چنانچہ شیخ نے بذات خود کدال لیکر اسے ڈھانا شروع کردیا اور زمین سے ملا کر دم لیا، بہت سے جاہل، قبر پرست اسی رات منتظر رہے کہ شیخ پر کوئی آفت و بلا آئے گی۔ مگر صبح تک کچھ بھی نہ ہوا شیخ نہایت صحیح و سالم اٹھے۔

شیخ اور زنا کی حد

ایک روز کا واقعہ ہے کہ شیخ کے پاس ایک عورت آئی اور اپنے جرم کا چند مرتبہ اقرار کیا۔ شیخ نے لوگوں سے اس کی بابت دریافت کیا کہ کیا یہ دیوانی تو نہیں ہے؟ پھر اس سے کہا شاید تجھ پر جبر کیا گیا، شاید تجھے اس کی خبر نہ تھی، اس نے اچھی طرح اقرار کیا کہ نہیں مجھ سے یہ بدکاری ہوش و حواس اور اختیار کی حالت میں سرزد ہوئی، شرع کے مطابق شیخ نے اسے رجم کرایا۔

ان باتوں سے شیخ کی شہرت روز بروز بڑھتی گئی، اور لوگوں کے دلوں میں ان کا رعب

چھا گیا۔

شیخ اور والی احساء

یہ اور اسی قسم کی خبریں جب سلیمان بن محمد کو پہونچیں جو اس زمانہ میں احساء کا حاکم تھا۔ اس نے عثمان کو ایک تہدید آمیز خط لکھا کہ تمہارے پاس جو عالم ہے اس نے قبہ ڈھا دیا، اور اس قسم کے بہت سے کام کئے جو ہمارے یہاں اب تک نہ ہوا کرتے تھے اسے فوراً قتل کر دے، ورنہ تیرا سالانہ ہمارے یہاں سے جو کچھ مقرر ہے، بند کر دیا جائیگا، اور ہم خود تیرے مقابلہ کے لئے فوج لیکر آئیں گے۔ اُس خط نے عثمان کے ہوش و حواس اڑا دئے اسے سخت قلق و اضطراب پیدا ہوا، اس نے شیخ سے پوری کیفیت بیان کی۔ ہر چند شیخ نے بہت کچھ سمجھایا نصیحت کی، مگر اس کے دل سے وہ خیال نہ ہٹا، آخر ایک روز کہلا بھیجا کہ "سلیمان نے آپ کے قتل کا حکم دیا ہے، ہم اس کے حکم کی مخالفت نہیں کر سکتے نہ ہم میں اس کی جنگ کی تاب ہے، نہ وہ سالانہ چھوڑ سکتے ہیں جو وہ دیا کرتا ہے۔ نہ آپ کو اپنے ملک میں قتل کرنا پسند کرتے ہیں لہذا آپ کسی اور جگہ چلے جائیے"۔

شیخ کی دوبارہ ہجرت اور موت سے نجات

عثمان نے اپنے ایک شاہسوار کو حکم دیا کہ چند سواروں کو لے کر اس شخص کو جہاں چاہے لیجاؤ۔ اور فلاں مقام پر جب یہ پہونچے تو اسے قتل کر کے واپس آجانا۔ شیخ نے کہا میں دِرْعِیَّہ جانا چاہتا ہوں، چنانچہ عین دوپہر کی گرمی میں پاپیادہ شیخ نے یہ سفر کیا، سوار پیچھے پیچھے آرہے تھے، اور شیخ آگے آگے، اس سفر میں شیخ نے بجز ﴿وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ﴾ اور سُبْحَانَ اللّٰهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ کے کچھ گفتگو نہ کی۔ آخر جس مقام پر قتل کا حکم تھا وہاں پہونچکر سوار نے قتل کرنا چاہا، مگر اس کا ہاتھ نہ چل سکا، اور اللہ تعالیٰ نے اس کے دل میں ایسا رعب ڈالدیا کہ آگے بڑھنا مشکل ہوگیا، آخر شیخ کو چھوڑ کر واپس چلا آیا، درعیہ پہونچکر عثمان سے سب حال کہا اور یہ کہا کہ مجھ پر ایسا رعب طاری ہوگیا تھا کہ جان بچا کر واپس آنا غنیمت سمجھا، سفر کے مصائب و آلام جھیلتے ہوئے عصر کے وقت شیخ درعیہ کے

حدود میں پہونچے، اور محمد بن سویلم عرینی کے یہاں ٹھہرے۔ وہ واقعات سنکر نہایت خوفزدہ ہوا، اور ابن سعود کی طرف سے خیال کیا کہ کہیں مجھ پر کوئی آفت نہ آجائے شیخ نے بہت کچھ سمجھایا نصیحت کی، آخر ابن سویلم کو صبر آگیا۔

ابن سعود اور توحید کی حمایت

درعیہ پہونچنے پر چند مخصوص آدمی شیخ سے ملے۔ ان کے وعظ و ارشاد سے توحید و اتباع سنت کی حقیقت سمجھ کر ان کی حمایت کے لئے تیار ہوگئے، پہلے انہوں نے چاہا کہ ابن سعود سے اس کا ذکر کریں۔ مگر اس خوف سے کہ مبادا کہیں وہ مخالفت نہ کر بیٹھے، ارک گئے، اور یہ مصلحت خیال کی کہ اس کی بیوی سے پہلے ذکر کیا جائے جو بہت عاقلہ و مدبرہ تھی، یہ لوگ اس کے یہاں پہونچے اور شیخ کی پوری حالت بیان کی، ان کی دعوت و تبلیغ کا ذکر کیا، اللہ نے اس کے دل میں شیخ کی محبت ڈال دی۔ اس نے نہایت خوبی سے اپنے خاوند محمد بن سعود سے پورا واقعہ بیان کیا، اور کہا۔ اللہ نے اس شخص کو آج تیرے پاس بھیجدیا ہے، یہ بہت بڑی غنیمت ہو اسے قبول کر اس کی مدد غنیمت جان، اس کی عزت و توقیر جہانتک ہو سکے کر۔ اس نے یہ بات قبول کی، اور اللہ تعالیٰ نے اس کے دل میں بھی شیخ کی محبت ڈالدی، پہلے اس نے شیخ کو اپنے پاس بلانا چاہا، مگر لوگوں نے یہ سمجھایا، مناسب یہ ہے کہ آپ بذات خود تشریف لیجائیں، اور اس طرح ان کا احترام فرمائیں، تاکہ لوگ بھی اس ذریعہ سے ان کی عزت و توقیر کریں۔ ابن سعود خود ابن سویلم کے مکان پر پہونچکر شیخ سے ملا، اور نہایت تعظیم و تکریم سے پیش آیا، پھر شیخ سے کہا "خوش ہو جئے، آپ کی ہر طرح عزت و توقیر کیجائے گی، اور یہ وطن آپ کو اپنے وطن سے زیادہ عزیز ہوگا۔ شیخ نے کہا میں آپ کو عزت و قوت کی خوشخبری دیتا ہوں، کلمہ توحید لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ "ایسی چیز ہے جو اسے مضبوط پکڑلے، اور اس کی حمایت میں کھڑا ہو جائے، یہ اسے ملکوں اور ولایتوں کا مالک بنا دیتا ہے، یہی وہ کلمہ ہے جس کی طرف تمام انبیاء بلاتے تھے، اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پاک کا ذکر کیا، آپکی دعوت و تبلیغ اور صحابہ کرام کی جو کیفیت تھی بیان کی، امر بالمعروف و نہی عن المنکر پر جو آپنے

وقت عزیز صرف کیا اچھی طرح بتایا، بدعت و رسوم کی برائی، اور یہ کہ ہر بدعت گمراہی ہے اچھی طرح ظاہر کی، اور یہ بتایا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف بلانا اس کی راہ میں جہاد کرنا، ضلالت پرستوں کو ہدایت پر لانا یہی اصلی فلاح و بہبودی ہے، اور اسی میں دین و دنیا کی ترقی کا راز مضمر ہے۔ اس کی بدولت اخوت ایمانی اور قوت اسلامی قائم و دائم رہتی ہے، اور یہی تمام خوبیوں کی کلید ہے، پھر تمام نجدیوں کی اس وقت جو حالت تھی پیش کی، جو سراسر بے دینی، شرک و بدعت میں منہمک تھے، آپس میں اختلاف و نفاق ان کا ادنیٰ شیوہ اور ظلم و ستم کو دین و ایمان سمجھ رکھا تھا، نہ خدا کا خوف ان میں، نہ شرک و بدعت سے نفرت، نہ ایمان کی محبت آبائی رسوم اور تقلید و بدعات کو اسلام و ہدایت سمجھ چکے تھے، نہ فرائض اسلام نماز و روزہ، زکوٰۃ و حج کا کوئی ذکر، نہ قرآن مجید کی تعلیم سے کوئی الفت و محبت، غرض جہالت کا پوری طرح دور دورہ تھا۔

ابن سعود نے شیخ کی تقریر سننے کے بعد اس کی خوبی و اصلیت اچھی طرح معلوم کر لی اور اللہ نے اسے حق کی حمایت کے واسطے تیار کیا۔ وہ شیخ سے بولا "شیخ! تم نے جو باتیں بتائی ہیں، درحقیقت یہی دین و ایمان کی اصلی باتیں ہیں، اور بلاشک و شبہ اللہ نے یہی توحید دیکر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا تھا، تم یقین کرو اور خوش ہو جاؤ کہ میں تمہاری ہر طرح مدد و حمایت کروں گا۔ اور تمہاری دعوت و تبلیغ میں جان و مال سے جہاد کروں گا، لیکن میں تم سے دو شرطیں کرنا چاہتا ہوں۔

ایک یہ کہ جب ہم تمہارے ساتھ ہو جائیں اور توحید و سنت کی اشاعت میں حصہ لیں، تو آپ ہمیں چھوڑ کر اپنے وطن واپس نہ جانا۔

دوم یہ کہ میں اپنے ماتحت لوگوں سے ایک معین محصول لیتا ہوں کہیں آپ اسے لینا ممنوع نہ قرار دیں۔

شیخ نے پہلی بات کے متعلق کہا "میں آپ سے سچا اقرار کرتا ہوں کہ ہرگز کسی طرح درعیہ اور آپ کا ساتھ چھوڑ کر کہیں نہ جاؤں گا۔ اپنا ہاتھ دیجئے، میں اس پر پختہ عہد کرتا ہوں۔ دَمِي دَمُكَ هَدْمِي هَدْمُكَ۔ یہ عرب کے معاہدہ کا ایک جملہ ہے جس کے معنی میں

ہر طرح آپ کے ساتھ ہوں، میرا بدلہ آپ کا بدلہ، اور میرا بدلہ چھوڑنا آپ کا بدلہ چھوڑنا ہے یعنی رنج و راحت، خوشی و غمی میں ہم آپ یکساں شامل رہیں گے) دوسرے کی بابت اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ وہ اس سے بہتر آپ کو دلا دے۔ اور ایسے محصول کی آپ کو ضرورت ہی نہ رہے، چنانچہ کچھ عرصہ کے بعد شیخ نے ایک روز کہا کہ یہ فتوحات اس ٹیکس سے زیادہ نہیں ہیں جو آپ ان سے وصول کیا کرتے تھے؟ اسپر ابن سعود نے آیندہ کے لئے وہ ٹیکس لینا بند کر دیا۔

اس گفتگو کے بعد شیخ کے ہاتھ پر ابن سعود نے اس طرح بیعت کی "میں اللہ و رسول کے دین پر قائم رہوں گا، شریعت کے احکام ہر طرح نافذ کروں گا، امر بالمعروف و نہی عن المنکر اور جہاد کے فرض کو از سر نو زندہ کروں گا۔

اسی وقت شیخ ان کے ساتھ ہو لئے، اور شہر درعیہ میں آکر قیام کیا

شیخ کے احباب کی آمد اور ابن معمر کی پشیمانی

درعیہ میں جب شیخ کی حمایت ہوئی اور توحید و سنت کو پناہ ملی، تب عیینہ کے موحدین اور دیگر پرجوش مسلمان آہستہ آہستہ ہجرت کر کے یہاں آنے لگے، اور اس طرح بہت بڑی جماعت آل معمر وغیرہ کے یہاں پہونچ گئی۔ عثمان اس خبر سے نہایت پشیمان ہوا اور خوف زدہ بھی کہ کہیں مجھ سے جنگ و جدل کی نوبت نہ آئے اس لئے بطور معذرت عیینہ کے چند شیوخ و سرداروں کو لیکر درعیہ پہونچا۔ اور شیخ سے واپسی کے لئے کہا۔ اور نصرت و حمایت کا وعدہ کیا۔ شیخ نے جواب دیا کہ اب بات میرے ہاتھ سے نکلکر ابن سعود کے ہاتھ میں چلی گئی ہے، وہ جس طرح چاہے میں کروں گا۔ اگر وہ مجھے حکم دے میں تمہارے ساتھ چل سکتا ہوں عثمان نے ابن سعود سے بھی اس کا ذکر کیا، مگر انہوں نے صاف انکار کر دیا۔ آخر اسے ناکام واپس آنا پڑا۔

شیخ اور دعوت و تبلیغ

اب شیخ نے نہایت اطمینان سے توحید و سنت کی دعوت شروع کی، اسلام کے فرائض و احکام کی تعلیم ایسے لوگوں میں پھیلائی جو نہ نماز جانتے تھے، نہ روزہ، نہ زکوٰۃ، نہ شرک اصغر سے واقف تھے نہ شرک اکبر سے۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کو ذریعہ بدعات و رسوم پرستی کو فنا کرنا شروع کر دیا۔

اور سب سے پہلے انہیں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے معنے سکھائے۔ جو صرف اللہ کی ذات کے لئے ہر قسم کی الوہیت وعبادت کو مخصوص کرتے، اور ماسوی اللہ کی نفی کرتے ہیں، اس کے ساتھ اسلام کے اصول دین بھی سکھائے، جو قبر میں سب سے پہلے دریافت کئے جائیں گے۔

(۱) مَنْ رَبُّكَ (کون تیرا رب ہے؟) اللہ کو پہچاننا، اس کی مخلوقات آیات کے ذریعہ اس کی وحدانیت وکمال کا اعتقاد کرنا، سچے دل سے اس کے احکام کا پابند ہونا۔

(۲) مَادِیْنُكَ (تیرا دین ومذہب کیا ہے؟) صحیح طور پر اسلام کو سمجھنا، اس کے فرائض وارکان خمسہ، توحید، نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج کا صدق دل سے پابند ہونا۔

(۳) مَنْ هٰذَا الَّذِیْ بُعِثَ اِلَیْكَ (تمہارا نبی کون ہے؟) محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا نبی ماننا، آپ کی محبت والفت دل میں قائم کرنا، آپ کے حالات، نبوت، ہجرت وغیرہ کے واقعات سے واقف ہونا، آپ کی دعوت کو اچھی طرح معلوم کرنا، اور کہ آپ نے سب سے قبل لا الٰہ الا اللہ کی دعوت دی تھی۔

عام طور سے تبلیغ اور جہاد

شیخ نے اہل درعیہ سے فارغ ہو کر اطراف وجوانب کا رخ کیا، اور ہر طرف دعوت وتبلیغ کا بازار گرم ہو گیا تمام بڑے بڑے امراء، رؤساء، علماء، وقضاۃ کے نام خطوط لکھے، اور انہیں اصل اسلام کی طرف بلایا، موجودہ رسم ورواج اور بدعات وخرافات کی جو آمیزش اسلام میں ہو گئی تھی اسے واضح طور پر بتایا، بعض نے قبول کیا، بعض نے سخت مخالفت وعداوت سے مقابلہ کیا شیخ کو احمق جاہل، اور جادوگر اور طرح طرح سے متہم کیا۔ جب مخالفت اس حد تک پہونچی اور عداوت وعناد کا سلسلہ انتہا کو پہونچا، حق کے واضح ہونے کے بعد مبتدعین وبے دین لوگوں سے جہاد کیا گیا، اور بمطابق آیہ کریمہ قَاتِلُوا الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ الخ۔ ایسے ظالموں کے مسلمانوں سے جو نہ حلال کو حلال سمجھتے تھے نہ حرام کو حرام جنگ کی گئی اور اس فریضہ کی ادائیگی میں جو کچھ دشواریاں اور مصائب وآلام تھے۔ سب جھیلے، انصار اور مہاجرین کا تانتا بندھ گیا، اور شیخ کے ذمہ قرض کا بار گراں ہونے لگا، بالآخر اللہ تعالیٰ نے فتوحات کے ذریعہ اسے ادا کرا دیا، ابن سعود نے شیخ کی مرضی کا آخر دم تک احترام واعزاز کیا، اور ان کی

تعلیم وتلقین کی بدولت وہ اور اس کا خاندان تمام ممالک نجد وعراق وحجاز وغیرہ پر رفتہ رفتہ قابض ہو گئے۔

شیخ کی وفات

شیخ نے بیانوے ۹۲ برس کی عمر میں آخر ذوالقعدہ سنہ ۱۲۰۶ھ میں وفات پائی، اس زمانہ میں بکثرت یہ آیت پڑھا کرتے تھے، رَبِّ اَوْزِعْنِیْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ، اَلْمُسْلِمِیْنَ تک۔ شیخ بنی تمیم کے خاندان سے تھے جو عرب کا مشہور قبیلہ ہے نہایت بااخلاق، مہمان نواز، صادق العزیمہ اور مستقل مزاج تھے، ہر وقت ذکر اللہ تسبیح وتہلیل میں مشغول رہتے، سائل وطالب علم پر نہایت مہربان، اور اسی کے ساتھ باہیبت اور بارعب شخص تھے۔ اکثر اوقات درس وتعلیم اور توحید وسنت کی اشاعت میں صرف کرتے ان کے حالات میں علامہ حسین بن غنام احسائی نے ایک مبسوط تالیف دو مجلد میں لکھی ہے۔ جس کا نام "روض الافہام فی شرح احوال الامام" ہو سنا گیا ہے کہ اس کا نسخہ بمبئی سے شائع ہو چکا ہے، ایک مجلد میں ان کے قلمی وعلمی کارنامے، اور دوسرے میں بعض شیخ اکثر یہ ابیات پڑھا کرتے تھے۔

بِاَیِّ لِسَانٍ اَشْكُرُ اللّٰہَ اِنَّہٗ — لَذُوْ نِعْمَةٍ قَدْ اَعْجَزَتْ كُلَّ شَاكِرٍ

میں اللہ کا شکر کس زبان سے کروں — وہ ایسا منعم ہے کہ ہر ایک شکر کرنے والا اس کی انعام کی شکر سے عاجز ہے

حَبَانِیْ بِالْاِسْلَامِ فَضْلًا وَّنِعْمَةً — عَلَیَّ وَبِالْقُرْاٰنِ نُوْرِ الْبَصَائِرِ

مجھے محض اپنے فضل وکرم سے اسلام بخشا — اور قرآن کا علم دیا جو نور بصیرت ہے۔

وَبِالنِّعْمَةِ الْعُظْمٰى اعْتِقَادِ ابْنِ حَنْبَلٍ — عَلَیْہَا اعْتِقَادِیْ یَوْمَ كَشْفِ السَّرَائِرِ

اور احمد بن حنبل کا اعتقاد جو سلف صالحین کا اعتقاد ہے — یہی میرا عقیدہ روز محشر ہوگا۔

شیخ کی تالیفات

شیخ نے بے حساب رسائل فتاووں اور جوابات کے علاوہ کتب ذیل تالیف کیں

(۱) کتاب التوحید جس کا ترجمہ ہدیہ ناظرین ہے۔ (۲) کشف الشبہات۔
(۳) قرآن شریف کے بعض حصہ کے فوائد اور مسائل (۴) کتاب الکبائر۔
(۵) مسائل الجاہلیہ (۶) فوائد السیرۃ النبویۃ۔

(۷) اختصار الشرح الکبیر الانصاف

(۸) شرح اقناع سے آداب المشی الی الصلوٰۃ کو منتخب کیا۔

شیخ کے شاگرد و اولاد

شیخ کے بہت سے شاگرد ہوئے، منجملہ ان کے تینوں بیٹے حسین، عبد اللہ، ابراہیم، جو درعیہ میں شیخ کے بعد تعلیم و تدریس اور مسند قضا پر بیٹھے، شیخ کے بعد حسین اور پھر عبد اللہ نے ان کی جگہ سنبھالی شیخ کے پوتے عبد الرحمن بن حسن نے بھی اپنے دادا سے علم حاصل کیا، ان کے متعدد رسائل اور شرح کتاب التوحید وغیرہ شائع ہو چکے ہیں، آج کل شیخ کے خاندان سے شیخ عبد اللہ بن حسن شیخ القضاۃ، اور شیخ محمد بن عبد اللطیف وغیرہ اہل علم کی ایک جماعت موجود ہے جن کا اہل نجد اور خود سلطان بہت احترام کرتے ہیں۔

ابن عبد الوہاب پر بہتان اور ان کی کامیابی

الغرض جس طرح دنیا نے مصلحین اور انبیاء کرام کا استقبال کیا ہے، وہی صورت شیخ محمد بن عبد الوہاب کو بھی پیش آئی۔ ان پر طرح طرح کے افترا، بہتان باندھے گئے۔ اور ہر طرح سے دشمنوں نے انہیں بدنام کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا، آج تک "وہابی" لقب عام طور پر بڑے بے دین و کافر کے لئے مستعمل ہوتا ہے، حالانکہ اولاً یہ نسبت ہی صحیح نہیں، کیونکہ اس تحریک کا بانی محمد تھا نہ عبد الوہاب، پھر جو وہابی کہلائے جاتے ہیں وہ کسی طرح اس نسبت کو پسند نہیں کرتے نہ یہ اپنا نام بتاتے ہیں جس طرح حنفی شافعی وغیرہ اپنے آپ کو حنفی یا شافعی کہتے ہیں شیخ نے کسی جدید مذہب کی بنا نہیں ڈالی، وہ عام طور پر حنبلی مشرب تھے۔ البتہ تقلید پر اس طرح جامد و مصر نہ تھے۔ جیسے عام طور پر مقلدین ہیں کہ اگر امام کے خلاف صریح آیت یا حدیث ملے تو بھی اس کی پرواہ نہیں کرتے اور جا و بیجا تاویلات رکیکہ سے کام لیکر اپنی ضد پوری کرتے ہیں۔

شیخ پر جس قدر اتہام لگائے گئے ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے۔

(۱) شیخ نے سب مسلمانوں کو کافر و مشرک بتایا۔

(۲) قبہ پرستی، قبر و دیگر عجائبات پرستی کو مٹا دیا۔

(۳) غیر اللہ کی نذر و نیاز و ذبیحہ حرام کر دیا۔

(۴) تمام غیر اللہ کے وسیلے اور اولیاء اللہ سے استغاثہ و فریاد کو حرام و شرک بتایا

(۵) شیخ نے اپنے مخالفین سے جہاد کیا۔

یہ اور اسی قسم کے بعض جزوی اعتراضات اور ہیں جو "وہابی" مذہب کی بنیاد اور اصل اصول سمجھکر ان کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں، اور یہی اس جماعت کی برائی سمجھی جاتی ہے، حالانکہ یہ سب بھلائیاں ہیں جنہیں نادان برائی سمجھے ہوئے ہیں، اور عین اسلام کے مسائل کو "وہابی" پکار کر بدنام کرنا چاہتے ہیں

شیخ نے اسلام کی خدمت کی، جان و مال اس پر قربان کیا بھلا وہ کب کسی مسلمان کو کافر کہہ سکتے تھے؟ ان کا مقصد تو کافر کو مسلمان بنانا تھا، نہ مسلمان کو کافر، اس لوگ انہیں کافر بے دین، اور خارجی کہتے تھے۔ اور آج تک کہتے ہیں، بلاشبہ جو شخص مسلمان ہوکر اسلام کا دعوے کرتے ہوئے شرک و بدعت میں ڈوبا ہوا دین سے نفرت رکھتا ہو، قبر پرستی و پیر پرستی میں مشا ہوا ہو، اسے صحیح بات نرمی سے سمجھائی جائے گی، باوجود سمجھانے کے اگر وہ ضد کرے اور اپنے باطل پر اڑے تو ایسا شخص اسلام سے خارج نہیں ہوگا تو اور کیا، یہ کوئی شیخ ہی کا خیال نہیں، بلکہ تمام ائمہ اسلام اسے خارج از اسلام شمار کریں گے، دور کیوں جاؤ، اس بدعتی فرقہ کو دیکھو کہ قبر پرستی اور صریح شرک کو اسلام سمجھکر تمام دنیا کو بے دین و کافر کہتا ہے یہی فرقہ اپنے آپ کو وہابیوں کا بڑا دشمن بتاتا ہے مگر مسلمان کی تکفیر میں سب سے پیش پیش نظر آتا ہے، آخر اس کی کیا وجہ ہے؟ کیا دوسروں کے واسطے یہ بات قابل اعتراض ہے اور اپنے واسطے نہیں۔

قبہ پرستی، قبر پرستی، غیر اللہ کی نذر و نیاز، توسل غیر اللہ، اور ندا و دعا اولیاء اللہ یہ سب شرعاً حرام و ناجائز امور ہیں، اور بعض بعض سے زیادہ برے اور قابل ملامت ہیں بعض صریح شرک ہیں، جیسے ندا غیر اللہ وغیرہ اگر یہ سب برے کہے گئے تو اس میں شیخ نے کیا قصور کیا؟ یہ تو کتاب اللہ و سنت رسول اللہ کے صاف و صریح احکام ہیں۔

ان میں کسی کو چون و چرا کا کیا موقع ہو سکتا ہے۔ رہا شیخ کا ان سے جہاد کرنا اس کی وجہ تھی کہ جب چاروں طرف اعداء ہوں، آئے دن عداوت و نفاق فتنہ و فساد سے ڈر رہتا ہو تو ایسی صورت میں ان سے مقابلہ کرنا ضروری اور فرض نہیں تو اور کیا ہے؟ خود کلام مجید میں وارد ہے وَقَاتِلُوهُمْ حَتّٰى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ لِلّٰهِ، ان سے اس وقت تک جنگ کرو کہ دین میں رخنہ نہ پڑے، اور صرف اللہ کی اطاعت ہو جائے۔ کیا جو لوگ نہ نماز پڑھیں، نہ روزہ رکھیں، نہ فرائض اسلامی کو سمجھیں، یہ حق رکھتے ہیں کہ مسلمان دیندار کو کافر و بیدین کہیں اس کے جان و مال کے دشمن ہو جائیں، اگر ایسا حق ان نالائقوں کو ہے تو یقیناً سچے مسلمان کو حق ہے کہ وہ اپنے دین و ایمان جان و مال آبرو و ناموس کی حفاظت ہر ممکن ذریعہ سے کرے، وہ اس میں حق بجانب اور سچا ہے۔

شیخ نے کیا کامیابی حاصل کی؟

بعض کا خیال ہے کہ کسی تحریک کی کامیابی اس کی ظاہری ترقی و غلبہ پر موقوف ہے، مگر یہ نہایت معمولی اور ناقابل التفات خیال ہے۔ در اصل کسی تحریک کی کامیابی یہ ہے کہ اس کا اثر قلوب پر صحیح طور پر ہو لوگ اسے دل سے اس طرح قبول کریں کہ اس پر ہر قسم کی قربانی کے لئے تیار ہو جائیں، ایسی تحریک اگر موقع پائے تو غلبہ و شوکت اور عملی قوت سے دوسروں کو پامال کر دیتی ہے شیخ کی دعوت نے عملی صورت سے قوت و غلبہ حاصل کیا، اور ایسی قوم میں اس تحریک نے نشوونما پائی جو عملی میدان میں سب سے پیش پیش اور اجتماعی حالت میں پورا غلبہ کرنے کے واسطے تیار تھی، شیخ کی کامیابی کا راز ان کے استقلال و تدبر، اعلان و صراحت کے علاوہ عملی قوم میں ہونا بھی ہے۔ یہی تحریک دوسری جگہ مثلاً ہندوستان میں اس طرح کامیابی حاصل نہ کر سکی اس لئے کہ یہاں عمل کی جگہ قول کو زیادہ دخل ہے۔ چنانچہ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کی تحریک علمی حیثیت تک ضرور کامیاب کہلائے گی، مگر عملی حیثیت چونکہ اس میں ابتدا سے کم تھی، وہی شان انتہا تک نظر آتی ہے گی۔

یہ عام خیال کہ مولانا اسمٰعیل شہید اور دیگر جماعت اہل حدیث کا وہابی تحریک سے

کچھ تعلق تھا، سراسر لغو بیہودہ اور ناقابل اعتبار ہے، نہ اس سے ہندوستان والوں کو ابتدا میں کوئی تعلق تھا، نہ اس کا علم، نہ آپس میں کوئی ایسا سلسلہ تھا، نہ خود نجدیوں کو کچھ اس کا احساس تھا، البتہ رفتہ رفتہ انہیں اور ہندوستان والوں کو یہ معلوم کرکے خوشی ہوئی کہ موحد، بدعت سے نفرت کرنے والے، صحیح سنت کے حامی، دنیا کے متفرق حصوں میں موجود ہیں، جس طرح آج مسلمان باہر کے مسلمانوں کے رنج و راحت کا خیال کرتے ہیں، اہلحدیث بھی نجدیوں سے اب یہ الفت و محبت رکھتے ہیں، ورنہ باقاعدہ کوئی ربط و اتحاد کی صورت اب تک نہیں قائم کی گئی۔

نجدی تحریک کی ممات و حیات

نجدی تحریک کو عین عالم شباب میں یورپ کے چالباز سمجھ گئے اور اس کے قلع و قمع کا انتظام بواسطہ سلطنت ترکی مصر سے کرایا گیا، اگر یہ تحریک صحیح اسلام اور توحید کی اساس متین پر مبنی نہ ہوتی، تو یقیناً اس کے فنا ہونے میں کوئی شبہ نہ تھا، مگر اللہ تعالٰے نے اپنے فضل و کرم سے اسے بچا لیا۔ اور آج اسے دنیائے اسلام میں وہ نمایاں عزت حرمین محترمین پر قبضہ دیکر عطا فرمائی جو اس کا اصلی و واجبی حق تھا اس کے ذریعہ آج دنیا کو یہ دکھا دیا کہ صحیح اسلام اور قانون اسلام سے وہ عدل و امن قائم ہوتا ہے جو کسی فوج و لشکر، سامان و اسلحہ سے ہرگز نہیں ہو سکتا، آج بلاد عرب و حجاز میں وہ امن و امان عدل و انصاف کا دور دورہ ہے۔ جو کبھی حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ اور دیگر خلفائے راشدین کے زمانہ میں دیکھا گیا تھا۔ یہ سب اللہ کے فضل و کرم اور حضرت الملک الجلیل السلطان عبد العزیز بن عبد الرحمن آل سعود النجدی کی ہمت و عزم اور دیانت و سیاست کا نتیجہ ہے۔ ادام اللہ عزہ و دولتہ ونصر جندہ وقوی شوکتہ ومتع بہ المسلمین وحمی بہ حوزۃ الدین۔ آمین۔

کتاب التوحید کا خلاصہ

یوں کلمۂ توحید "لا الہ الا اللہ" کو ہر کس و ناکس زبان سے ادا کرتا ہے، مگر جب تک اس کے معنی نہ سمجھے اس کے شروط سے واقف نہ ہو کوئی فائدہ نہیں، اس میں ماسوی اللہ کی نفی اور صرف

اللہ تعالیٰ کی ذات کا اثبات ہو یعنی ہر قسم کے کمال و الوہیت کی شان صرف اللہ کی ذات سے مخصوص ہونی چاہئے، وہ اپنی ذات و صفات میں یکتا، بے مثل، وحدہ لاشریک ہے، وہ ہر عیب سے پاک اور منزہ ہے۔ ہر خوبی اسی کے لئے ہے۔

توحید کی دو قسمیں ہیں۔ توحید الوہیت، توحید ربوبیت، توحید الوہیت یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کو اس کی ذات، اسماء و صفات، معبودیت و عظمت، تقدس و کمال میں یکتا شمار کریں، جس قدر عبودیت، اطاعت، عجز و نیاز کے کام ہیں سب اسی کے واسطے خاص کئے جائیں، اسی کے واسطے نذر و نیاز، اسی کے واسطے ذبیحہ و قربانی اسی کے لئے سجدہ و رکوع، غرض تمام امور عبادت اسی سے مخصوص کر دئے جائیں، بجز اس کے کسی پر اعتماد و توکل نہ کیا جائے، وہی خالق کل و مالک ارض و سما سمجھا جائے، وہی تمام ضرر و نفع کا واحد مدبر و مسبب، تمام عالم اسباب کا موجد مانا جائے، وہ ہر عیب سے پاک ہے، جو وہ چاہے وہ ہوتا ہے، اس کی مرضی کے خلاف کچھ نہیں ہو سکتا ہے۔ وہ سب کو پوچھ سکتا ہے، اس سے کوئی پوچھنے والا نہیں۔

توحید ربوبیت یہ ہے کہ رزق و اسباب پرورش وہی مہیا کرنے والا ہے وہی کھلاتا، پلاتا ہے، وہ سب کی نگرانی کرنے والا اور ضرورت پر کام آنے والا ہے، بیماری رنج و دکھ میں وہی کام آنے والا ہے۔ کسی اور کو ذرہ برابر اختیار نہیں۔

غرض ہر دو قسم کی توحید کے متعلق جتنے امور ہو سکتے ہیں، کتاب اللہ و سنت رسول اللہ سے الگ الگ بیان کر دئے۔ تاکہ ہر ایک شخص اسکو اچھی طرح سمجھ سکے۔ اور کسی قسم کی دقت نہ ہو۔

اس کتاب کے مطالعہ سے بہت سے رسمی امور ایسے معلوم ہوں گے جو شرفاً ناجائز ہیں، بہت سی برائیاں ظاہر ہونگی اس لئے چاہئے کہ ہر ایک شخص نہایت غور و تدبر سے اسے پڑھے۔ اور جو نقائص پائے ان کی فوراً تلافی کرے۔ ایسا نہ ہو کہ آج کل کرتے ہوئے وقت ضائع ہو جائے اور اللہ عزوجل کے حضور میں پہونچکر کوئی جواب نہ بن آئے۔

ابو عبد اللہ محمد بن یوسف السورتی

۱۰ جمادی الاخری سنہ ۱۳۵۰ھ۔ قرول باغ۔ دہلی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب التوحید

توحید کی کتاب

وقول اللہ تعالیٰ (وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ) ۵۱-۵۶

اللہ عزوجل نے فرمایا میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔

وقولہ تعالیٰ:۔ وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ ۖ فَمِنْهُم مَّنْ هَدَى اللَّهُ وَمِنْهُم مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلَالَةُ ۚ فَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ ۱۶-۳۶

اور فرمایا۔ بیشک ہم نے ہر ایک امت میں رسول بھیجے کہ اللہ کی عبادت کرو۔ اور طاغوت سے بچو، سو انہیں سے بعض کو اللہ نے ہدایت کی۔ اور بعضے وہ ہیں کہ جن پر گمراہی لازم ہوئی پس تم زمین پر پھر کر دیکھو کہ جھٹلانیوالوں کا کیسا انجام ہوا۔

وقولہ تعالیٰ:۔ وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا ۚ إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِندَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُل لَّهُمَا أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُل لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا ۱۷-۲۳

اور فرمایا۔ اور تیرے رب کا فرمان ہو کہ صرف اسی کی عبادت کرو۔ اور اپنے ماں باپ سے اچھا سلوک کرو۔ اگر ان میں سے ایک یا دونوں تیرے روبرو بوڑھے ہو جائیں تو اف تک نہ کہنا نہ جھڑکنا اور ادب و عزت سے خطاب کرنا۔

وقولہ تعالیٰ:۔ قُلْ تَعَالَوْا أَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ ۖ أَلَّا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا

اور فرمایا۔ کہدے کہ آؤ میں تمہیں وہ باتیں پڑھ سناؤں جنہیں اللہ نے تم پر حرام کیا اسکا کوئی شریک نہ ٹھہراؤ

وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا، وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ مِنْ إِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَإِيَّاهُمْ، وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ، وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ ذَٰلِكُمْ وَصَّاكُمْ بِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ۝ وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتِيمِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ حَتَّىٰ يَبْلُغَ أَشُدَّهُ، وَأَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيزَانَ بِالْقِسْطِ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا وَإِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَىٰ وَبِعَهْدِ اللَّهِ أَوْفُوا، ذَٰلِكُمْ وَصَّاكُمْ بِهِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ۝ وَأَنَّ هَٰذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ ذَٰلِكُمْ وَصَّاكُمْ بِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۝ ۱۵۱-۱۵۳-۶

قَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ مَنْ أَرَادَ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى وَصِيَّةِ مُحَمَّدٍ صلى الله عليه وسلم الَّتِي عَلَيْهَا خَاتَمُهُ فَلْيَقْرَأْ قَوْلَهُ تَعَالَى قُلْ تَعَالَوْا أَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ إِلَى قَوْلِهِ

اور ماں باپ سے اچھا سلوک کرو۔ اپنی اولاد کو تنگدستی کی وجہ سے نہ مار ڈالو۔ ہم ہی تم کو اور انہیں رزق دیتے ہیں، اور ہر قسم کی حد سے گزری ہوئی باتوں کے خواہ ظاہر ہوں خواہ پوشیدہ پاس نہ جاؤ۔ اور جس جان کو اللہ نے حرام کیا ناحق نہ مارو۔ تمہیں اس کی وصیت فرماتا ہے شاید کہ تم سمجھو۔ اور یتیم کے مال کے قریب نہ جائیو۔ مگر ایسی صورت میں کہ بہتر ہو یہاں تک کہ جوان ہو جائے۔ اور ناپ اور تول کو انصاف سے پورا پورا کرو۔ ہم کسی نفس کو اس کی طاقت سے باہر تکلیف نہیں دیتے۔ اور جب کچھ بولو تو انصاف کی بات بولو۔ اگرچہ قرابت دار کے لئے کیوں نہ ہو۔ اور اللہ کے عہد کو پورا کرو۔ اس کی وصیت فرماتا ہے تمہیں تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔ اور بلاشبہ یہ میرا سیدھا راستہ ہے پس تم اسی کی پیروی کرو۔ اور بہت سے راستوں کی پیروی نہ کرو کہ وہ تمہیں اللہ کے راستہ سے الگ کر دیں گے۔ اسی کی وصیت فرماتا ہے تمہیں تاکہ تم بچو۔ ابن مسعود نے کہا جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت دیکھنا چاہے جس پر آپ کی مہر ہے وہ یہ آیتیں قُلْ تَعَالَوْا أَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ سے تَتَّقُونَ تک پڑھے (۱)

(۱) سنن ترمذی مطبوعہ اصح المطابع لکھنؤ [illegible] پر یہ روایت بایں الفاظ ہے: من سرہ ان ینظر الی الصحیفة التی علیہا خاتم محمد صلی اللہ علیہ وسلم فلیقرأ هؤلاء الآیات قل تعالوا اتل ما حرم ربکم علیکم الی قولہ لعلکم تتقون۔ ترمذی نے اسے حسن غریب کہا۔ تفسیر ابن کثیر سے غالباً مؤلف نے اسے نقل کیا ہے جس میں وصیت کا لفظ ہے صحیفہ کا لفظ اصل ہے۔

وَأَنَّ هَٰذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا۔

وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رضي الله عنه قَالَ كُنْتُ رَدِيفَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم عَلَى حِمَارٍ فَقَالَ لِي يَا مُعَاذُ أَتَدْرِي مَا حَقُّ اللَّهِ عَلَى الْعِبَادِ وَمَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللَّهِ؟ قُلْتُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ حَقُّ اللَّهِ عَلَى الْعِبَادِ أَنْ يَعْبُدُوهُ وَلَا يُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَحَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللَّهِ أَنْ لَا يُعَذِّبَ مَنْ لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا. قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفَلَا أُبَشِّرُ النَّاسَ؟ قَالَ لَا تُبَشِّرْهُمْ فَيَتَّكِلُوا. أَخْرَجَاهُ فِي الصَّحِيحَيْنِ۔

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گدھے پر سوار تھا آپ نے فرمایا معاذ! تمہیں معلوم ہے کہ اللہ کا بندوں پر کیا حق ہے اور بندوں کا اللہ پر کیا حق ہے؟ میں نے عرض کیا اللہ و رسول خوب جانتے ہیں۔ فرمایا اللہ کا حق بندوں پر یہ ہے کہ صرف اسی کی عبادت کریں اور کسی کو اس کا شریک نہ کریں اور بندوں کا حق اللہ پر یہ ہے کہ جو کوئی بھی شرک نہ کرے اُسے عذاب نہ دے۔ میں نے کہا آپ فرمائیں تو لوگوں کو اس کی خوشخبری دے دوں۔ فرمایا نہیں ایسا نہ ہو کہ اسی پر بھروسہ کر لیں۔ بخاری و مسلم نے اسے روایت کیا۔

فِيهِ مَسَائِلُ

الْأُولَى الْحِكْمَةُ فِي خَلْقِ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ

الثَّانِيَةُ أَنَّ الْعِبَادَةَ هِيَ التَّوْحِيدُ لِأَنَّ الْخُصُومَةَ فِيهِ

الثَّالِثَةُ أَنَّ مَنْ لَمْ يَأْتِ بِهِ لَمْ يَعْبُدِ اللَّهَ، فَفِيهِ مَعْنَى قَوْلِهِ (وَلَا أَنْتُمْ عَابِدُونَ مَا أَعْبُدُ)

الرَّابِعَةُ الْحِكْمَةُ فِي إِرْسَالِ الرُّسُلِ.

اس میں یہ چوبیس مطالب ہیں (۱)

(۱) یہ کہ جن و انس کی پیدائش میں اللہ کی کیا حکمت ہے

(۲) عبادت سے مراد توحید ہے اس لئے کہ ہمیشہ انبیاء سے اسی کے بارے میں جھگڑا ہوتا آیا ہے۔

(۳) جو توحید نہیں رکھتا وہ اللہ کی عبادت بھی نہیں کرتا۔ اس سے سورۃ کافرون کی آیت ولا انتم عابدون ما اعبد کے معنی بھی حل ہو گئے یعنی تم میری سی توحید نہیں کرنیوالے

(۴) رسول کے بھیجنے میں کیا حکمت ہے؟

(۱) مؤلف رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنا طریقہ یہ رکھا ہے کہ پہلے آیات و احادیث بیان کیں پھر ان تمام سے جو مطالب حاصل ہوئے ہیں نمبروار بتا دیئے تاکہ ان مطالب پر انسان غور کرے۔ اور اپنے نفس کی اصلاح میں سعی کرے۔

الخامسة: ان الرسالة عمّت كل امة.
السادسة: ان دين الانبياء واحد.
السابعة: المسئلة الكبيرة ان عبادة الله لا تحصل الا بالكفر بالطاغوت ففيه معنى قوله تعالى فمن يكفر بالطاغوت ويؤمن بالله فقد استمسك بالعروة الوثقى، لا انفصام لها والله سميع عليم.

الثامنة: ان الطاغوت عام فى كل ما عبد من دون الله.
التاسعة: عظم شان الثلاث الآيات المحكمات فى سورة الانعام عند السلف وفيها عشر مسائل[1] اولها النهى عن الشرك.
العاشرة: الآيات المحكمات فى سورة الاسراء، وفيها ثمانية عشر مسئلة بدأها الله تعالى بقوله لا تجعل مع الله الٰها آخر فتقعد مذموما مخذولا، وختمها بقوله ولا تجعل مع الله الٰها آخر فتلقى فى جهنم ملوما مدحورا.

(۵) ہر امت میں خدا کے رسول آئے ہیں۔
(۶) تمام انبیاء کا دین ایک ہے۔
(۷) یہ مسئلہ نہایت اہم اور خوب سمجھنے کے قابل ہے یعنی اللہ کی عبادت طاغوت سے کفر کئے بغیر نہیں حاصل ہو سکتی۔ اس میں آیہ بقرہ "فمن یکفر بالطاغوت" کے معنی بھی ظاہر ہوگئے یعنی جو طاغوت کا انکار کرے اور صرف اللہ کو مانے۔ سو یہی شخص ایسے مضبوط کڑے کو پکڑتا ہے جو کسی طرح نہیں ٹوٹ سکتا۔ اور اللہ سننے والا جاننے والا ہے۔
(۸) طاغوت وہ تمام چیزیں ہیں جن کی اللہ کے سوا عبادت کیجائے۔
(۹) سورہ انعام کی تینوں محکم آیتوں کی عظمت اور فضیلت سلف صالحین کے نزدیک اور ان میں دس مسائل ہیں جنمیں پہلی شرک سے ممانعت ہے
(۱۰) سورہ اسراء کی محکم آیتیں جنمیں اٹھارہ مسائل ہیں۔
اللہ تعالیٰ نے انہیں لا تجعل مع اللہ سے شروع کرکے اسی پر ختم کیا ہے۔ یعنی ابتدا اور انتہا توحید کی تعلیم پر فرمائی — اللہ تعالیٰ کیساتھ کوئی دوسرا معبود مت بنا۔ پس تو ذلیل بے یار و مددگار رہو جائیگا اور خاتمہ پر فرمایا اور اللہ کے ساتھ کوئی دوسرا معبود مت بنا۔

[1] ہم نے آیتوں پر مسائل کی بابت نمبر لگا دیئے ہیں۔ ان پر غور کیا جائے۔ اسی طرح بنی اسرائیل کی آیندہ آیتوں پر بھی نمبر لگا دیئے گئے ہیں۔

ونبهنا الله سبحانه على عظم شان هذه المسائل بقوله ذالك مما اوحى اليك ربك من الحكمة.

لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَقْعُدَ مَذْمُوْمًا مَّخْذُوْلًا ۔ وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۭ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰـهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ۔ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ۔ رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِيْ نُفُوْسِكُمْ ۭ اِنْ تَكُوْنُوْا صٰلِحِيْنَ فَاِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِيْنَ غَفُوْرًا ۔ وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ۔ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ۭ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ۔ وَاِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ ابْتِغَاۗءَ رَحْمَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ تَرْجُوْهَا فَقُلْ لَّهُمْ قَوْلًا مَّيْسُوْرًا ۔ وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ

پس تو جہنم میں ذلت و خواری سے دھکیل دیا جائیگا اور ہمیں اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ان مسائل کی اہمیت اس طور پر بتائی کہ فرمایا۔ یہ وہ باتیں ہیں کہ اللہ نے تجھ پر حکمت میں سے نازل فرمائیں۔

اللہ کے ساتھ کوئی دوسرا معبود مت بنا پس تو ذلیل بے یار و مددگار رہو جائے گا۔ اور تیرے رب نے حکم فرمایا ہے کہ اس کے سوا کسی دوسرے کی عبادت نہ کرو۔ اور اپنے ماں باپ سے نیک سلوک کرو۔ اگر ان میں سے ایک یا دونوں تیری رو برو بوڑھے ہو جائیں تو انہیں اُف تک نہ بول نہ جھڑک، اور ان سے ادب و عزت کی بات کہہ اور ان کے واسطے مہربانی سے خاکساری کا بازو پھیلا دے۔ اور یہ کہہ۔ اے میرے پروردگار۔ اُن پر مہربانی کر جس طرح انہوں نے مجھے چھوٹے سے پالا۔ تمہارا پروردگار تمہارے دلوں کی باتوں سے خوب آگاہ ہے۔ اگر تم نیک ہوگے تو وہ بھی نیکی کیطرف جھکنے والوں کو بخشنے والا ہے۔ رشتہ دار کو اس کا حق دے اور مسکین اور مسافر کو۔ اور مت بکھیر بیجا بکھیرنا۔ جو لوگ کہ بیجا خرچ کرتے ہیں وہ بلاشبہ شیطانوں کے بھائی ہیں۔ اور شیطان تو اپنے رب کا بڑا نافرمان ہے۔ اور اگر تو اللہ کی رحمت کے انتظار میں جس کی تجھے امید ہے ان سے مُنہ موڑے تو انہیں نرم بات کہہ۔ اور اپنے ہاتھ

وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا ۔ اِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاءُ وَيَقْدِرُ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًا بَصِيْرًا + وَلَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا + وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّسَاءَ سَبِيْلًا + وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا فَلَا يُسْرِفْ فِّي الْقَتْلِ اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا + وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا + وَاَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا + وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا + وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ

کو گردن سے بندھا ہوا تنگ نہ کر، نہ بالکل پھیلا دے کہ اس سے تو بدنام اور عاجز و ناکام بیٹھ جائیگا۔ بیشک تیرا پروردگار جسے چاہے رزق میں فراخی اور تنگی دیدے۔ کیونکہ وہ اپنے سب بندوں سے دانا و بینا ہے۔ اور اپنی اولاد کو تنگدستی کے ڈر سے نہ مار ڈالو ہم انہیں اور تمہیں سب کو رزق پہنچاتے ہیں یقیناً ان کا مار ڈالنا بڑا سخت جرم ہے۔ اور بدکاری کے پاس بھی نہ پھٹکنا۔ بیشک یہ حد سے گذری ہوئی بات اور نہایت ہی برا طریقہ ہے۔ اور جس جان کو اللہ نے حرام کیا ناحق نہ مارنا اور جو کوئی ناحق مارا گیا پس ہم نے اس کے قریبی رشتہ دار کو غلبہ دیا، سو اسے چاہیے کہ بدلہ لینے میں حد سے نہ بڑھے، بیشک یہ مدد کیا ہوا ہے اور یتیم کے مال کو ہاتھ نہ لگاؤ، مگر ایسی صورت میں کہ بہتر ہو، یہاں تک کہ اس کے قویٰ پورے مضبوط ہو جائیں، اور عہد کی پابندی کرو، بلا شبہ عہد سے سوال ہوگا، اور ناپ کے وقت پورا ناپ دو اور تولنے میں برابر کا خیال رکھو، یہی بہتر اور انجام کے لحاظ سے زیادہ بھلا ہے؛ اور تجھے جس چیز کی بابت علم نہیں، اس کے درپے نہ ہونا، اس لئے کہ کان آنکھ اور دل ان سب سے بازپرس ہوگی، اور زمین پر اکڑ کر نہ چل، بیشک تو زمین کو چیر نہیں سکتا۔

الْاَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا + كُلُّ ذٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهٗ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوْهًا + ذٰلِكَ مِمَّآ اَوْحٰٓى اِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتُلْقٰى فِيْ جَهَنَّمَ مَلُوْمًا مَّدْحُوْرًا

نہ کسی طرح پہاڑ کی لمبائی کو پہنچ سکتا ہے۔ ان تمام باتوں کی بدی تیرے رب کو ناپسند ہے، یہ وہ باتیں ہیں کہ تیرے رب نے حکمت میں سے تجھ پر نازل فرمائیں، اور خدا کے ساتھ دوسرا معبود نہ بنا۔ ورنہ جہنم میں ذلت و خواری کیساتھ دھکیل دیا جائے گا

*

الحادية عشرة آية سورة النساء التي هي آية الحقوق العشرة بدأها الله تعالى بقوله. وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا +

(۱۱) سورہ نساء کی وہ آیت جو حقوق عشرہ (دس حق) کی آیۃ کہلاتی ہے جسے اللہ عزوجل نے اپنے اس حکم سے شروع فرمایا، صرف اللہ کی عبادت کرو۔ اور کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ، اور ماں باپ اور قرابت دار اور یتیموں اور مسکینوں اور قرابت دار پڑوسی اور اجنبی پڑوسی، اور پاس بیٹھنے والے اور مسافر اور اپنے لونڈی غلاموں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو۔ بیشک اللہ اترانے والے بڑائی کرنے والے کو پسند نہیں کرتا

الثانية عشرة التنبيه على وصية رسول الله صلى الله عليه وسلم عند موته.

(۱۲) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت کا بیان، جو آپ نے موت کے وقت فرمائی،

الثالثة عشرة معرفة حق الله علينا

(۱۳) اللہ کا بندوں پر کیا فرض عائد ہوتا ہے،

الرابعة عشرة معرفة حق العباد عليه

(۱۴) بندوں کا اللہ پر کیا حق ہوتا ہے،

الخامسة عشرة ان هذه المسئلة لا يعرفها اكثر الصحابة

(۱۵) اس مسئلہ کو بہت سے صحابہ نہیں جانتے تھے،

السَّادِسَةَ عَشْرَةَ جَوَازُ كِتْمَانِ الْعِلْمِ لِلْمَصْلَحَةِ

السَّابِعَةَ عَشْرَةَ اسْتِحْبَابُ بِشَارَةِ الْمُسْلِمِ بِمَا يَسُرُّهُ

الثَّامِنَةَ عَشْرَةَ الْخَوْفُ مِنَ الْاِتِّكَالِ عَلٰى سَعَةِ رَحْمَةِ اللّٰهِ ۔

التَّاسِعَةَ عَشْرَةَ قَوْلُ الْمَسْئُوْلِ عَمَّا لَا يَعْلَمُ اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ[2]

الْعِشْرُوْنَ جَوَازُ تَخْصِيْصِ بَعْضِ النَّاسِ بِالْعِلْمِ دُوْنَ بَعْضٍ

الْحَادِيَةُ وَالْعِشْرُوْنَ تَوَاضُعُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِرُكُوْبِ الْحِمَارِ مَعَ الْاِرْدَافِ عَلَيْهِ

الثَّانِيَةُ وَالْعِشْرُوْنَ جَوَازُ الْاِرْدَافِ عَلَى الدَّابَّةِ

الثَّالِثَةُ وَالْعِشْرُوْنَ فَضِيْلَةُ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

الرَّابِعَةُ وَالْعِشْرُوْنَ عِظَمُ شَاْنِ هٰذِهِ الْمَسْئَلَةِ

(۱۶) علم کو بنا بر مصلحت چھپانا درست ہے[1]

(۱۷) مسلمان کو ایسی باتوں کی خوشخبری دینا جن سے وہ خوش ہو

(۱۸) اس بات کا کھٹکا کہ کہیں لوگ اللہ کی رحمت پر بھروسہ نہ کریں۔

(۱۹) جس آدمی کو کسی چیز کی خبر نہ ہو تو اس میں اللہ و رسول کی طرف علم کو سپرد کر دینا چاہئے۔

(۲۰) بعض آدمی سے علم کی خاص باتیں کہنا۔

(۲۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فروتنی اور تواضع یعنی آپ کا گدھے پر سوار ہونا، اور ایک آدمی کو پیچھے بٹھانا۔

(۲۲) جانور پر دوسرے آدمی کو اپنے پیچھے بٹھانا۔

(۲۳) حضرت معاذ بن جبل کی فضیلت کہ آپ نے اپنے ساتھ بٹھایا اور یہ بھی

(۲۴) مسئلہ توحید کا اہمیت و عظمت شان

(۱) اس نمبر اور نمبر (۲) سے ممکن ہے کسی کو شبہ ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض اسرار سربستہ خاص خاص اصحاب کو بتلا دئے، یعنی علم باطن تصوف وغیرہ کا جو شہرت اس کو حاصل ہے، مگر یہ غلطی ہوگی اس لئے کہ یہ بطور راز کے نہ تھے، بلکہ اتفاقاً بعض باتیں اپنے بیان فرمائے جن کے متعلق قرآن پاک یا آپ کے دوسرے بیانات میں بہت کچھ اجمال و تفصیل ہے، مگر اس درجہ شاید وہ نص نہ ہوں، کیونکہ نبی کو جو فرض تبلیغ سپرد ہے اس میں وہ کسی قسم کی رعایت نہیں کر سکتا، خواہ فہم میں قلت و کثرت اور بات ہے، نیز بعض باتوں کو بطور خاص پیش کرنے میں جو سبب کبھی کی وجہ سے ناقدری ہو، یا غلط مقصد کل اس سے روکنا اور بات ہے، مثلاً حدیث معاذ چند صحابہ سے مروی ہے، اور وہ ایک بڑے مجمع سنا، جیسا کہ ابو ہریرہ وغیرہ کی روایتوں میں ہے، اس قسم کی خوشخبری اخلاص و صداقت کا نتیجہ ہے، اس سے علم والے خوف الٰہی اور شکر گزاری میں مصروف ہو جاتے ہیں، مگر جاہل، نادان، تمام احکام شریعت کو اڑا دیتے ہیں، اور کہتے ہیں ہم اس مرحلے پار ہو گئے، اس قسم کے نادانوں سے ایسی باتیں کرنا خلاف اصول ہے، اس کے علاوہ آپ نے کوئی ایسا راز نہیں رکھا جو صرف کسی مخصوص صحابی سے فرمایا ہو اور دوسروں کو اس کی اطلاع ممنوع قرار دی ہو۔ حذیفہ بن یمان کو صاحب سر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں، ایک روز آپ نے بھرے مجمع میں منافقین کے حالات کی توضیح فرمائی اور ایسے علامات ارشاد فرمائے کہ جاننے والا اس شخص کا نام تک سمجھ جائے، مگر اس کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ ایسے مجمع کا علم بھی راز داری میں داخل ہو گیا، دوسری بات ہے کہ حذیفہ نے اس کا کچھ حصہ یاد کر لیا، غرض یہ کہ خشائی اور نکات علمی میں ہو سکتا ہے کہ سد ذرائع کا لحاظ رکھا جائے، اصول دین کا لحاظ نہیں ہوتا، اس کی مثال (۱) خانہ کعبہ کو ڈھا کر از سر نو تعمیر کرنا آپ نے چاہا تھا مگر اسے بر پا، اسی طرح آپ نے چاہا تھا کہ وفات سے قبل وصیت نامہ لکھ دیں، پھر ضرورت نہیں سمجھی، واللہ اعلم بالصواب۔

(۲) آنحضرت کی زندگی میں آپ کے رو برو اللہ و رسولہ اعلم کہتے تھے، وفات کے بعد اللہ اعلم کہنا چاہیئے۔

بَابُ فَضْلِ التَّوْحِيْدِ وَمَا يُكَفِّرُ مِنَ الذُّنُوْبِ

باب ہے توحید کی فضیلت میں اور اسکے بیان میں کہ توحید تمام گناہوں کو مٹا دیتی ہے

وَقَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰى اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ[1] (۶-۸۲)

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ شَهِدَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَاَنَّ عِيْسٰى عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ وَكَلِمَتُهٗ اَلْقَاهَا اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ اَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ عَلٰى مَا كَانَ مِنَ الْعَمَلِ اَخْرَجَاهُ

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے جو ایمان لائے اور انہوں نے اپنے ایمان میں کسی قسم کا ظلم نہیں ملایا انہیں لوگوں کے واسطے ہمیشہ کا امن و چین ہے اور یہی راہ پانے والے ہیں۔

عبادہ بن صامت انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جو کوئی سچے دل سے کلمہ طیبہ کا اقرار کرے یعنی یہ یقین کرے کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ یکتا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اور اس بات کا اقرار کرے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور پیغام پہونچانے والے ہیں یعنی رسول اور اس کا بھی اقرار کرے کہ عیسیٰ اللہ کے بندے اور رسول ہیں، اور اللہ نے اپنے کلمہ (لفظ کن) سے انہیں پیدا کیا۔ جسے مریم کی طرف بھیجا، اور اس کی روح ہیں، اور جنت حق ہے اور دوزخ حق ہے، جو ان باتوں کو سچے دل سے مان لیوے اللہ تعالیٰ اسے

(۱) صحیح بخاری وغیرہ میں عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے جب یہ سورہ انعام کی یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ کرام پریشان ہوئے اور ان پر شاق گزری، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ہم میں ایسا کون ہے جس نے ظلم نہ کیا ہو آپ نے فرمایا کہ اس سے یہ مقصود نہیں جو تم سمجھے، اس سے مراد شرک ہے جیسا کہ سورہ لقمان میں فرمایا اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ

ولهما في حديث عتبان
فإن الله حرم على النار من قال
لا إله إلا الله يبتغي بذلك
وجه الله

وعن أبي سعيد الخدري رضي
الله تعالى عنه عن رسول الله صلى
الله عليه وسلم قال قال موسى
يا رب علمني شيئا أذكرك وأدعوك
به. قال قل يا موسى لا إله إلا الله
قال يا رب كل عبادك يقولون
هذا. قال يا موسى لو أن السموات
السبع وعامرهن غيري والأرضين
السبع في كفة ولا إله إلا الله في كفة
مالت بهن لا إله إلا الله. رواه
ابن حبان والحاكم وصححه

جنت میں داخل فرمائے گا، چاہے کچھ بھی عمل کئے
ہوں[1]۔ بخاری مسلم

اور بخاری ومسلم میں عتبان رضی اللہ عنہ کی حدیث
میں ہے کہ آپ نے فرمایا بیشک اللہ عزوجل نے
آگ پر اس شخص کو حرام کر دیا جو اس کی خوشی کے
لئے سچے دل سے لا الہ الا اللہ کہے[2]۔

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت موسیٰ ع
نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا اے پروردگار مجھے
ایسی چیز بتا جس سے تیری یاد کروں اور تجھ سے دعا کیا
کروں، فرمایا اے موسیٰ لا الہ الا اللہ کہہ، موسیٰ
نے کہا اے پروردگار اسے تو تیرے سب بندے
کہا کرتے ہیں۔ فرمایا اے موسیٰ اگر ساتوں آسمان اور ان کے
باشندے اور ساتوں زمینیں بجز میرے ایک پلڑے میں
اور لا الہ الا اللہ ایک پلڑے میں تو لا الہ الا اللہ سب سے زیادہ
وزن میں ہو گا۔ ابن حبان اور حاکم نے اسے
روایت کیا اور صحیح کہا۔

(۱) یعنی موحد کا انجام جنت ہے، اگر گناہ ایسے کئے ہیں کہ ان کی سزا ضروری ہے تو سزا پا کر ایک نہ ایک دن چھوٹ جائیگا
بخلاف مشرک کے جس پر جنت حرام ہے۔

(۲) عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی ہیں، ان کی بصارت جاتی رہی تو انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو
اپنے گھر بلایا تاکہ وہاں مسجد کا افتتاح کریں۔ آپ تشریف لیگئے اور جس جگہ مسجد تجویز کر چکے تھے وہاں نماز نفل ادا کی۔
محلے کے لوگ بھی جمع ہو گئے۔ ایک شخص جو غیر حاضر تھا اس پر میگوئیاں شروع ہوئیں۔ بعض نے اسے منافق بتایا۔
یہ لوگ الگ باتیں کر رہے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے۔ جب فارغ ہوئے تو فرمایا
کیا وہ لا الہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ کا اقرار نہیں کرتا؟ بولے زبانی اقرار کرتا ہے لیکن اس کے دل میں نہیں ہے۔ اس پر آپ نے یہ فرمایا۔

وللترمذي وحسنه عن أنس
سمعت رسول الله صلى الله عليه
وسلم يقول قال الله تعالى
يا ابن آدم لو أتيتني بقراب الأرض
خطايا ثم لقيتني لا تشرك بي
شيئا لأتيتك بقرابها مغفرة

فيه مسائل

الأولى سعة فضل الله
الثانية كثرة ثواب التوحيد عند الله
الثالثة تكفيره مع ذلك للذنوب
الرابعة تفسير الآية التي في
سورة الأنعام
الخامسة تأمل الخمس اللواتي
في حديث عبادة
السادسة أنك إذا جمعت بينه
وبين حديث عتبان وما بعده
تبين لك معنى قول لا إله إلا الله
وتبين لك خطأ المغرورين

ترمذی میں بسند حسن[1] حضرت انس رضی اللہ عنہ سے
مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے
ہیں۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔
اے ابن آدم (آدم کے بیٹے) اگر تو میرے روبرو زمین
بھر گناہ لائے پھر تو نے کچھ شرک نہ کیا ہو تو میں تجھے
زمین بھر کر مغفرت سے ملونگا۔

اس باب میں (۲۰) مطالب ہیں

(۱) اللہ کے فضل کی وسعت
(۲) توحید کا ثواب اللہ کے نزدیک بہت ہے۔
(۳) ثواب کے علاوہ توحید گناہوں کا کفارہ بھی ہے
(۴) سورۂ انعام کی آیت میں جو ظلم کا لفظ ہے اسکی
تفسیر (شرک ہے)
(۵) عبادہ بن صامت کی حدیث میں جو پانچ باتیں
ہیں ان میں غور کرو۔
(۶) جب تم اس حدیث اور عتبان وغیرہ کی حدیث
کو جمع کرو گے تو "لا الہ الا اللہ" کہنے کے معنی سمجھ میں
آجائیں گے۔ اور جو لوگ دھوکہ میں پڑے ہوئے
ہیں کہ صرف زبان سے کلمہ پڑھ لیا۔ چاہے ہر قسم کا

(۱) حَسَن۔ صحیح سے کم درجہ کی حدیث کو کہتے ہیں۔
صحیح وہ حدیث ہے جس کے سب راوی (ناقل) دیندار پکے ہوشیار اور قوی الحافظہ ہوں۔ سلسلہ آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم تک اسی طرح ملا ہوا ہو۔ نیز آپس میں اختلاف نہ کرتے ہوں، نہ کوئی خفیہ عیب ہو۔ حسن میں سب باتیں صحیح کی
ہوں گی مگر حفظ و ضبط بہ نسبت اس سے کم ہوگی۔

السابعة التنبیه للشرط الذی فی حدیث عتبان۔

الثامنة کون الانبیاء یحتاجون للتنبیه علی فضل لا اله الا الله

التاسعة التنبیه لرجحانها بجمیع المخلوقات مع ان کثیرا ممن یقولها یخف میزانه۔

العاشرة النص علی ان الارضین سبع کالسموات۔

الحادیة عشرة ان لهن عمارا۔

الثانیة عشرة اثبات الصفات خلافا للاشعریة۔

الثالثة عشرة انک اذا عرفت حدیث انس عرفت ان قوله فی حدیث عتبان "فان الله حرم علی النار من قال لا اله الا الله یبتغی بذلک وجه الله" انه ترک الشرک لیس قولها باللسان۔

شرک کرتے ہیں اُن کی غلطی واضح ہوجائیگی۔(۱)

(۷) عتبان کی حدیث میں جو شرط ہے اُسپر نظر کرنی چاہیے (یعنی لا الہ الا اللہ خدا کو راضی کرنے کے واسطے کہے اس سے مقصود خالص توحید ہو)

(۸) انبیاء بھی لا الہ الا اللہ کی فضیلت جاننے کے محتاج ہیں۔

(۹) اس بات پر غور کرنا چاہیے کہ "لا الہ الا اللہ" تمام چیزوں سے بھاری ہے گو بہت سے "لا الہ الا اللہ" کہنے والوں کے ترازو ہلکے ہونگے۔

(۱۰) صاف و صریح علم کہ زمین کے بھی مثل آسمان کے سات طبقے ہیں۔

(۱۱) ان زمینوں اور آسمانوں میں آبادیاں ہیں۔

(۱۲) اللہ کی صفات کا ثبوت بخلاف اشعریہ کے جو انکار کرتے ہیں۔

(۱۳) جب تم انس کی حدیث سمجھ لوگے تو معلوم ہوجائیگا کہ عتبان کی حدیث میں یہ فرمانا کہ اللہ نے حرام کیا ہے آگ پر جو لا الہ الا اللہ کہے اللہ کی مرضی کے لئے اس سے مقصود شرک کو چھوڑنا ہے۔ نہ یہ کہ زبان سے کلمہ کہنا۔

(۱) عام لوگ من قال لا الہ الا اللہ دخل الجنۃ پڑھ کر اپنا دل خوش کر لیتے ہیں۔ اس کے سچ ہونے میں شبہ نہیں، مگر صرف زبان سے کہنے سے کیا فائدہ جب تک کہ اُسپر کامل اعتقاد اور اس کے توڑنے والی چیزوں سے پرہیز نہ ہو یعنی جب تک شرک سے نہ بچے اس کا پڑھنا نہ پڑھنا برابر ہے۔ دنیا میں بڑے سے بڑا کافر بھی لا الہ الا اللہ کا انکار نہیں کرتا مگر عمل کے وقت حقیقت کھل جاتی ہے۔

الرابعة عشرة تأمل الجمع بین کون عیسی ومحمد عبدا الله ورسوله۔

الخامسة عشرة معرفة اختصاص عیسی بکونه کلمة الله۔

السادسة عشرة معرفة کونه روحا منه۔

السابعة عشرة معرفة فضل الایمان بالجنة والنار۔

الثامنة عشرة معرفة کونه علی ما کان من عمل۔

التاسعة عشرة معرفة ان المیزان له کفتان۔

العشرون معرفة ذکر الوجه۔

(۱۴) عیسیٰ علیہ السلام اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم دونوں کو اللہ کا بندہ اور رسول کہنا اس میں غور کرو۔

(۱۵) عیسیٰ علیہ السلام کا کلمۃ اللہ ہونا۔

(۱۶) اُن کا روح اللہ ہونا۔

(۱۷) جنت و دوزخ پر ایمان لانے کی فضیلت

(۱۸) یہ بات بھی سمجھنا (جو حدیث عبادہ میں ہے) وہ جنت میں جائیگا جو کچھ بھی عمل رکھتا ہو۔

(۱۹) ترازو کے دو پلڑے ہیں

(۲۰) اللہ کے لئے "وجہ" کے لفظ کا استعمال جسکے لفظی معنی "منہ" ہیں۔ اسکو سمجھنا۔

باب من حقق التوحید دخل الجنة بغیر حساب

باب اس بارہ میں جو سچی توحید رکھے وہ بے حساب جنت میں داخل ہوگا

وقول الله تعالی ﴿ان ابراهیم کان امة قانتا لله حنیفا ولم یک من المشرکین﴾ ۱۶-۱۲۰

اور اللہ کا فرمان: یقیناً ابراہیم ایک اُمت تھا اور خدا کا فرمانبردار، ایک طرف، اور مشرکوں میں سے نہ تھا۔

وقال تعالی ﴿والذین هم بربهم لا یشرکون﴾ ۲۳-۵۹

اور فرمایا:- اور وہ لوگ کہ اپنے رب کا کسی کو شریک نہیں بناتے۔

عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ، فَقَالَ أَيُّكُمْ رَأَى الْكَوْكَبَ الَّذِي انْقَضَّ الْبَارِحَةَ فَقُلْتُ أَنَا، ثُمَّ قُلْتُ أَمَا إِنِّي لَمْ أَكُنْ فِي صَلٰوةٍ وَلٰكِنِّي لُدِغْتُ، قَالَ فَمَا صَنَعْتَ؟ قُلْتُ اسْتَرْقَيْتُ، قَالَ فَمَا حَمَلَكَ عَلٰى ذٰلِكَ؟ قُلْتُ حَدِيْثٌ حَدَّثَنَاهُ الشَّعْبِيُّ قَالَ وَمَا حَدَّثَكُمْ؟ قُلْتُ حَدَّثَنَا عَنْ بُرَيْدَةَ بْنِ الْحُصَيْبِ أَنَّهُ قَالَ لَا رُقْيَةَ إِلَّا مِنْ عَيْنٍ أَوْ حُمَةٍ، قَالَ قَدْ أَحْسَنَ مَنِ انْتَهٰى إِلٰى مَا سَمِعَ وَلٰكِنْ حَدَّثَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ، عُرِضَتْ عَلَيَّ الْأُمَمُ، فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ وَمَعَهُ الرَّهْطُ وَالنَّبِيَّ وَمَعَهُ الرَّجُلُ وَالرَّجُلَانِ وَالنَّبِيَّ وَلَيْسَ مَعَهُ أَحَدٌ، إِذْ رُفِعَ لِي سَوَادٌ عَظِيْمٌ فَظَنَنْتُ أَنَّهُمْ أُمَّتِي فَقِيْلَ لِي هٰذَا مُوسٰى وَقَوْمُهُ، فَنَظَرْتُ فَإِذَا سَوَادٌ عَظِيْمٌ فَقِيْلَ لِي هٰذِهِ أُمَّتُكَ وَمَعَهُمْ سَبْعُوْنَ أَلْفًا

حصین بن عبد الرحمٰن کا بیان ہے کہ میں سعید بن جُبیر کے پاس تھا، وہ بولے گذشتہ شب جو تارا ٹوٹا تھا اُسے کس نے دیکھا؟ میں نے جواب دیا کہ ہاں میں نے دیکھا تھا۔ پھر میں نے کہا کہ میں اُسوقت نماز میں نہ تھا بلکہ مجھے زہریلے جانور نے کاٹا تھا۔ سعید بن جبیر نے کہا پھر تم نے کیا کیا؟ میں نے جواب دیا منتر پڑھوایا۔ بولے تم نے ایسا کیوں کیا؟ میں نے جواب دیا کہ ہمیں شعبی نے ایک حدیث بتائی ہے اس بنا پر کیا۔ بولے شعبی نے کیا حدیث بیان کی تھی؟ میں نے کہا کہ بریدہ بن حُصَیب اسلمی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ وہ کہتے تھے منتر صرف نظر اور زہریلے جانوروں کے لئے درست ہے سعید بن جبیر نے کہا بیشک جس نے اپنے علم کے مطابق کیا ٹھیک کیا۔ لیکن ہمیں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث سنائی کہ آپ نے فرمایا مجھ پر پہلی اُمتیں پیش ہوئیں۔ میں نے نبی اور اسکے ساتھ ایک جماعت دیکھی، اور نبی جس کے ساتھ ایک یا دو مرد تھے۔ اور ایسا نبی بھی جس کے ساتھ کوئی نہ تھا۔ اس اثنا میں بڑی جماعت مجھے دکھائی دی۔ میں نے خیال کیا کہ "یہ میری اُمت ہے" تو مجھے کہا گیا "نہیں" یہ موسیٰ اور اُن کی قوم ہیں۔ پھر میں نے دیکھا تو ایک بڑی جماعت نظر پڑی، مجھ سے کہا گیا یہ تمھاری اُمت ہے، اور ان کے ساتھ ستر ہزار

يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ وَلَا عَذَابٍ، ثُمَّ نَهَضَ فَدَخَلَ مَنْزِلَهُ فَخَاضَ النَّاسُ فِي أُولٰئِكَ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ فَلَعَلَّهُمُ الَّذِيْنَ صَحِبُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ بَعْضُهُمْ فَلَعَلَّهُمُ الَّذِيْنَ وُلِدُوْا فِي الْإِسْلَامِ فَلَمْ يُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ شَيْئًا، وَذَكَرُوْا أَشْيَاءَ، فَخَرَجَ عَلَيْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرُوْهُ، فَقَالَ هُمُ الَّذِيْنَ لَا يَسْتَرْقُوْنَ وَلَا يَكْتَوُوْنَ وَلَا يَتَطَيَّرُوْنَ، وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ فَقَامَ عُكَّاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ فَقَالَ ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ، قَالَ أَنْتَ مِنْهُمْ، ثُمَّ قَامَ رَجُلٌ آخَرُ فَقَالَ ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ فَقَالَ سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ۔

وہ لوگ ہیں جو جنت میں بے حساب و بے عذاب داخل ہونگے، پھر آپ یہ فرما کر گھر میں تشریف لیگئے۔ پس لوگوں نے اس ستر ہزار کی بابت چہ میگوئیاں شروع کر دیں۔ بعض نے کہا شاید یہ وہ لوگ ہونگے جو آپ کی صحبت سے فیضیاب ہوئے اور بعضوں نے کہا شاید مسلمانوں کی اولاد کہ اسلام میں پیدا ہوئے اور کسی قسم کا شرک نہیں کیا، اور اسی قسم کی اور باتیں بولے، اتنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، آپ سے عرض کی۔ آپ نے فرمایا یہ وہ لوگ ہیں کہ منتر نہیں جھنکواتے اور نہ داغ لگواتے ہیں نہ بدفالی لیتے ہیں اور صرف اللہ پر بھروسہ کرتے ہیں۔ عُکّاشہ بن محصن اُٹھکر بولے کہ "اللہ تعالیٰ سے دُعا فرمائیے کہ مجھے اُن میں سے کر دے" فرمایا تو اُن میں سے ہے، پھر ایک دوسرا شخص اُٹھ کر بولا کہ میرے واسطے بھی دُعا فرمائیے۔ آپ نے فرمایا عُکّاشہ اسے لیگیا۔ (بخاری مسلم)

فِيْهِ مَسَائِلُ

اس میں (۲۲) مطالب ہیں

الْأُوْلٰى مَعْرِفَةُ مَرَاتِبِ النَّاسِ فِي التَّوْحِيْدِ

(۱) توحید میں لوگوں کے مختلف مراتب ہیں۔

الثَّانِيَةُ مَا مَعْنٰى تَحْقِيْقِهِ؟

(۲) حقیقی توحید کیا ہے؟

الثَّالِثَةُ ثَنَاؤُهُ سُبْحَانَهُ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ بِكَوْنِهِ لَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ

(۳) اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تعریف اس طرح کرنا کہ وہ مشرکوں سے نہ تھے۔

الرَّابِعَةُ ثَنَاؤُهُ عَلٰى سَادَاتِ الْأَوْلِيَاءِ

(۴) اللہ عزوجل کا اپنے برگزیدہ بندوں کی

بِسلاً منهم مِنَ الشِّرْكِ۔
الخامِسَةُ كَوْنُ تَرْكِ الرُّقْيَةِ وَالْكَيِّ مِنْ تَحْقِيقِ التَّوْحِيدِ۔
السَّادِسَةُ كَوْنُ الْجَامِعِ لِتِلْكَ الْخِصَالِ هُوَ التَّوَكُّلُ۔
السَّابِعَةُ عُمْقُ علم الصّحابة لمعرفتهم انهم لم ينالوا ذلك الا بعمل۔
الثَّامِنَةُ حِرْصُهُمْ عَلَى الْخَيْرِ۔
التَّاسِعَةُ فَضِيلَةُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بِالْكَمِّيَّةِ وَالْكَيْفِيَّةِ۔
الْعَاشِرَةُ فَضِيلَةُ أَصْحَابِ مُوسٰى
الْحَادِيَةَ عَشَرَةَ عَرْضُ الْأُمَمِ عليه عَلَيْهِ السَّلَامُ۔
الثَّانِيَةَ عَشَرَةَ أَنَّ كُلَّ أُمَّةٍ تُحْشَرُ وَحْدَهَا مَعَ نَبِيِّهَا۔
الثَّالِثَةَ عَشَرَةَ قِلَّةُ مَنِ اسْتَجَابَ لِلْأَنْبِيَاءِ۔
الرابعة عَشَرَةَ أَنَّ مَنْ لَمْ يُجِبْهُ أَحَدٌ يَأْتِي وَحْدَهُ۔
الخامسة عشرة ثَمَرَةُ هٰذَا الْعِلْمِ وَهُوَ عَدَمُ الْاِغْتِرَارِ بِالْكَثْرَةِ وَعَدَمُ الزُّهْدِ فِي الْقِلَّةِ۔

تعریف اس طرح کرنا کہ وہ شرک سے پاک تھے۔
(۵) منتر اور آگ سے بدن پر بطور علاج داغ لگوانا ان دونوں کو چھوڑنا حقیقی توحید میں سے ہے۔
(۶) ان تمام خصلتوں کو جمع کرنے والی چیز توکل ہے یعنی اصلی سبب وہی ہے۔
(۷) صحابہ کرام کے علم کی گہرائی۔ کیونکہ وہ سمجھے کہ یہ درجہ بغیر عمل کے نہیں حاصل ہو سکتا۔
(۸) اُن کی بھلائی میں رغبت۔
(۹) اُمت محمدیہ کی فضیلت باعتبار تعداد اور صفت کے (یعنی تعداد میں ان کی کثرت اور صفات میں یہ صفت جو ستر ہزار کے لئے آئی ہے۔
(۱۰) موسیٰ علیہ السلام کی جماعت کی فضیلت۔
(۱۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر امتوں کا پیش ہونا۔
(۱۲) ہر ایک اُمت اکیلی اپنے نبی کے ساتھ اٹھائی جاوے گی۔
(۱۳) انبیاء کے ماننے والوں کی کمی
(۱۴) جس نبی کو کسی نے نہ مانا ہوگا وہ اکیلا اٹھے گا۔
(۱۵) اس علم کا نتیجہ
یعنی کثرت سے دھوکا نہ کھانا چاہئے اور قلت سے بلا وجہ اعراض نہ کرنا چاہئے۔

السادسة عشرة الرُّخْصَةُ فِي الرُّقْيَةِ من العين والحُمَةِ
السابعة عشرة عُمْقُ عِلْمِ السَّلَفِ لقوله قد أَحْسَنَ مَنِ انْتَهٰى إلى ما سمع ولكن كذا وكذا فعلم ان الحديث الاول لا يُخَالِفُ الثاني
الثامنة عشرة بُعْدُ السلف عن مدح الانسان بما ليس فيه۔
التاسعة عشرة قوله عليه السلام أَنْتَ منهم عَلَمٌ مِنْ أَعْلَامِ النُّبُوَّةِ
العشرون فَضِيلَةُ عُكَّاشَةَ۔
الحادية والعشرون اسْتِعْمَالُ الْمَعَارِيضِ۔

الثانية والعشرون حُسْنُ خُلُقِه صلى الله عليه وسلم

(۱۶) نظر اور زہریلے جانوروں میں منتر کی اجازت ہے۔ (بشرطیکہ شرکیہ الفاظ نہ ہوں)
(۱۷) سلف صالحین کی علم میں گہرائی اور کمال جیسا کہ کہا "جس نے اپنے علم کے مطابق عمل کیا اچھا کیا مگر یہ باتیں (یعنی اس سے اولیٰ ہیں) اس سے معلوم ہو گیا کہ پہلی حدیث دوسری کے مخالف نہیں
(۱۸) سلف صالحین کا کسی کی بیجا تعریف سے بچنا۔
(۱۹) آپ کا عکاشہ سے یہ فرمانا کہ تو ان میں سے ہے نبوت کے نشانوں میں سے ہے
(۲۰) عکاشہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت۔
(۲۱) تصریح کے بجائے تعریض وکنایہ کا استعمال کرنا (جیسا کہ آپ نے اس شخص سے صاف صاف نہیں فرمایا کہ تو نہیں ہو یا تیرے واسطے دعا نہیں کرتا)
(۲۲) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حسن خلق۔

بَابُ الْخَوْفِ مِنَ الشِّرْكِ

باب ہے شرک سے ڈرنے میں

وقول الله عز و جل إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ

اور اللہ عزوجل کا فرمان۔ بیشک اللہ شرک کو نہیں بخشتا، اور شرک کے سوا جو کچھ گناہ جس کے لئے

مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاءُ، وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيْدًا (۴-۱۱۶)

چاہے بخشتا ہے، اور جس نے اللہ کا شریک ٹھہرایا پس وہ دور کی گمراہی میں جا پھنسا،

*

وَقَالَ الْخَلِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ رَوْ اجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ (۱۴-۳۵)

اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے اپنی دعا میں کہا "اور مجھے اور میری اولاد کو بتوں کی عبادت سے بچا۔"

وفي الحديث أخوفُ ما أخافُ عليكم الشركُ الأصغرُ، فسُئِلَ عنه فقال الرياءُ

اور حدیث شریف میں ہے کہ سب سے زیادہ جس چیز کا مجھے خوف ہے وہ شرک اصغر ہے۔ (چھوٹا شرک) آپ سے دریافت کیا گیا وہ کیا ہے؟ فرمایا ریاکاری (یعنی دکھانے کے واسطے کام کرنا)

---*---

وعن ابن مسعود رضي الله عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من مات وهو يدعو من دون الله نِدًّا دخل النار رواه البخاري

ابن مسعود کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
جو کوئی اس حال میں مر جائے کہ وہ اللہ کا شریک کرتا ہو جہنم میں جائے گا۔ بخاری کی روایت میں ہے،

ولمسلم عن جابر رضي الله عنه أنّ رسولَ الله صلى الله عليه وسلم قال من لقي الله لا يُشرك به شيئًا دخل الجنة ومن لقيه يُشرك به شيئًا دخل النارَ

مسلم میں جابرؓ سے ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو کوئی اللہ سے ملے اور وہ کسی چیز کو اس کا شریک نہ کرتا ہو جنت میں جائے گا، اور جو اس سے ملے شرک کرتے ہوئے جہنم میں جائے گا۔

فِيْهِ مَسَائِلُ

اس میں (۱۱) مطالب ہیں

الاولى الخوفُ من الشركِ

(۱) شرک سے خوف کرنا۔

الثانية أنّ الرياءَ من الشركِ

(۲) ریاکاری شرک میں سے ہے۔

الثالثة أنّه من الشركِ الأصغرِ

(۳) ریا شرک اصغر ہے۔

الرابعة أنه أخوفُ ما يُخاف منه على الصالحين

(۴) نیک لوگوں پر بہ نسبت اور چیزوں کے ریا کا زیادہ خوف کیا جاتا ہے۔

الخامسة قُربُ الجنةِ والنارِ۔

(۵) جنت و دوزخ کا قریب ہونا۔

السادسة الجمعُ بين قُربهما في حديثٍ واحد

(۶) ان دونوں کے قریب ہونے کو ایک حدیث میں جمع کرنا،

السابعة انه من لقيه لا يُشرك به شيئًا دخل الجنةَ، ومن لقيه يُشرك به شيئًا دخل النارَ، ولو كان من أعبدِ الناسِ

(۷) جو بغیر شرک کے خدا سے ملے گا وہ جنت میں جائے گا، اور جو شرک سے ملے گا وہ جہنم میں جائے گا، اگرچہ عابد و زاہد کیوں نہ ہو۔[1]

الثامنة المسألةُ العظيمةُ سؤالُ الخليلِ له ولبنيه وقايةَ عبادةِ الأصنام

(۸) اہم مسئلہ یعنی حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کا اپنے اور اپنی اولاد کے لئے بت پرستی سے بچنے کی دعا کرنا۔

التاسعة اعتبارُه بحال الأكثرِ لقوله رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ (۳۶-۱۴)

(۹) حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کا اکثر لوگوں کی حالت سے عبرت حاصل کرنا جیسا کہ کہا۔ اے پروردگار! ان بتوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کیا ہے،

العاشرة فيه تفسيرُ لا اله الا الله كما ذكره البخاري

(۱۰) اس میں لا الہ الا اللہ کی تفسیر ہے، جیسا کہ بخاری رحمہ اللہ نے بیان کیا۔[2]

(۱) یعنی اس لئے کہ شرک کے ہوتے ہوئے کوئی عمل قبول نہیں ہوتا، اور شرک نیک عملوں کے واسطے بمنزلہ آگ ہے کہ سب کو جلا دیتا ہے۔ لئن اشرکت لیحبطن عملک ولتکونن من الخاسرین، البتہ اگر تو نے شرک کیا تو تیرے بھی سب عمل برباد ہو جائیں گے، اور تو (آ) ٹوٹا پانیوالوں میں ہو جائیگا۔ (۳۹-۶۵)

(۲) حدیث کے بعض الفاظ میں صراحۃً یوں ہے کہ جو مر گیا، وہ لا الہ الا اللہ کا اقرار کرتے ہوئے جنت میں جائیگا، بعض کے الفاظ اس طرح ہیں جیسا کہ اوپر اس باب میں بیان ہوا یعنی جو اس حالت میں مرا کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا، وہ جنت میں جائیگا، تو حاصل یہ نکلا کہ محض زبان سے کلمہ پڑھ لینے سے کچھ فائدہ نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کے معنی پر عمل نہ ہو، کیونکہ یہ نہایت صاف و معقول ہے کہ ایک شخص عربی الفاظ بے سوچے سمجھے پڑھ کر مسلمان بن جائے، حالانکہ وہ سراسر اس کے خلاف عمل کر رہا ہے، ایمان کے لئے اول علم پھر زبان و دل اور اعضاء ظاہری کا خوشی سے ماننا شرط ہے۔

بَابُ الدُّعَاءِ اِلٰی شَهَادَةِ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه

باب ہے اس بارہ میں کہ لا الٰہ الا اللہ کے اقرار کے لئے لوگوں کو بلایا جائے

وقول اللہ تعالیٰ (قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ عَلٰي بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ) ۱۰۸-۱۲

کہدے یہ میرا راستہ ہے کہ میں اور میری پیروی کرنے والے اللہ کی طرف عقل و بصیرت سے بلاتے ہیں اور اللہ تو ہر ایک شرک و برائی سے پاک ہے۔ اور میں بھی شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔

✲

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما بعث معاذا قال له انك تاتی قوما من اهل الکتاب فلیکن اول ما تدعوهم الیه شهادة ان لا اله الا الله وفی روایة الی ان یوحدوا الله فان هم اطاعوك لذلك فاعلمهم ان الله افترض علیهم خمس صلوات فی کل یوم ولیلة فان هم اطاعوك لذلك فاعلمهم ان الله افترض علیهم صدقة تؤخذ من اغنیائهم فترد علی فقرائهم فان هم اطاعوك لذلك فایاك وکرائم اموالهم واتق دعوة المظلوم فانه لیس بینها وبین الله

ابن عباس کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب معاذ بن جبل کو یمن بھیجا تو ان سے کہا تم اہل کتاب کی ایک قوم میں جارہے ہو دینی پڑھے لکھے لوگ ہیں، سو سب سے پہلے جس چیز کی طرف تم انہیں دعوت دو۔ وہ "لا الٰہ الا اللہ" کا سچے دل سے اقرار ہے۔ اور ایک روایت میں اس کی جگہ اللہ کی توحید ہے۔ پس اگر وہ لوگ یہ قبول کریں۔ تو انہیں بتاؤ کہ اللہ نے ان پر ہر رات و دن میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ اگر وہ اسے قبول کرلیں تو انہیں بتاؤ کہ اللہ نے ان پر صدقہ فرض کیا ہے جو ان کے مالدار لوگوں سے لے کر فقرا میں تقسیم کیا جائے گا۔ پس اگر وہ اسے قبول کرلیں۔ تو ان کے عمدہ مالوں کے لینے سے بچنا اور مظلوم کی بددعا نہ لینا، اس لئے کہ اس میں اور اللہ میں کوئی حجاب نہیں ہوتا، اسے

اخرجاه۔

ولهما عن سهل بن سعد رضی الله عنه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال یوم خیبر لاعطین الرایة غدا رجلا یحب الله ورسوله ویحبه الله ورسوله یفتح الله علی یدیه فبات الناس یدوکون لیلتهم ایهم یعطاها فلما اصبحوا غدوا علی رسول الله صلی الله علیه وسلم کلهم یرجون یعطاها فقال این علی بن ابی طالب فقیل هو یشتکی عینیه فارسل الیه فاتی به فبصق فی عینیه ودعا له فبرأ کان لم یکن به وجع فاعطاه الرایة فقال انفذ علی رسلك حتی تنزل بساحتهم ثم ادعهم الی الاسلام واخبرهم بما یجب علیهم من حق الله تعالی فیه فوالله لان یهدی الله بك رجلا واحدا خیر لك من حمر النعم یدوکون ای یخوضون۔

بخاری مسلم دونوں نے روایت کیا۔

اور بخاری و مسلم میں سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے آخری دن فرمایا، کل میں ایسے شخص کو جھنڈا دوں گا جو اللہ و رسول سے محبت رکھتا ہے اور اللہ و رسول اس سے محبت رکھتے ہیں، اسی کے ہاتھ پر اللہ فتح دیگا، پس لوگ رات بھر خیال دوڑاتے رہے کہ کسکو دیا جائیگا؟ جب صبح ہوئی تو سب آپ کے حضور میں آئے۔ ہر ایک یہی چاہتا تھا کہ اسی کو آپ جھنڈا دیں گے۔ آپ نے فرمایا علی بن ابی طالب کہاں ہیں، جواب ملا کہ ان کی آنکھیں دکھ رہی ہیں۔ آپ نے ایک آدمی بھیجا کہ انہیں لے آوے، جب آگئے تو دعا کی، اور آنکھوں میں تھوکا۔ اسی وقت آنکھیں درست ہوگئیں گویا کچھ تھا ہی نہیں، پھر انہیں جھنڈا دیا، اور فرمایا، جاؤ سہولت سے جب ان کے میدان میں پہونچو تو انہیں اسلام کی طرف بلاؤ، اور جو اللہ کے حقوق ان پر عائد ہوتے ہیں ان کو بتاؤ، خدا کی قسم اگر ایک آدمی تمہاری بدولت ہدایت پائے تو سرخ اونٹوں سے بہتر ہے (سرخ اونٹ عرب میں قیمتی چیز ہے۔)

فیه مسائل

اس میں (۳۰) مطالب ہیں

الاولی ان الدعوة الی الله طریق

(۱) آپ کے متبعین کا یہی طریقہ ہے کہ اللہ کی طرف

مَنِ اتَّبَعَہٗ صلی اللہ علیہ وسلم

الثانیۃ التَّنْبِیْہُ علی الاخلاص لان کثیرا لو دعا الی الحق فھو یدعو الی نفسہ

الثالثۃ ان البَصِیْرَۃَ مِنَ الفَرَائِضِ

الرابعۃ من دلائل حُسْنِ التَّوْحِیْدِ انہ تنزیہٌ للہ تعالی عن المَسَبَّۃِ

الخامسۃ ان من قُبْحِ الشِّرْکِ کونہ مَسَبَّۃً لِلّٰہِ

السادسۃ وھی من اَھَمِّھَا اِبْعَادُ المُسْلِمِ عن المُشْرِکِیْنَ لا یصیر منھم ولو لم یُشْرِک

السابعۃ کون التَّوْحِیْدِ اول واجب

الثامنۃ انہ یُبْدَأُ بہٖ قَبْلَ کُلِّ شَیْءٍ حتی الصَّلٰوۃ

التاسعۃ ان معنی ان یُوَحِّدُوا اللہ معنی شَھَادَۃِ ان لا الٰہ الا اللہ

العاشرۃ اَنَّ الانسان قد یَکُوْنُ من اَھْلِ الکِتَابِ وھو لا یَعْرِفُھَا ولا یَعْمَلُ بِھَا

الحادیۃ عشرۃ التَّنْبِیْہُ علی التَّعْلِیْم بالتَّدْرِیْجِ

لوگوں کو بلائیں۔

(۲) اس میں اخلاص کا بیان ہے کیونکہ بہت سے لوگ جب حق کیطرف بلاتے ہیں تو اپنے نفس کی عظمت کیطرف بلاتے ہیں،

(۳) سوچ سمجھکر دعوت دینا فرض ہے

(۴) توحید کی خوبی یہ ہے کہ وہ اللہ کی ذات کو برائی سے پاک کرتی ہے۔

(۵) شرک کی برائیوں میں سے یہ ہے کہ وہ اللہ کی ذات میں عیب لگاتا ہے

(۶) مسلمانوں کو مشرکوں سے بچانا، یہ نہایت اہم مسئلہ ہے، ایسا نہ ہو کہ وہ ان میں رہے، اگرچہ شرک نہ کرے۔

(۷) توحید سب سے پہلا فرض ہے جس کی دعوت دیجائے

(۸) سب سے پہلے توحید کی دعوت دیجائے گی، یہانتک کہ نماز سے بھی پہلے۔

(۹) لا الٰہ الا اللہ کے اقرار کے یہی معنی ہیں، کہ اللہ کی توحید کیجائے،

❊

(۱۰) انسان کبھی اہل کتاب ہوتا ہے، اور وہ "توحید" کو نہیں جانتا، یا جانتا ہے مگر اس کے مطابق عمل نہیں کرتا،

(۱۱) بتدریج تعلیم دینے کی ضرورت پر توجہ دلانا،

الثانیۃ عشرۃ البَدَاءَۃُ بالاَھَمِّ فالاَھَمِّ۔

الثالثۃ عشرۃ مَصْرِفُ الزَّکٰوۃِ۔

الرابعۃ عشرۃ کَشْفُ العَالِمِ الشُّبْھَۃَ عن المُتَعَلِّمِ۔

الخامسۃ عشرۃ النَّھْیُ عن کَرَائِمِ الاموال۔

السادسۃ عشرۃ اِتِّقَاءُ دَعْوَۃِ المظلوم۔

السابعۃ عشرۃ الاِخْبَارُ بِاَنَّھَا لا تُحْجَبُ۔

الثامنۃ عشرۃ من اَدِلَّۃِ التَّوْحِیْدِ ما جری علی سَیِّدِ المُرْسَلِیْنَ و سادات الاَوْلِیَاءِ من المَشَقَّۃِ والجوع والوَبَاءِ

التاسعۃ عشرۃ قولہ لَاُعْطِیَنَّ الرایۃ الخ عَلَمٌ من اَعْلَامِ النُّبُوَّۃِ۔

العشرون تَفْلُہٗ فی عَیْنِہٖ عَلَمٌ من اعلامھا ایضًا۔

الحادیۃ والعشرون فَضِیْلَۃُ علی رضی اللہ عنہ

الثانیۃ والعشرون فَضْلُ الصَّحَابَۃِ فی دَوْکِھِمْ تلک اللَّیْلَۃَ وَشُغْلِھِمْ عن

(۱۲) یکے بعد دیگرے اہم باتوں کو بہ ترتیب بتانا چاہیئے۔

(۱۳) زکوۃ کہاں صرف کرنی چاہیئے۔

(۱۴) عالم کا طالب العلم کے ذہن سے شبہہ دور کر دینا۔

(۱۵) زکوۃ میں عمدہ مالوں کے لینے سے ممانعت۔

(۱۶) مظلوم کی دعا سے بچنا،

❊

(۱۷) یہ خبر دینا کہ مظلوم کی دعا کے لئے کوئی حجاب نہیں ہوتا۔

(۱۸) جو کچھ سید المرسلین سید الاولیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھ تکلیف، بھوک اور بیماری وغیرہ پہونچی۔ یہ سب توحید کے دلائل سے ہے۔

(۱۹) آپکا یہ فرمانا "کل میں ایسے شخص کو جھنڈا دوں گا آخر تک" نبوت کی نشانیوں میں سے ہے۔

(۲۰) آپ کا حضرت علی کی آنکھ میں تھوکنا بھی نبوت کی نشانیوں میں سے ہے۔

(۲۱) حضرت علی کی فضیلت۔

❊

(۲۲) صحابہ کی فضیلت کہ وہ رات بھر اس خیال میں رہے کہ دیکھنا چاہیئے، صبح جھنڈا کسے ملتا ہے

بشارۃ الفتح۔

الثالثۃ والعشرون الایمان بالقدر لحصولها لمن لم یسعٰ لها ومنعها عمن سعیٰ

الرابعۃ والعشرون الادب فی قولہ علی رسلک۔

الخامسۃ والعشرون الدعوۃ الی الاسلام قبل القتال۔

السادسۃ والعشرون انہ مشروع لمن دعوا قبل ذلک وقوتلوا۔

※

السابعۃ والعشرون الدعوۃ بالحکمۃ لقولہ اخبرہم بما یجب۔

※

الثامنۃ والعشرون المعرفۃ بحق اللہ فی الاسلام

التاسعۃ والعشرون ثواب من اھتدیٰ علی یدیہ رجل واحد

الثلثون الحلف علی الفتیا۔

※

اس خیال پر فتح کی خوشخبری بھی بھول گئے۔

(۲۳) یہاں سے تقدیر پر ایمان لانا ثابت ہوتا ہے کیونکہ جو جھنڈے کا خیال بھی نہ رکھتا تھا، اُسے مل گیا، اور جو رات بھر اسی خیال میں رہا وہ محروم رہا۔

(۲۴) آپ کا ادب سکھانا یعنی یہ فرمانا، کہ جاؤ جلدی نہ کرنا،

(۲۵) جنگ سے پیشتر دعوت اسلام دینا۔

※

(۲۶) دعوت اسلام ہر حالت میں مشروع ہے خواہ ان لوگوں سے پہلے پہل خطاب ہو یا پہلے دعوت ہو چکی ہو اور جنگ بھی (جیسا کہ خیبر میں ہوا تھا۔)

(۲۷) حکمت و دانشمندی سے دعوت دینا، جیسا کہ آپ نے فرمایا، "انہیں جو ان پر فرض ہے، اسکی اطلاع دے"

(۲۸) اسلام میں اللہ کا حق پہچاننا،

※

(۲۹) اس شخص کی فضیلت جس کے ہاتھ پر ایک آدمی ہدایت پائے۔

(۳۰) کسی فتوے پر قسم کھانا۔ (جیسا کہ آپ نے قسم کھاکر بیان فرمایا۔

✣ ✣ ✣ ✣ ✣

✣ ✣ ✣

✣

بَابُ تَفْسِیْرِ التَّوْحِیْدِ وَشَهَادَةِ أَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

باب ہے توحید اور کلمہ طیبہ "لا الہ الا اللہ" کے اقرار کے مطلب میں۔

وقول اللہ تعالیٰ (اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ وَيَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَيَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا)

۱۷-۵۷۔

وقولہ تعالیٰ (وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖٓ اِنَّنِيْ بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ ۔ اِلَّا الَّذِيْ فَطَرَنِيْ فَاِنَّهٗ سَيَهْدِيْنِ) ۲۶-۲۷-۴۳۔

※

وقولہ تعالیٰ (اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ۔)

۹-۳۱۔

وقولہ تعالیٰ (وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ

اور اللہ عز وجل کا فرمان۔ یہ لوگ تو اللہ سے دعا کرتے رہتے تھے، اور اس کے قرب کے ذریعے ڈھونڈتے تھے کہ کون زیادہ مقرب ہو۔ اور اس کی رحمت کے امیدوار اور عذاب سے خوفزدہ تھے، اس میں کوئی شبہ نہیں کہ تیرے رب کا عذاب ڈرنے کی چیز ہے۔

اور فرمایا:۔ جبکہ ابراہیم نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے صاف کہدیا کہ "میں ان تمام چیزوں کو جن کی تم پرستش کرتے ہو بیزار ہوں۔ مگر اس اللہ کا ماننے والا ہوں جس نے مجھے پیدا کیا سو وہی مجھے سیدھی راہ دکھائیگا۔

اور فرمایا:۔ انہوں نے اپنے عالموں اور پیروں کو اللہ بنادیا، اللہ کو چھوڑکر، اور مسیح بن مریم کو بھی، اور انہیں اس کے سوا کچھ حکم نہیں دیا گیا تھا کہ صرف ایک معبود کی پرستش کریں، جس کے سوا کوئی عبادت کے قابل نہیں، وہ پاک و برتر ہے اس چیز سے کہ یہ شریک کرتے ہیں۔

اور فرمایا:۔ اور بعض لوگ ایسے ہیں کہ اللہ کو چھوڑکر دوسروں کو اسکا شریک ٹھہراتے ہیں اور ان سے محبت رکھتے ہیں

كَحُبِّ اللهِ، وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ، وَلَوْ يَرَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا وَّاَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعَذَابِ)

۲-۱۶۵

فی الصحیحۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال من قال لا الہ الا اللہ وکفر بما یعبد من دون اللہ حرم مالہ ودمہ وحسابہ علی اللہ عز وجل۔

وشرح ہذہ الترجمۃ ما بعدہا من الابواب۔

فیہ اکبر المسائل واہمہا وھی تفسیر التوحید وتفسیر الشہادۃ وبینہا بامور واضحۃ

منہا آیۃ الاسراء بین فیہا الرد علی المشرکین الذین یدعون الصالحین

❊

ففیہا بیان ان ھذا ھو الشرک الاکبر

ومنہا آیۃ براءۃ بین فیہا ان اھل الکتاب اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ، وبین انہم

جو خدا سے ہونی چاہیے۔ اور ایمان والے تو اللہ ہی سے زیادہ محبت رکھتے ہیں، اور اگر ان ظالموں کو یہ بات سوجھے کہ جب یہ عذاب دیکھیں گے اسوقت یقین کرلیں گے کہ ساری قوت خدا ہی کو ہے۔ اور یہ کہ اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔

صحیح مسلم میں وارد ہے، آپ نے فرمایا: جو شخص کہ لا الہ الا اللہ کہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے سوا جن چیزوں کی پرستش ہوتی ہے ان سے منکر ہو تو اس کا مال و خون حرام ہوگیا، اور اس کے دل کا حال اللہ جانتا ہے،

اس باب کی شرح وہ تمام ابواب ہیں جو آئندہ آئیں گے۔

اس میں اہم ترین اور بزرگ ترین مسئلہ ہے، وہ توحید یعنی کلمہ شہادت کے معنی ہیں جکو چند باتوں سے واضح کردیا گیا،

انہیں سورۂ بنی اسرائیل کی آیت ہے جس میں ان مشرکین کا صاف صاف رد فرمایا ہے، جو نیک لوگوں سے حاجتیں مانگتے اور انہیں وسیلہ گردانتے تھے،

اس میں صاف تصریح ہے کہ یہی کام شرک اکبر ہے یعنی اعلیٰ شرک

اور اس میں سے آیۃ براءۃ ہے جس میں توضیح ہے کہ اہل کتاب نے اپنے علماء و زاہدوں کو اللہ کے سوا رب بنا رکھا ہے، اور انہیں صرف اللہ

لم یؤمروا الا بان یعبدوا الٰہا واحدا مع ان تفسیرھا الذی لا اشکال فیہ طاعۃ العلماء والعباد فی المعصیۃ لا دعاؤھم ایاھم

ومنہا قول الخلیل للکفار اِنَّنِیْ بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ، اِلَّا الَّذِیْ فَطَرَنِیْ، فاستثنی من المعبودین ربہ و ذکر سبحانہ وتعالی ان ھذہ البراءۃ وھذہ الموالاۃ ھی تفسیر شہادۃ ان لا الہ الا اللہ فقال وَجَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِيْ عَقِبِهٖ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ۔

❊

ومنہا آیۃ البقرۃ فی الکفار الذین قال فیہم (وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنَ النَّارِ) ذکر انہم یحبون اندادہم کحب اللہ فدل علی انہم یحبون اللہ حبا عظیما ولم یدخلہم فی الاسلام فکیف بمن احب الند اکبر من حب اللہ فکیف بمن لم یحب الا الند وحدہ ولم یحب اللہ۔

+ + +

+

خدا کی عبادت کا حکم تھا، حالانکہ اس کی صاف کھلی یہ تفسیر ہے کہ اس رب بنانے کے معنی ان علماء اور پیروں کی فرمانبرداری ہے۔ حکم الٰہی کے مقابلہ میں نہ ان سے دعا کرنا۔

اور ان میں سے حضرت خلیل اللہ کا یہ قول کافروں سے ہے کہ، میں اللہ کے سوا تمہارے تمام معبودوں سے بیزار ہوں، پس اللہ عز وجل کو ان کے تمام معبودوں سے الگ کیا، پھر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے بیان فرمایا کہ یہ برات شرک و مشرکین سے اور یہ موالات و محبت اللہ والوں سے "لا الٰہ الا اللہ" کے معنی ہیں، اسی کو فرمایا کہ اسے انکے خاندان میں یادگار کلمہ چھوڑا، شاید کہ وہ لوٹ جائیں،

اور اس میں سے سورہ بقرہ کی یہ آیت ایسے کافروں کی بابت جن کی شان میں فرمایا، وہ ہرگز جہنم سے نکلیں گے۔ اس آیۃ میں یہ ذکر فرمایا کہ وہ اپنے شریکوں سے اللہ کی سی محبت رکھتے ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ وہ اللہ تعالیٰ سے بڑی محبت رکھتے تھے۔ باوجود اس کے انہیں مسلمان نہیں کہا، پس ان لوگوں کا کیا حال ہوگا جو شریک سے اللہ کی نسبت زیادہ محبت رکھتے ہیں! اور وہ لوگ کہاں جائیں گے؟ جو صرف شریکوں سے محبت رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو جانتے ہی نہیں۔

ومنها قوله صلى الله عليه وسلم من قال لا اله الا الله وكفر بما يعبد من دون الله حرم ماله ودمه وحسابه على الله وهذا من اعظم ما يبين معنى لا اله الا الله۔

اور اس میں سے آپ کا فرمانا، کہ جس نے کلمہ لا الہ الا اللہ کہا، اور اللہ کے سوا تمام معبودوں سے کفر کیا اس کا مال و خون حرام ہوگیا، اور اس کے دل کا حال خدا جانتا ہے، یہ ان اہم ترین باتوں سے ہے جو لا الہ الا اللہ کے معنی بیان کرتی ہیں۔

*

فانه لم يجعل التلفظ بها عاصمًا للدم والمال بل ولا معرفة معناها مع لفظها، بل ولا الاقرار بذلك، بل ولا كونه لا يدعو الا الله وحده لا شريك له بل لا يحرم ماله ودمه حتى يضيف الى ذلك الكفر بما يعبد من دون الله فان شك او توقف لم يحرم ماله ودمه، فيا لها من مسئلة ما اعظمها واجلها ويا له من بيان ما اوضحه، وحجة ما اقطعها للمنازع

آپ نے صرف زبان سے کلمہ پڑھ لینے کو مال و جان بچانے والا نہیں فرمایا، بلکہ اس کے لفظ و معنے کے پہچاننے کو بھی، بلکہ محض اقرار کو بھی نہیں بلکہ صرف اللہ وحدہ لاشریک کے پکارنے کو بھی نہیں، بلکہ اس کے جان و مال حرام نہ ہوں گے جب تک کہ اس کے ساتھ اللہ کے سوا جو معبود ہیں ان سے کفر نہ کرے، سو اگر شک کرے یا توقف کرے تو اس کی جان و مال حرام نہ ہوگی، پس یہ کیا ہی عجیب مسئلہ ہے! جس کا کتنا بڑا زبردست مرتبہ ہے اور کیسا واضح بیان ہے! اور کیسی صریح حجت کہ نزاع کی جڑ کاٹ دیتی ہے۔

باب من الشرك لبس الحلقة والخيط ونحوهما لرفع البلاء او دفعه

باب اس بارہ میں کہ کڑا چھلا اور گنڈا وغیرہ بلا رفع کرنے کے لیے پہننا شرک ہے

وقول الله تعالى (قل افرايتم

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان: کہدے، بتاؤ جن چیزوں

ما تدعون من دون الله ان ارادني الله بضر هل هن كاشفات ضره او ارادني برحمة هل هن ممسكات رحمته. قل حسبي الله عليه يتوكل المتوكلون)

۳۹-۳۸

کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو، اگر اللہ مجھے کوئی ضرر پہنچانا چاہے کیا وہ اس ضرر کو دور کر سکتے ہیں؟ یا اللہ اگر مجھ پر رحم فرمائے تو کیا یہ اس کی رحمت روک سکتے ہیں؟ تو کہدے مجھے تو اللہ ہی کافی ہے اسی پر سب توکل کرنے والے توکل کرتے ہیں۔

عن عمران بن حصين رضى الله تعالى عنه ان النبي صلى الله عليه وسلم راى رجلًا في يده حلقة من صفر، فقال ما هذا؟ قال من الواهنة، فقال انزعها فانها لا تزيدك الا وهنًا، فانك لو مت وهي عليك ما افلحت ابدًا" رواه احمد بسند لا باس به۔

عمران بن حصین کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کے ہاتھ میں پیتل کا حلقہ (کڑا یا چھلا) دیکھا، فرمایا یہ کیا ہے؟ بولا کہ واہنہ کی وجہ سے ہے، فرمایا کہ اسے اتار دے، یہ تجھے کمزوری کے سوا کچھ نفع نہ دے گا، بلاشبہ اگر تو اسے پہنے ہوئے مر جائے گا کبھی کامیاب نہ ہوگا۔ احمد نے اسے اچھی سند سے روایت کیا ہے

وله عن عقبة بن عامر رضي الله عنه مرفوعًا من تعلق تميمة فلا اتم الله له ومن تعلق ودعة فلا ودع الله له، وفي رواية من تعلق تميمة فقد اشرك ولابن ابي حاتم عن حذيفة انه راى رجلا في يده خيط من الحمى فقطعه وتلا قوله (وما يؤمن اكثرهم بالله الا وهم مشركون)

۱۰۶-۱۲

اور مسند احمد میں عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا جو تعویذ لٹکائے اللہ اس کا مطلب پورا نہ کرے۔ اور جو سیپی وغیرہ لٹکائے اللہ اسے آرام نہ دے، ایک روایت میں ہے جس نے تعویذ لٹکایا سو شرک کیا، ابن ابی حاتم نے حضرت حذیفہ سے بیان کیا کہ انہوں نے ایک شخص کے ہاتھ میں بخار کے لئے ڈورا بندھا دیکھا۔ اسے کاٹ ڈالا، پھر یہ آیت پڑھی "اور بہت ایمان نہیں لاتے، مگر وہ شرک کرتے ہیں

فیہ مسائل

الاولی التغلیظ فی لبس الحلقة والخیط ونحوهما لمثل ذلك.

الثانیة ان الصحابی لو مات وهی علیه ما افلح فیه شاهد لکلام الصحابة ان الشرك الاصغر اکبر من الکبائر.

الثالثة انه لم یعذر بالجهالة.

الرابعة انها لا تنفع فی العاجلة بل تضر لقوله لا تزیدك الا وهنا.

الخامسة الانکار بالتغلیظ علی من فعل ذلك.

السادسة التصریح بان من تعلق شیئا وکل الیه

السابعة التصریح بان من تعلق تمیمة فقد اشرك.

الثامنة ان تعلیق الخیط من الحمی من ذلك

التاسعة تلاوة حذیفة الآیة دلیل علی ان الصحابة یستدلون بالآیات التی فی الاکبر علی الاصغر کما ذکر ابن عباس فی آیة البقرة.

اس میں (۱۱) مطالب ہیں

(۱) چھلا تاگا وغیرہ باندھنے میں سخت حکم ہے،

*

(۲) صحابی اگر ایسی حالت میں مرجاتا تو کامیاب نہ ہوتا۔ اس میں صحابہ کے اس کلام کی دلیل پائی جاتی ہے کہ شرک اصغر بھی تمام بڑے گناہوں سے بڑا ہے۔

(۳) انسان جہالت کی وجہ سے شرک میں معذور نہیں ہو سکتا

(۴) گنڈا چھلا وغیرہ دنیا میں بھی ضرر رساں ہے جیسا کہ آپ نے فرمایا۔ اس سے کمزوری ہی بڑھیگی

(۵) سختی سے انکار ایسا کرنے والے پر۔

*

(۶) صاف یہ بیان کر دینا کہ جو شخص کسی چیز کو لٹکائے گا، اس کے سپرد کیا جائے گا،

(۷) جس نے تعویذ لٹکایا شرک کیا

*

(۸) تاگا بخار وغیرہ کیلئے لٹکانا بھی اس شرک میں داخل ہے،

(۹) حضرت حذیفہؓ کا آیۃ سورہ یوسف پڑھنا اس بات کی دلیل ہے کہ صحابہ رضوان اللہ علیہم شرک اکبر کی آیتیں شرک اصغر پر پڑھا کرتے تھے جیسا کہ ابن عباس نے سورہ بقرہ کی آیت میں ذکر کیا ہے۔ (۱)

(۱) ابن عباس فرماتے ہیں آیۃ فلا تجعلوا لله اندادا وانتم تعلمون کی تفسیر کی ہے جیسا کہ آگے اسی آیت کے باب میں آتا ہے

العاشرة ان تعلیق الودع من العین من ذلك

الحادیة عشرة الدعاء علی من تعلق تمیمة ان الله لا یتم له ومن تعلق ودعة فلا ودع الله له ای ترك الله له.

(۱۰) سیپی وغیرہ نظر بد سے بچنے کے لئے لٹکانا اسی میں داخل ہے۔

(۱۱) اس شخص کو بددعا دینا جو تعویذ لٹکائے، کہ اللہ اس کا مطلب پورا نہ کرے، اور جو سیپی وغیرہ لٹکائے اللہ اسے آرام نہ دے، یعنی اللہ اسے مصیبت سے نہ چھوڑے،

باب ما جاء فی الرقی والتمائم

باب ہے منتروں اور تعویذوں میں

فی الصحیح عن ابی بشیر الانصاری رضی الله عنه انه کان مع رسول الله صلی الله علیه وسلم فی بعض اسفاره فارسل رسولا ان لا یبقین فی رقبة بعیر قلادة من وتر او قلادة الا قطعت

صحیح مسلم میں ابو بشیر انصاری سے ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی سفر میں تھے آپ نے ایک منادی کو بھیجا کہ کسی اونٹ کی گردن میں تانت باقی نہ رہے، (اسے نظر بد کے لئے باندھا کرتے تھے) اگر ہو تو کاٹ دی جائے۔

*

وعن ابن مسعود رضی الله عنه قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول ان الرقی والتمائم والتولة شرك رواه احمد وابوداود.

ابن مسعود کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا۔ فرماتے تھے، منتر اور تعویذ گنڈے اور حُبّ کے اعمال سب شرک ہیں، اسے احمد اور ابوداؤد نے روایت کیا۔

وعن عبد الله بن عکیم مرفوعا من تعلق شیئا وکل الیه رواه احمد والترمذی.

عبد اللہ بن عکیم سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا جو کوئی چیز کو لٹکائیگا، اسی کے حوالے کیا جائیگا۔ احمد اور ترمذی نے روایت کیا،

(التمائم) شئ یعلق علی الاولاد من العین، لکن اذا کان المعلق من القرآن فرخص فیہ بعض السلف وبعضھم لم یرخص فیہ ویجعلہ من المنھی عنہ منھم ابن مسعود رضی اللہ عنہ۔

(والرقی) ھی التی تسمی العزائم وخص منھا الدلیل ما خلا من الشرك فقد رخص فیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من العین والحمۃ

(والتولۃ) شئ یصنعونہ یزعمون انہ یحبب المرأۃ الی زوجھا والرجل الی امرأتہ

وروی احمد عن رویفع قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا رویفع لعل الحیاۃ تطول بك فاخبر الناس ان من عقد لحیتہ او تقلد وترا او استنجی برجیع دابۃ او عظم فان محمدا بریٔ منہ

٭

وعن سعید بن جبیر قال من قطع تمیمۃ من انسان کان کعدل رقبۃ

تمائم وہ چیز ہے کہ بچوں پر نظر سے بچانے کے لئے لٹکاتے تھے، اگر جو چیز لٹکائی جائے قرآن میں سے ہو تو سلف میں سے بعض اس کی اجازت دیتے ہیں، اور بعض اجازت نہیں دیتے بلکہ ممنوع قرار دیتے ہیں، ان میں سے ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں یہ منع کرتے تھے،

اور رقی، جن کو عزائم بھی کہتے ہیں، یعنی منتر دلیل کے رو سے جس منتر میں شرک نہ ہو اس کی بابت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نظر اور زہریلے جانوروں میں رخصت دی ہے

٭

اور "تولہ" وہ عمل ہے جسے اس خیال سے کیا کرتے تھے کہ عورت مرد میں محبت پیدا کرا ہے۔ (چاہے یہ گنڈا تعویذ ہو یا اور کچھ۔)

احمد نے رویفع رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ مجھ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ رویفع شاید تم مدت تک زندہ رہو۔ سو لوگوں کو یہ پہنچا دینا کہ جس نے اپنی ڈاڑھی کی گرہ لگائی۔ یا تانت گردن میں لٹکائی، یا گوبر یا ہڈی سے استنجا کیا، تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس سے بری ہیں۔(۱)

سعید بن جبیر کہتے ہیں جس نے کسی آدمی کا تعویذ کاٹ دیا۔ گویا اس نے ایک جان آزاد کی۔ وکیع نے

(۱) یہ روایت ضعیف ہے۔ اس لئے کہ اس میں ابن لہیعہ اور اسی قسم کے ناقابل اعتبار راوی ہیں۔

رواہ وکیع ولہ عن ابراھیم قال کانوا یکرھون التمائم کلھا من القرآن وغیر القرآن

فیہ مسائل

الاولی تفسیر الرقی والتمائم۔

الثانی تفسیر التولۃ۔

الثالثۃ ان ھذہ الثلاثۃ کلھا من الشرك من غیر استثناء

الرابعۃ ان الرقیۃ بالکلام الحق من العین والحمۃ لیس من ذالك۔

الخامسۃ ان التمیمۃ اذا کانت من القرآن فقد اختلف العلماء ھل ھی من ذلك ام لا؟

السادسۃ ان تعلیق الاوتار علی الدواب من العین من ذلك

السابعۃ الوعید الشدید علی من تعلق وترا۔

الثامنۃ فضل ثواب من قطع تمیمۃ من انسان۔

التاسعۃ ان کلام ابراھیم لا یخالف ما تقدم من الاختلاف لان مرادہ اصحاب عبد اللہ۔

اسے روایت کیا، اور یہ بھی ابراہیم نخعی سے کہ ہر قسم کے تعویذوں کو پہلے لوگ ناپسند کرتے تھے، خواہ قرآن سے ہوں یا اس کے سوا۔

اس میں (۹) مطالب ہیں

(۱) رقی (منتر) اور تمائم (تعویذوں) کی تفسیر

(۲) تولہ یعنی حب عمل کی تفسیر

(۳) یہ تینوں بلا تخصیص شرک ہیں

٭

(۴) غیر شرکیہ کلام سے منتر کرنا نظر اور زہریلے، جانوروں میں شرک میں داخل نہیں ہے۔

(۵) تعویذ جبکہ آیت قرآنی ہو تو علماء میں اختلاف ہے کیا یہ شرک ہے یا نہیں؟

٭

(۶) جانوروں پر تانت نظر کے خیال سے لٹکانا اسی میں سے ہے۔

(۷) سخت سزا اس شخص کے لئے کہ تانت لٹکائے

٭

(۸) اس شخص کا ثواب جو کسی آدمی کے تعویذ کو کاٹ ڈالے۔

(۹) ابراہیم نخعی کا یہ کہنا کہ پہلے لوگ تعویذوں کو مکروہ سمجھتے تھے، خواہ قرآن سے ہوں یا غیر قرآن سے یہ ہمارے پہلے بیان کے خلاف نہیں ہے، کیونکہ اس

مطلب لوگوں سے ابن مسعود کے شاگرد ہیں۔(۱)

بَابُ مَنْ تَبَرَّكَ بِشَجَرٍ اَوْ حَجَرٍ وَنَحْوِهِمَا

باب ہے درخت اور پتھر وغیرہ سے تبرک لینے میں

وقول الله تعالیٰ (افرأیتم اللات والعزی، ومناۃ الثالثۃ الاخری الکم الذکر ولہ الانثی، تلک اذا قسمۃ ضیزی، ان ھی الا اسماء سمیتموھا انتم وابآؤکم ما انزل اللہ بھا من سلطٰن، ان یتبعون الا الظن وما تھوی الانفس ولقد جاءھم من ربھم الھدی) ۹ ۲۳-۲۰

عن ابی واقد اللیثی قال خرجنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی حنین ونحن حدثاء عھد بکفر وللمشرکین سدرۃ یعکفون عندھا وینوطون بھا اسلحتھم یقال لھا ذات انواط فمررنا بسدرۃ فقلنا یارسول اللہ اجعل لنا ذات انواط

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان: سو بتاؤ تم لات وعزیٰ کو اور مناۃ تیسرے پچھلے کو، کیا تمہارے واسطے نر ہیں اور اللہ کے واسطے مادین، یہ ایسی حالت میں ناقص تقسیم ہے، یہ تو صرف نام ہی نام ہیں، جو تم اور تمہارے باپ دادوں نے رکھ لئے ہیں، جن کی بابت اللہ تعالیٰ نے کوئی حجت نہیں اتاری، یہ لوگ صرف گمان اور من مانی بات کی پیروی کرتے ہیں، حالانکہ ان کے پاس ان کے رب کی ہدایت آچکی ہے۔

ابو واقد لیثی کہتے ہیں، ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ حنین میں نکلے، اور ابھی ابھی ہم مسلمان ہوئے تھے، مشرکوں نے ایک بیری کو طواف کے واسطے منتخب کیا تھا، اور اس پر اپنے ہتھیار بھی لٹکاتے تھے جس کا نام ذات انواط رکھا تھا، سو ہم بھی ایک بیری پر گذرے، اس وقت ہم نے آپ سے عرض کیا کہ ہمارے واسطے بھی ایک ذات انواط

(۱) بہت سے لوگ جائز معاملات میں قرآن مجید وغیرہ کے تعویذ کا استعمال روا جانتے ہیں، مگر اسکا ثبوت کسی صحیح روایت سے نہیں ہوتا، اس لئے ایک جماعت ہر جانب ہیں، اس کو حرام جانتی ہو، قرآن مجید کے نزول کی غرض وغایت تعویذ و منتر ہرگز نہیں بلکہ عمل و اعتقاد کی اصلاح ہے جسکو لوگ چھوڑ بیٹھے

کما لھم ذات انواط، فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ اکبر انھا السنن، قلتم والذی نفسی بیدہ کما قالت بنو اسرائیل لموسی (اجعل لنا الٰھا کما لھم الھۃ قال انکم قوم تجھلون) ۷-۱۳۸ لترکبن سنن من کان قبلکم رواہ الترمذی وصححہ۔

بنائیے جیسا کہ کفار کا ہے، آپ نے فرمایا، اللہ اکبر! یہی تو راستے ہیں، قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم نے بھی وہی بات کی جو بنی اسرائیل نے موسیٰ سے کی تھی، کہ ہمارے واسطے کوئی ایک معبود ایسا بنا، جیسا کہ ان کے ہیں، موسیٰ نے جواب دیا کہ تم بڑی جاہل قوم ہو۔
پھر فرمایا ضرور تم اگلی امتوں کے طریقوں پر چلوگے اسے ترمذی نے روایت کرکے صحیح کہا۔

فِيْهِ مَسَائِلُ

الاولی تفسیر آیۃ النجم۔

الثانیۃ معرفۃ صورۃ الامر الذی طلبوا۔

الثالثۃ کونھم لم یفعلوا۔

الرابعۃ کونھم قصدوا التقرب الی اللہ بذلک لظنھم انہ یحبہ

الخامسۃ انھم اذا جھلوا ھذا فغیرھم اولی بالجھل

السادسۃ ان لھم من الحسنات والوعد من المغفرۃ ما لیس لغیرھم

السابعۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لم یعذرھم الامر بل رد علیھم بقولہ اللہ اکبر، انھا

اس میں (۲۲) مطلب ہیں

(۱) سورۃ نجم کی آیت کا خلاصہ مطلب

(۲) ان کے طلب کرنے کی حقیقت معلوم کرنا کہ وہ معبود بنانا نہیں چاہتے تھے بلکہ بطور تبرک استعمال کرنا چاہتے تھے

(۳) انہوں نے ایسا نہیں کیا۔

(۴) اسے تقرب الی اللہ کا ذریعہ سمجھتے تھے، کیونکہ وہ لوگ یہ سمجھے کہ اللہ اسے پسند فرماتا ہے۔

(۵) جب بعض صحابہ اس قسم کی بات نہ سمجھ سکے تو دوسروں کا نہ سمجھنا بدرجہ اولیٰ ثابت ہوا۔

(۶) ان کی نیکیاں اور ان کے واسطے مغفرت کے وہ وعدے ہیں جو دوسروں کے لئے نہیں ہیں

(۷) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو اس بات میں معذور نہیں سمجھا بلکہ یہ فرما کر رد کیا اللہ اکبر! یہی تو وہ راستے ہیں، تم بھی اپنے پہلوں کے

السُّنَنَ لَتَتَّبِعُنَّ سُنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَجَمَعَ الْأَمْرُ بِهٰذِهِ الثَّلٰثِ
الثامنة الامر الكبير هو المقصود انه أَخْبَرَ ان طَلَبَتَهُم كطَلِبَةِ بني اسرائيل لما قالوا لموسٰى اجعل لنا الٰهًا۔
التاسعة ان نَفْيَ هٰذا من مَعْنٰى لا اله الا الله مع دِقَّتِهٖ وخَفَائِهٖ على اولئك
العاشرة انه حَلَفَ على الفُتْيَا وهو لا يَحْلِفُ الا لمَصْلَحَةٍ
الحادية عشرة ان الشِّرْكَ فيه اَكْبَرُ وَاَصْغَرُ لانهم لم يَرْتَدُّوا بهٰذا
الثانية عشرة قولهم ونحن حُدَثَاءُ عَهْدٍ بكفر، فيه ان غَيْرَهُم لا يَجْهَلُ ذٰلك
الثالثة عشرة التَّكْبِيْرُ عند التَّعَجُّبِ خِلَافًا لمن كَرِهَهٗ
الرابعة عشرة سَدُّ الذَّرائع
الخامسة عشرة النهي عن التَّشَبُّهِ باَهْلِ الجاهلية

راستے کی پیروی کرو گے، پس ان تینوں باتوں سے معاملہ کی سختی بیان فرمائی،
(۸) بڑی بات جو کہ اصلی غرض ہے یہ ہے کہ آپ نے خبر دی کہ ان کی فرمائش بنی اسرائیل کی فرمائش کی طرح ہے جبکہ انھوں نے حضرت موسیٰ سے کہا تھا ہمارے لئے بھی کوئی معبود بنا۔
(۹) اس قسم کے تبرک کا انکار بھی لا الٰہ الا اللہ کے معنی میں داخل ہے، حالانکہ یہ مشکل اور مخفی رہا ان لوگوں پر۔
(۱۰) آپ کا فتویٰ پر قسم کھانا، حالانکہ آپ بغیر ضرورت قسم نہیں کھاتے تھے۔
(۱۱) شرک اصغر اور اکبر دونوں قسم کا ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ لوگ اس کہنے سے مرتد نہیں ہوئے[1]!
(۱۲) ان کا یہ بیان کہ، ہم ابھی ابھی مسلمان ہوئے تھے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دوسرے ایسی باتوں کو جانتے تھے
(۱۳) تعجب کے موقع پر تکبیر کہنا بخلاف اس کے جس نے اسے مکروہ سمجھا،
(۱۴) ہر ایک شرک کے اسباب کا دروازہ بند کر دینا،
(۱۵) اہل جاہلیت سے مشابہت کی ممانعت،

❁

(۱) بنی اسرائیل کا عمل تو صریح کفر تھا، مگر ان لوگوں کا کہنا ایک قسم کی چیز کو معبود بنا لینے کے مرادف تھا جس کو شریعت پسند نہیں کرتی۔ لہٰذا اسے شرک اصغر کہا، گویا کسی جگہ یا درخت کو اس کا حکم ابھی سے یا جستجو کا مقام بنا لینا اسے بت بنانا ہے۔

السادسة عشرة الغَضَبُ عند التعليم
السابعة عشرة القاعدة الكلية لقوله انها السُّنَنُ
الثامنة عشرة انّ هٰذا عَلَمٌ من اَعْلَامِ النُّبُوَّةِ لكونه وقع كما اَخْبَرَ
التاسعة عشرة ان ما ذَمَّ الله به اليهود والنصارى في القرآن انه لنا

❁

العشرون انه مُتَقَرِّرٌ عندهم ان العبادات مبناها على الأمر فصار فيه التنبيه على مسائل القبر، اَمَّا من ربك فواضح
واَمَّا من نبيك فمن اخباره بانباء الغيب، واما من دينك فمن قولهم اجعل لنا الى آخره۔

❁ ❁ ❁
❁

الحادية والعشرون ان سنة اهل الكتاب مذمومة كسنة المشركين۔
الثانية والعشرون ان المُنْتَقِلَ

(۱۶) تعلیم کے وقت (کسی مصلحت سے) غصہ ہونا،
(۱۷) عام قاعدہ جیسا کہ آپ نے فرمایا یہی تو وہ راستے ہیں"
(۱۸) یہ نبوت کے علامات میں سے ہے، کیونکہ جیسا آپ نے فرمایا، ویسا ہی ہوا،
(۱۹) اللہ عزوجل نے قرآن مجید میں جس کی وجہ سے یہود و نصاریٰ کی مذمت فرمائی، وہ ہمارے لئے بھی ہے (اگر نعوذ باللہ ہم ویسے فعل کریں[1])
(۲۰) یہ امر طے شدہ ہے کہ عبادتوں میں قیاس کو دخل نہیں، بلکہ وہ حکم پر مبنی ہیں، پس اس میں قبر کے مسائل پر تنبیہ ہوئی، لیکن اللہ عزوجل کی طرف سے تو آیت سے ظاہر ہے
لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے تو آپ کی پیشین گوئی سے (کہ تم ضرور پہلی امتوں کی پیروی کرو گے) اور دین کی طرف سے تو ان کے یہ کہنے سے کہ ہمارے لئے ذات انواط بنا دو"
(۲۱) اہل کتاب کا طریقہ بھی مشرکین کے طریقہ کی طرح قابل مذمت و ناپسندیدہ ہے"
(۲۲) جو کوئی باطل سے حق کی طرف آجاتا ہے

(۱) عام جاہلوں اور بہت سے علم کے مدعی لوگوں میں مشہور ہے کہ یہ آیت مشرکوں یا کافروں یہود و نصاریٰ کی بابت ہے۔ وہ اس سے مستثنیٰ ہیں، یہ نہایت غلط اور بے اصل بات ہے، قرآن مجید موعظت و عبرت کے لئے ہے، اس میں کسی مخصوص زمانہ یا قوم کی قید نہیں، اگر کسی جگہ پر ہی ہو تو وہ اتفاقی ہے، اسے بطور ضرب المثل سمجھنا چاہئے جو ہر زمانہ ہر قوم پر یکساں صادق آتی ہے۔

من الباطل الذي اعتاده قلبه لا يؤمن ان يكون في قلب بقية من تلك العادة لقولهم ونحن حدثاء عهد بكفر.

تو اس میں اپنی قدیم عبادت کا کچھ نہ کچھ اثر باقی رہنا ممکن ہے جیسا کہ یہ لوگ بولے "ہم ابھی ابھی مسلمان ہوئے تھے"۔

باب ما جاء في الذبح لغير الله

باب ہے غیر اللہ کے لئے ذبح کی بابت

وقول الله تعالى (قل ان صلاتي ونسكي ومحياي ومماتي لله رب العالمين، لا شريك له وبذلك امرت وانا اول المسلمين) ۶-۱۶۲-۱۶۳

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے، کہہ دے کہ بلاشبہ میری نماز اور ذبیحہ اور میری زندگی اور موت صرف اللہ عزوجل کے لئے ہے، جو سارے جہان کا رب ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں، اور اسی کا مجھے حکم ہوا ہے، اور میں سب سے پہلا اسے ماننے والا ہوں۔

وقوله تعالى (فصل لربك وانحر) ۲-۱۰۸

اور فرمایا: پس اپنے پروردگار کے لئے ہی نماز پڑھ، اور قربانی کر۔

عن علي رضي الله عنه قال حدثني رسول الله صلى الله عليه وسلم باربع كلمات، لعن الله من ذبح لغير الله، لعن الله من لعن والديه، لعن الله من آوى محدثا، لعن الله من غير منار الارض، رواه مسلم.

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے چار باتیں بتائیں (۱) اللہ کی لعنت اس پر جو اللہ کے سوا کسی اور کے لئے ذبح کرے (۲) اللہ کی لعنت اس پر جو اپنے ماں باپ پر لعنت کرے (۳) اللہ کی لعنت اس پر جو کسی مجرم کو پناہ دے (۴) اللہ کی لعنت اس پر جو زمین کے نشانات بدل دے[1]

(۱) (حاشیہ ۳۹ پر ملاحظہ ہو)

عن طارق بن شهاب ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال دخل الجنة رجل في ذباب ودخل النار رجل في ذباب، قالوا وكيف ذلك يا رسول الله؟ قال مر رجلان على قوم لهم صنم لا يجوزه احد حتى يقرب له شيئا، فقالوا لاحدهما قرب، قال ليس عندي شيء اقرب، قالوا له قرب ولو ذبابا، فقرب ذبابا فخلوا سبيله، فدخل النار، وقالوا للآخر قرب فقال ما كنت لاقرب لاحد شيئا دون الله عز وجل فضربوا عنقه فدخل الجنة. رواه احمد.

طارق بن شہاب کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ایک شخص ایک مکھی کی بدولت جنت میں گیا، اور ایک شخص ایک مکھی کی وجہ سے جہنم میں گیا، صحابہ نے عرض کیا یہ کیسے یا رسول اللہ؟ فرمایا کہ دو آدمیوں کا ایک قوم پر گذر ہوا، جنکا ایک بت تھا، ان کا دستور تھا کہ یہاں سے کسی کو گذرنے نہ دیتے تھے، جب تک کہ اس بت پر کچھ چڑھاوا نہ چڑھائے، سو انہوں نے ان دونوں میں سے ایک کو کہا کہ کچھ چڑھا دے، وہ بولا کہ میرے پاس چڑھانے کے لئے کچھ نہیں ہے، بولے کہ کچھ نہ کچھ ضرور چڑھا دے، اگرچہ ایک مکھی ہی، اس نے ایک مکھی مار کر چڑھا دی تب اسے چھوڑ دیا، پس یہ شخص جہنم داخل ہوا، اس شرک کی وجہ سے، پھر ان لوگوں نے دوسرے سے کہا کہ یہاں تو بھی کچھ چڑھا دے وہ بولا میں تو کبھی اللہ عزوجل کے سوا کسی کے واسطے کچھ چڑھاوا نہیں چڑھاتا ہوں، سو ان لوگوں نے اسکی گردن مار دی، پس یہ شخص جنت میں پہنچا۔ احمد نے اسے روایت کیا۔

(حاشیہ ۳۸)

(۱) اللہ کے سوا دوسرے کے لئے ذبح کرنے کی دو صورتیں ہیں، ایک کسی تھان یا قبر وغیرہ پر بطور تبرک ذبح کرے اور نذر چڑھا دے دوسری یہ کہ بسم اللہ کی جگہ کسی اور کا نام پر ذبح کرے۔ ماں باپ پر لعنت کی ایک صورت تو صاف ہے یعنی ایسا نالائق بدلحاظ ہو جائے کہ خود نہیں ایسے کلمات سنائے، دوسری صورت یہ ہے کہ کسی بدمعاش کے منہ آئے اور وہ گالیاں دے جس کی وجہ سے وہ اس کے ماں باپ پر بد لگائے۔ مجرم بھی دو قسم کے ہونگے جو کسی سرقہ، قتل وغیرہ میں گرفتاری کے قابل ہو، دوسری صورت یہ کہ جرم الٰہی یا شریعت میں بدعت ایجاد کرکے فتنہ قائم کرے زمین کے نشانات بدلنے کے بھی دو معنی ہیں، ایک یہ کہ زمین غصب کرنے کیلئے ایسا کرے اور دوم راستے سے بہکانے کے لئے۔

فیہ مسائل

الاولی تفسیر إنّ صلاتي ونسكي.

الثانیة تفسیر فصلّ لربّك وانحر.

الثالثة البداءة بلعنة من ذبح لغیر الله.

الرابعة لعن من لعن والدیه.

ومنه ان تلعن والدي الرجل فیلعن والدیك.

الخامسة لعن من آوی محدثًا وهو الرجل یحدث شیئًا یجب فیه حق لله فیلتجئ الی من یجیره من ذلك.

السادسة لعن من غیّر منار الارض وهی المراسیم التی تفرّق بین حقك وحق جارك فتغیّرها بتقدیم او تاخیر.

السابعة الفرق بین لعن المعیّن ولعن اهل المعاصی علی سبیل العموم.

الثامنة هذه القصة العظیمة وهی قصة الذباب.

التاسعة کونه دخل النار بسبب

اس میں (۱۳) مطالب ہیں

(۱) آیۃ ان صلاتی ونسکی کی تفسیر۔

(۲) فصل لربک وانحر کی تفسیر۔

(۳) جو غیر اللہ کے لئے ذبح کرے اس کا پہلے ذکر کرنا، اور لعنت فرمانا۔

(۴) جو اپنے والدین پر لعنت کرے اس پر لعنت کرنا۔ اور اسی میں سے یہ ہے کہ کوئی کسی کے ماں باپ پر لعنت کرے، اور وہ دوسرا اسکے ماں باپ پر جواب میں لعنت بھیجے۔

(۵) جو مجرم کو پناہ دے اس پر لعنت، یہ وہ شخص ہے کہ ایسا جرم کرے جس پر اللہ کی حد قائم ہو جائے۔ پھر کسی کے پاس جا کر پناہ لینا چاہے۔

(۶) جو زمین کے نشانات بدل دے، اس پر لعنت، یہ وہ نشانات ہیں کہ ایک کی زمین کو دوسرے سے الگ کرتے ہیں، انہیں آگے پیچھے کرکے بدل دے۔

(۷) معین شخص اور بدکاروں کی جماعت پر عموماً لعنت کرنے میں فرق۔

(۸) مکھی کا عظیم الشان قصہ۔

(۹) اس کا آگ (جہنم) میں ایک مکھی چڑھانے پر

ذلك الذباب الذی لم یقصده بل فعله تخلّصًا من شرّهم.

العاشرة معرفة قدر الشرك فی قلوب المؤمنین کیف صبر ذلك علی القتل ولم یوافقهم علی طلبتهم مع کونهم لم یطلبوا الا العمل الظاهر.

الحادیة عشرة انّ الذی دخل النار مسلم لانه لو کان کافرًا لم یقل دخل النار فی ذباب.

الثانیة عشرة فیه شاهد للحدیث الصحیح: الجنة اقرب الی احدکم من شراك نعله، والنار مثل ذلك.

الثالثة عشرة معرفة انّ عمل القلب هو المقصود الاعظم حتی عند عبدة الاوثان

جانا، حالانکہ اس نے قصداً ایسا نہیں کیا، بلکہ جان چھڑانے کے لئے۔ (۱)

(۱۰) ایمان والوں کے نزدیک شرک کس قدر برا کام ہے۔ اس شخص نے کس طرح قتل ہونا پسند کیا مگر مشرکوں کا ساتھ نہ دیا، حالانکہ وہ صرف یہی ظاہری عمل چاہتے تھے،

(۱۱) جو آگ میں گیا یقیناً مسلمان تھا، اس لئے کہ اگر وہ کافر ہوتا تو یہ نہ فرمایا جاتا، کہ ایک مکھی کے عوض جہنم میں گیا،

(۱۲) اسمیں دوسری صحیح حدیث کی شہادت پائی جاتی ہے جس میں فرمایا: تمہارے جوتے کے تسمے سے بھی جنت زیادہ قریب ہے۔ اور اسی طرح جہنم بھی تمہارے جوتے کے تسمے سے زیادہ قریب ہے۔

(۱۳) یہ بات خوب سمجھنا چاہئے کہ دراصل عمل قلب ہی ہر ایک بات کا مرکز ہے، اور یہی مقصود اعظم ہے حتی کہ بت پرستوں کے نزدیک بھی۔

(۱) اس جگہ ایک سوال ہو سکتا ہے جس کے حل کی ضرورت ہے۔ اسے غور سے سمجھنا چاہئے کہ یہ شخص جبکہ اکراہ کی حالت میں ایسے فعل کا مرتکب ہو گیا تو پھر کیوں مواخذہ ہوا، حالانکہ ارشاد الٰہی ہے إِلَّا مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ ۱۰۶-۱۶۔ مگر اس شخص کو کفریات وغیرہ کا مواخذہ نہیں جبکہ مجبور کیا جائے اور اس کا دل ایمان پر ثابت ہو، جواب اس کا یہ ہے کہ اس شخص نے اس شرکیہ عمل کا کچھ اثر اپنے دل پر نہیں لیا، اور بے ساختہ بغیر سوچ سمجھے اسے کر بیٹھا تو قلب مطمئن بالایمان کی صفت سے عاری ہو گیا، اور قابل مواخذہ سمجھا گیا، ایک بات اور ضروری قابل فہم و تدبر ہے وہ یہ کہ بعض رخصت اور سہولت کے قابل ہیں، ورنہ اصل اور مقام عزیمت یہی ہے کہ جان دیدے پر شرک و کفر نہ کرے، کیونکہ جان بچانے والی چیز نہیں ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ ارحم الراحمین ہے اس نے بندہ کا حق اپنے حق پر مقدم فرمایا جو اس کی مہربانی و شفقت ہے، اضطرار و اکراہ دو الگ الگ چیزیں ہیں، دونوں کو ایک سمجھنا اور ایک کے احکام دوسرے پر چسپاں کرنا سخت نادانی اور جہل عظیم ہے۔ اکراہ اس حالت کو کہتے ہیں جس میں انسان دوسرے کے ظلم و ستم کا مورد بنایا جا رہا ہو اور اس کی جان پر بنی ہو، اضطرار یہ ہے کہ انسان کسی وجہ سے ایسا محتاج ہو کہ اپنا کوئی چارہ کار اس کے بغیر نہ پائے، پس صاحبہ وغیرہ میں نہ اضطرار ہے، نہ اکراہ، نہ شرکیات کی رخصت ہو سکتی ہے نہ مجبوری

باب لا یذبح للہ بمکان یذبح فیہ لغیر اللہ

باب اس بارہ میں کہ جہاں غیر اللہ کے لئے ذبح ہو وہاں اللہ کیلئے بھی ذبح کرنا حرام ہے

وقول الله تعالى ﴿لا تقم فيه أبدا لمسجد أسس على التقوى من أول يوم أحق أن تقوم فيه فيه رجال يحبون أن يتطهروا والله يحب المطهرين﴾ ۱۰۸-۹

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان تو اس مسجد میں کبھی کھڑے بھی نہ ہونا، وہ مسجد جس کی بنیاد ہی پہلے روز سے تقویٰ پر رکھی گئی۔ زیادہ حقدار اس بات کی کہ تو اس میں (نماز کیلئے) کھڑا ہو، اس میں ایسے لوگ ہیں کہ ستھرا پن اور پاکی پسند کرتے ہیں، اور اللہ بہت ستھرا رہنے والوں کو پسند کرتا ہے، (۱)

※

عن ثابت بن الضحاک رضی اللہ عنہ قال نذر رجل ان ینحر ابلاً ببوانة فسأل النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال هل كان فيها وثن من اوثان الجاهلية يعبد؟ قالوا لا، قال فهل كان فيها عيد من اعيادهم؟ قالوا لا، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اوف بنذرك فانه لا وفاء لنذر في معصية الله ولا فيما لا يملك ابن آدم، رواه ابوداود واسناده على شرطهما

※

ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک شخص نے (زمانہ جاہلیت میں) نذر مانی تھی کہ بوانہ (مقام) میں اونٹ ذبح کروں گا، اس نے (اسلام کے بعد) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دریافت کیا، آپ نے فرمایا: کیا وہاں جاہلیت میں کسی بت کی پرستش ہوتی تھی؟ لوگوں نے جواب دیا نہیں، پھر فرمایا کیا وہاں کوئی تہوار یا میلہ لگتا تھا بولے نہیں آپ نے ارشاد فرمایا، اپنی نذر پوری کر بلاشبہ جو نذر اللہ عزوجل کی نافرمانی میں ہو پوری نہیں کی جائیگی، اور نہ اس نذر کا پورا کرنا انسان پر واجب ہے جو اس کی وسعت سے باہر ہے، ابوداؤد نے اسے روایت کیا، اس کی سند بخاری و مسلم کی شرط کے مطابق ہے،

(۱) ذبح مالی قربانی میں اعلیٰ ترین قربانی ہے، پس اللہ عزوجل کے ایسی مسجد میں نماز پڑھنے سے ممانعت کرنے سے جو مسلمانوں کی ایذارسانی اور مکر و تدابیر سوچنے کے لئے بنائی گئی۔ یہ مسئلہ سمجھا گیا کہ نیک کام بری جگہ نہ ہونا چاہئے نیز جو نیک عمل بری نیت سے کیا جائے، اس کا اثر برا ہوتا ہے پس ایسے مقامات پر ذبح سی اہم بالشان عبادت انجام نہ دینا چاہیے، جہاں شرک کا شبہہ ہو یا شرک سے ادنیٰ تعلق ہو۔

فیہ مسائل

الاولی تفسیر قوله ﴿لا تقم فيه ابدا﴾،

الثانية ان المعصية قد تؤثر في الارض وكذلك الطاعة،

※

الثالثة رد المسألة المشكلة الى المسألة البينة ليزول الاشكال

الرابعة استفصال المفتي اذا احتاج الى ذلك

الخامسة ان تخصيص البقعة بالنذر لا بأس به اذا خلا من الموانع

السادسة المنع منه اذا كان فيه وثن من اوثان الجاهلية ولو بعد زواله.

اس میں (۱۱) مطالب ہیں

(۱) لا تقم فیہ ابدا کی تفسیر۔

(۲) طاعت و معصیت کا اثر زمین پر بھی ہوتا ہے، کیونکہ آپ نے بعض مقامات سے منع فرمایا، نیز مسجد ضرار سے ممانعت کی گئی،

(۳) مشکل مسئلہ کے حل کی یہی صورت ہے کہ اسے واضح غیر مشکل کی طرف لوٹا دیا جائے، ایسی صورت میں اشکال رفع ہو جائے گا

(۴) مفتی بعض صورتوں میں تفصیل دریافت کر سکتا ہے، جب ضرورت سمجھے،

(۵) کسی خاص مقام کی کوئی نذر ماننی درست ہے بشرطیکہ کوئی مانع نہ ہو۔(۱)

(۶) ایسے مقام پر نذر نہیں پوری کی جائے گی، جہاں قدیم زمانہ میں کوئی بت یا شرک کی رسم جاری تھی، اگرچہ وہ اب باقی نہ رہی ہو

(۱) مطلب یہ ہے کہ نذر کہیں بھی ہیں تو پوری کرے گی، اگر جگہ کا تعین کیا گیا تو کیا حرج ہے، بشرطیکہ شرعاً ممنوع نہ ہو یعنی ایسی جگہ نہ ہو جہاں شرک ہوتا ہو یا شرک کی رسوم ہوتی ہوں، اسی طرح عقلاً بھی ممنوع نہ ہو، یا تکلیف مالا یطاق میں داخل ہو، مثلاً ایسے پہاڑ پر نذر مانے جہاں چڑھنا مشکل ہو یا چڑھا نہ جائے، یا آسمان کے تارے کسی کو دینے کی نذر مانے یا ایسا غیر کا مال جو کسی کے قبضہ میں آ سکے

السابعة المنع منه اذا كان فيه عيد من أعيادهم ولو بعد زواله

الثامنة انه لا يجوز الوفاء بما نذر في تلك البقعة لانه نذر معصية

التاسعة الحذر من مشابهة المشركين في أعيادهم ولو لم يقصده

العاشرة لا نذر في معصية

الحادية عشرة ان لا نذر لابن آدم فيما لا يملك

(۷) نیز ایسی جگہ بھی نذر پوری نہ کریں گے جہاں اہل کفر و شرک کا کوئی میلہ یا تہوار منایا جاتا ہو اگرچہ اب باقی نہ رہا ہو،

(۸) ایسی نذر کا پورا کرنا واجب نہیں جو ایسے شرکیہ مقام میں ہو، اس لئے کہ یہ جائز نذر نہیں بلکہ ناجائز ہے،

(۹) مشرکوں کی ہر بات میں مشابہت حرام ہے، حتی کہ ان کے تہوار وغیرہ میں بھی، اگرچہ بالقصد نہ ہو۔

(۱۰) گناہ کے کاموں میں نذر منعقد نہیں ہوتی۔[1]

(۱۱) انسان کی وسعت سے باہر چیزوں میں بھی نذر منعقد نہیں ہوتی،

باب من الشرك النذر لغير الله

باب اس بات میں کہ غیر اللہ کی نذر شرک ہے،

وقول الله تعالى (يُوفُونَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُونَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهُ مُسْتَطِيرًا) -۷-۷۶-

اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے، یہ لوگ اپنی نذریں پوری کرتے ہیں، اور ایسے دن سے ڈرتے ہیں جس کی برائی اڑ کر لگنے والی ہو

وقوله تعالى (وَمَا أَنفَقْتُم مِّن

اور فرمایا:۔ اور جو کچھ تم خرچ کرو گے، یا کوئی نذر

(۱) جس نذر کو پورا کرنا ضروری ہے وہ منعقد ہوگی، اور جس کا پورا کرنا ضروری نہیں اسے غیر منعقد کہتے ہیں، یعنی شرعاً وہ درست نہیں، نہ اس پر کوئی حکم ہوگا، نہ اس کا کفارہ لازم آئیگا۔

نَّفَقَةٍ أَوْ نَذَرْتُم مِّن نَّذْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُهُ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنصَارٍ) -۲-۲۷۰-

وفي الصحيح عن عائشة رضي الله عنها ان رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال من نذر ان يطيع الله فليطعه ومن نذر ان يعصي الله فلا يعصه

مانو گے سو اللہ اسے جانتا ہے، اور ظالموں کا کوئی بھی حمایتی نہیں ہے۔

صحیح (بخاری) میں بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو شخص یہ نذر مانے کہ اللہ کی اطاعت کرے گا، سو اس کی اطاعت کرے، اور جو کوئی ایسی نذر مانے کہ اللہ کی نافرمانی کرے گا، سو ایسا نہ کرے،

❋

فيه مسائل

الاولى وجوب الوفاء بالنذر

الثانية اذا ثبت كونه عبادة الله فصرفه الى غيره شرك

الثالثة ان نذر المعصية لا يجوز الوفاء به

اس میں (۳) مطالب ہیں

(۱) نذر کا پورا کرنا واجب ہے،

(۲) جب ثابت ہوا کہ یہ خدا کی عبادت ہے، تو اسے غیر کے ساتھ کرنا شرک ہے؛

(۳) ناجائز باتوں کی نذر کا وفا کرنا حرام ہے، مثلاً یہ کہے کہ میرا فلاں کام ہوا تو شیخ سدو کا بکرا کروں گا یا فلاں قبر پہ دیگ یا چادر چڑھاؤں گا

❋

باب من الشرك الاستعاذة بغير الله

باب اس بارہ میں کہ غیر اللہ سے پناہ لینی شرک ہے،

وقول الله تعالى (وَأَنَّهُ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْإِنسِ يَعُوذُونَ

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔ اور بلاشبہ بہت سے انسان جنوں سے پناہ لیا کرتے تھے

بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا

۷-۲۲-

پس زیادہ کیا انہوں نے ان لوگوں کو خوف میں۔

وعن خولة بنت حكيم قالت سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من نزل منزلا فقال اعوذ بكلمات الله التامات من شر ما خلق لم يضره شيء حتى يرحل من منزله ذلك۔ رواه مسلم

خولہ بنت حکیم کہتی ہیں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا، جو شخص کسی جگہ اترے اور یہ دعا "اعوذ بکلمات اللہ التامات" (میں اللہ تعالیٰ کے پورے کلمات کی پناہ چاہتا ہوں، اس کی تمام مخلوقات کے شر سے) پڑھے تو اسے کوئی چیز ضرر نہ دیگی، یہاں تک کہ وہ اس جگہ سے کوچ کرے،

❊

فِيهِ مَسَائِلُ

الاولى تفسير آية الجن

الثانية كونه من الشرك

الثالثة الاستدلال على ذلك بالحديث لان العلماء يستدلون به على ان كلمات الله غير مخلوقة، قالوا لان الاستعاذة بالمخلوق شرك۔

الرابعة فضيلة هذا الدعاء مع اختصاره

الخامسة ان كون الشيء يحصل به منفعة دنيوية من كف شر او جلب نفع لا يدل على انه ليس

اس میں (۵) مطالب ہیں

(۱) سورہ جن کی آیۃ کی تفسیر۔

(۲) خدا کے سوا دوسرے کی پناہ لینا شرک ہے۔

(۳) اسپر حدیث سے دلیل پکڑنا، کیونکہ علماء نے اس حدیث سے یہ دلیل پکڑی ہے کہ اللہ کے کلمات مخلوق نہیں اس لئے کہ مخلوق سے پناہ پکڑنا شرک ہے (اور اس حدیث میں کلمات کی پناہ پکڑی گئی ہے،

(۴) اس مختصر دعا، کی فضیلت،

❊

(۵) کسی چیز کا ایسا ہونا کہ اس سے کوئی دنیاوی نفع ہو، مثلاً تکلیف رک جائے یا فائدہ حاصل ہو جائے اسپر دلیل نہیں ہو سکتا کہ یہ کام شرک کا

من الشرك۔

✣ ✣ ✣ ✣ ✣ ✣ ✣ ✣ ✣

نہیں ہے (مطلب یہ ہے کہ واقعی نفع ونقصان حاصل ہونا اور چیز ہے اور شرک اور چیز یہ نہیں قیاس کر سکتے کہ نفع ونقصان ہونے سے وہ چیز جائز ہو جائے

بَابٌ مِّنَ الشِّرْكِ اَنْ يَّسْتَغِيْثَ بِغَيْرِ اللّٰهِ اَوْ يَدْعُوَ غَيْرَهُ

باب ۱۳ اس بارہ میں کہ غیر اللہ سے فریاد کرنی اور اسے دکھ وغیرہ کے وقت پکارنا شرک ہے

وقول الله تعالى (وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ۔ ۱۰۶-

وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ يُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ،

۱۰۷-۱۰-

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اور مت پکار اللہ کے سوا ایسے کو کہ نہ تجھے کچھ فائدہ دے گا، اور نہ کچھ نقصان دے گا، سو اگر تو نے ایسا کیا تو تو بھی اسوقت ظالموں میں سے ہو جائیگا،

اور اگر اللہ تجھے کسی قسم کا ضرر پہونچائے تو کوئی اسے بجز اللہ کے دور کرنے والا نہیں ہے، اور اگر تجھ پر احسان کرے تو کوئی بھی اس کے فضل کو روکنے والا نہیں ہے، پہنچاتا ہے وہ اپنا فضل جسے چاہے اپنے بندوں میں سے، اور وہی بخشنے والا مہربان ہے

وقوله تعالى فَابْتَغُوْا عِنْدَ اللّٰهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوْهُ وَاشْكُرُوْا لَهٗ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ÷ ۲۹-۱۷-

اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے، سو تم اللہ تعالیٰ ہی سے رزق مانگو، اور اسی کی عبادت کرو، اور اسی کا شکر بجا لاؤ، اسی کی طرف تم پلٹ کر جاؤ گے

وقوله تعالى وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْ

اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے، اور کون زیادہ گمراہ

مِن دُونِ اللّٰهِ مَن لَّا يَسْتَجِيبُ لَهُ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَهُمْ عَن دُعَائِهِمْ غَافِلُونَ ۝

وَإِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوا لَهُمْ أَعْدَاءً وَكَانُوا بِعِبَادَتِهِمْ كَافِرِينَ ۝

-۴۶-۶

وقوله تعالىٰ: أَمَّن يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ

-۲۷-۶۲

وروى الطبرانى باسناده انه كان فى زمن النبى صلى الله عليه وسلم منافق يؤذى المؤمنين فقال بعضهم قوموا بنا نستغيث برسول الله صلى الله عليه وسلم من هذا المنافق فقال النبى صلى الله عليه وسلم انه لا يستغاث بى وانما يستغاث بالله۔

ہو سکتا ہے اس سے کہ اللہ کے سوا ایسوں کو پکارتا ہے جو اسے قیامت تک جواب نہیں دے سکتے۔ اور وہ ان کی دعا سے بے خبر ہیں۔

اور جب میدان حشر میں سب لوگ جمع کئے جائیں گے تو وہ (معبود) ان کے دشمن ہونگے اور ان کی عبادت سے انکار کریں گے۔

اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے:۔ کون ہے کہ لاچار و مضطر کی دعا قبول کرتا ہے، جب وہ پکارتا ہے اور اس کے دکھ درد کو دور کرتا ہے؟

طبرانی نے اپنی سند سے یہ روایت بیان کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک منافق تھا جو مسلمانوں کو سخت ایذا دیتا تھا پس بعض نے کہا، چلو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس منافق کی بابت فریاد کریں پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ مجھ سے فریاد نہیں کیجاتی، صرف اللہ تعالیٰ سے فریاد کر سکتے ہیں۔

فِيهِ مَسَائِلُ

الاولى ان عطف الدعاء على الاستغاثة من عطف العام على الخاص

اس میں (۱۸) مطالب ہیں

(۱) دعا عام ہے، اور استغاثہ خاص۔ پس استغاثہ کے بعد دعا کا ذکر کرنا خاص کے بعد عام کا ذکر کرنا ہوا۔

الثانية تفسير قوله تعالىٰ وَلَا تَدْعُ مِن دُونِ اللّٰهِ مَا لَا يَنفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ۔

الثالثة أن هذا هو الشرك الاكبر

*

الرابعة أن أصلح الناس لو يفعله إرضاء لغيره صار من الظالمين

*

الخامسة تفسير الآية التى بعدها

*

السادسة كون ذلك لا ينفع فى الدنيا مع كونه كفرا

السابعة تفسير الآية الثالثة

الثامنة ان طلب الرزق لا ينبغى الا من الله، كما أن الجنة لا تطلب الا منه

التاسعة تفسير الآية الرابعة۔

العاشرة انه لا اضل ممن دعا غير الله،

الحادية عشرة انه غافل عن دعاء الداعى لا يدرى عنه،

الثانية عشرة أن تلك الدعوة سبب لبغض المدعو للداعى و

(۲) آیۃ وَلَا تَدْعُ مِن دُونِ اللّٰهِ کی تفسیر یعنی اس میں کسی چھوٹے بڑے کی رعایت نہیں، چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب فرما کر کہا کہ تو مت پکار،

(۳) شرک اکبر یعنی اصلی اور بڑا شرک، یہی ہے کہ انسان غیر اللہ کو پکارے اور اس سے مدد طلب کرے)

(۴) تمام لوگوں میں بہترین و افضل شخص (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) اگر ایسا فعل کریں جس میں کسی دوسرے کی خوشی ہو، تو ظالموں میں شامل ہو جائیں

(۵) اس آیت کی تفسیر جو اس کے بعد ہے، یعنی وَ ان یمسسک اللہ الخ

(۶) یہ بات دنیا میں بھی فائدہ نہیں دیتی، حالانکہ یہ کفر ہے،

(۷) آیۃ فابتغوا عند اللہ کی تفسیر

(۸) رزق صرف اللہ سے طلب کرنا چاہیے جیسا کہ جنت بھی اس کے سوا کسی دوسرے سے نہیں طلب کیجاتی

(۹) چوتھی آیت وَمَنْ اَضَلُّ الخ کی تفسیر

(۱۰) اس سے بڑھکر کوئی گمراہ نہیں، جو غیر اللہ کو پکارے

(۱۱) جن کو پکارا جاتا ہے، وہ اس پکار سے بیخبر ہیں، مطلق اس سے واقف نہیں،

(۱۲) یہ پکارنا پکارنیوالے سے عداوت کا باعث ہوگا یعنی روز قیامت جس کو پکارا ہے پکارنیوالے کا

عَدَاوَتِہٖ،

اَلثَّالِثَۃَ عَشَرَۃَ تَسْمِیَۃُ تِلْکَ الدَّعْوَۃِ عِبَادَۃً لِلْمَدْعُوِّ۔

اَلرَّابِعَۃَ عَشَرَ: کُفْرُ الْمَدْعُوِّ بِتِلْکَ الْعِبَادَۃِ۔

اَلْخَامِسَۃَ عَشَرَۃَ ھِیَ سَبَبُ کَوْنِہٖ اَضَلَّ النَّاسِ۔

اَلسَّادِسَۃَ عَشَرَۃَ تَفْسِیْرُ الْاٰیَۃِ الْخَامِسَۃِ۔

اَلسَّابِعَۃَ عَشَرَۃَ الْاَمْرُ الْعَجِیْبُ وَھُوَ اِقْرَارُ عَبَدَۃِ الْاَوْثَانِ اَنَّہٗ لَا یُجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِلَّا اللہُ، وَلِاَجْلِ ھٰذَا یَدْعُوْنَہٗ فِی الشَّدَائِدِ، مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ ‌+

اَلثَّامِنَۃَ حِمَایَۃُ الْمُصْطَفٰی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حِمَی التَّوْحِیْدِ

وَالتَّاَدُّبُ مَعَ اللہِ تَعَالٰی

+

دشمن ہوگا،

(۱۳) یہ پکارنا شرعًا عبادت شمار کیا گیا، گویا پکارنے والے نے اس شخص کی عبادت کی،

(۱۴) جس کی عبادت کی گئی وہ روز قیامت اس کا انکار کرے گا

(۱۵) اس دعاء کی وجہ سے یہ شخص تمام لوگوں سے زیادہ گمراہ ہوا۔

(۱۶) پانچویں آیت "اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ" کی تفسیر۔

(۱۷) یہ عجیب بات کہ بت پرست بھی اس کا اقرار کرتے ہیں کہ مجبور و ناچار کا صرف اللہ ہی مددگار ہے؛ اور اسی لئے تمام سخت سے سخت کاموں میں صرف اللہ تعالیٰ ہی کو پکارتے، اور اسی کے واسطے دین کو خالص کرتے ہیں۔

(۱۸) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا توحید کی چار دیواری کی حفاظت فرمانا اور اللہ تعالیٰ کی جناب میں ادب و احترام کا برتاؤ کرنا، جب آپ سے فریادی چاہی گئی تو فرمایا مجھ سے نہیں، صرف اللہ تعالیٰ سے فریادی کیجائے،

+ + + + +

+ + +

+

بَابُ قَوْلِ اللہِ تَعَالٰی اَیُشْرِکُوْنَ مَا لَا یَخْلُقُ

باب اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بیان میں کہ کیا شریک کرتے ہیں ایسوں کو کہ کچھ بنا نہیں سکتے

شَیْئًا وَّھُمْ یُخْلَقُوْنَ ۱۹۱+ بلکہ وہ خود بنائے ہوئے ہیں"

وَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ لَھُمْ نَصْرًا وَّلَآ اَنْفُسَھُمْ یَنْصُرُوْنَ ۱۹۲- اور نہ ان کی وہ کچھ مدد کر سکتے ہیں نہ ہی اپنی جانوں کی مدد کر سکتے ہیں،

وَاِنْ تَدْعُوْھُمْ اِلَی الْھُدٰی لَا یَتَّبِعُوْکُمْ سَوَآءٌ عَلَیْکُمْ اَدَعَوْتُمُوْھُمْ اَمْ اَنْتُمْ صَامِتُوْنَ ۱۹۳+ اور اگر تم انہیں سیدھی راہ پر بلاؤ گے تو وہ تمہاری پیروی نہ کریں گے، برابر ہے، کہ .... بلاؤ تم ان کو یا چپ ہو رہو،

اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللہِ عِبَادٌ اَمْثَالُکُمْ فَادْعُوْھُمْ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لَکُمْ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ

۱۹۴-۸

یقینًا جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ سب تمہاری طرح اللہ کے بندے ہیں، پس پکارو تم انہیں اگر ان میں کچھ طاقت ہو تو وہ تمہاری پکار سنیں اگر تم سچے ہو،

وَقَوْلُہٗ تَعَالٰی وَالَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖ مَا یَمْلِکُوْنَ مِنْ قِطْمِیْرٍ

-۱۳

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان، اور جن کو تم اللہ تعالیٰ کے سوا پکارتے ہو وہ ذرہ برابر قدرت نہیں رکھتے

اِنْ تَدْعُوْھُمْ لَا یَسْمَعُوْا دُعَآءَکُمْ وَلَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَکُمْ وَیَوْمَ الْقِیٰمَۃِ یَکْفُرُوْنَ بِشِرْکِکُمْ وَلَا یُنَبِّئُکَ مِثْلُ خَبِیْرٍ،

۱۴-۳۵

اگر تم انہیں پکارو، وہ تمہاری پکار نہیں سنتے، اور اگر بالفرض محال سن بھی لیں تو قبولیت کی قدرت نہیں رکھتے، اور روز قیامت تمہارے اس شرک کا انکار کریں گے، اور تجھے اللہ جیسا کوئی باخبر اطلاع نہیں دیگا،

وَفِي الصَّحِيحِ عَنْ أَنَسٍ قَالَ شُجَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أُحُدٍ وَكُسِرَتْ رَبَاعِيَتُهُ فَقَالَ كَيْفَ يُفْلِحُ قَوْمٌ شَجُّوا نَبِيَّهُمْ فَنَزَلَتْ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ

صحیح بخاری و مسلم، میں انس رض سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو احد کی جنگ میں زخم پہونچے، اور آپ کے اگلے دانت توڑ دیے گئے اس پر آپ نے فرمایا، ایسی قوم کیونکر کامیاب ہوگی جو اپنے نبی کو زخمی کرے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی "تمہیں ان امور سے کوئی واسطہ نہیں، یعنی یہ مشیت الٰہی سے متعلق ہے، جو کچھ وہ چاہے وہی ہو سکتا ہے۔"

وَفِيهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ فِي الرَّكْعَةِ الْأَخِيرَةِ مِنَ الْفَجْرِ: اللّٰهُمَّ الْعَنْ فُلَانًا وَفُلَانًا بَعْدَ مَا يَقُولُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ۔

اور صحیح میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا، نماز فجر کی دوسری رکعت میں جب رکوع کر کے کھڑے ہوتے اور سمع اللہ لمن حمدہ کہتے، فرماتے: "اے اللہ فلاں اور فلاں شخص پر لعنت فرما۔"

※ ※ ※

※

فَأَنْزَلَ اللّٰهُ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ الْآيَةَ. وَفِي رِوَايَةٍ يَدْعُو عَلَى صَفْوَانَ بْنِ أُمَيَّةَ وَسُهَيْلِ بْنِ عَمْرٍو وَالْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ فَنَزَلَتْ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ۔

پس اللہ تعالیٰ نے آیۃ لیس لک من الامر شیء الخ نازل فرمائی، اور آپ کو بد دعا کرنے سے روک دیا ایک روایت میں ہے کہ آپ صفوان بن امیہ اور سہیل بن عمرو اور حارث بن ہشام پر بد دعا کرتے تھے، تب یہ آیت لیس لک من الامر شیء اتری۔

وَفِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ أُنْزِلَ عَلَيْهِ وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ ۔

اور صحیح بخاری وغیرہ میں ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جب آیت وانذر عشیرتک الاقربین اتری جس کے معنی یہ ہیں۔ "اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرا۔" تو آپ کھڑے

قَالَ يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا اشْتَرُوا أَنْفُسَكُمْ لَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا يَا عَبَّاسُ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ لَا أُغْنِي عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا، يَا صَفِيَّةُ عَمَّةَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا أُغْنِي عَنْكِ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا وَيَا فَاطِمَةُ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَلِينِي مِنْ مَالِي مَا شِئْتِ لَا أُغْنِي عَنْكِ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا۔

ہوئے اور فرمایا، اے قریش کی جماعت یا ایسا ہی کلمہ فرمایا، اپنی جانوں کو خرید و، میں اللہ سے تمہارے لئے کچھ کام نہ آؤں گا، اے عباس! (چچا) میں تمہارے کچھ کام نہ آؤں گا؛ اے صفیہ (رسول اللہ کی پھوپھی) میں تمہارے کچھ کام نہ آؤنگا اور اے بیٹی فاطمہ! مجھ سے جو میرے پاس مال ہے مانگ لے، میں اللہ کے یہاں تیرے کچھ کام نہ آؤں گا۔"

※

فِيهِ مَسَائِلُ

اس میں (۱۳) مطالب ہیں

الْأُولَى تَفْسِيرُ الْآيَتَيْنِ

(۱) دونوں آیتوں کی تفسیر (جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی کے کام نہیں آسکتے تو اور کون کام آسکتا ہے۔

الثَّانِيَةُ قِصَّةُ أُحُدٍ

(۲) اُحد کا واقعہ جس میں آپ زخمی ہوئے

الثَّالِثَةُ قُنُوتُ سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ وَخَلْفَهُ سَادَاتُ الْأَوْلِيَاءِ يُؤَمِّنُونَ فِي الصَّلَاةِ

(۳) سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز میں قنوت پڑھنا اور تمام اولیاء کے سرداروں (صحابہ رضوان اللہ علیہم) کا آپ کے پیچھے آمین کہنا۔

الرَّابِعَةُ أَنَّ الْمَدْعُوَّ عَلَيْهِمْ كُفَّارٌ

(۴) جن پر بددعا کی وہ کھلے کافر تھے۔

الْخَامِسَةُ أَنَّهُمْ فَعَلُوا أَشْيَاءَ مَا فَعَلَهَا غَالِبُ الْكُفَّارِ مِنْهَا شَجُّهُمْ نَبِيَّهُمْ، وَحِرْصُهُمْ عَلَى قَتْلِهِ وَمِنْهَا التَّمْثِيلُ بِالْقَتْلَى

(۵) ان کفار نے ایسے کام کئے تھے کہ دوسرے کافروں نے نہیں کئے۔ منجملہ ان کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو زخمی کرنا، اور آپ کے قتل کی فکر کرنا اور منجملہ ایک یہ کہ مسلمان شہیدوں کے

بِالْقَتْلِ مَعَ أَنَّهُمْ بَنُو عَمِّهِمْ

اَلسَّادِسَةُ أَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فِي ذٰلِكَ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ

اَلسَّابِعَةُ قَوْلُهُ "أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ" فَتَابَ عَلَيْهِمْ فَآمَنُوا

اَلثَّامِنَةُ الْقُنُوتُ فِي النَّوَازِلِ

اَلتَّاسِعَةُ تَسْمِيَةُ الْمَدْعُوِّ عَلَيْهِمْ فِي الصَّلٰوةِ بِأَسْمَائِهِمْ وَأَسْمَاءِ آبَائِهِمْ

اَلْعَاشِرَةُ لَعْنُ الْمُعَيَّنِ فِي الْقُنُوتِ

اَلْحَادِيَةَ عَشْرَةَ قِصَّتُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا أُنْزِلَ عَلَيْهِ وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ ۝

اَلثَّانِيَةَ عَشْرَةَ جِدُّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحَيْثُ فَعَلَ مَا نُسِبَ بِسَبَبِهِ إِلَى الْجُنُونِ، وَكَذٰلِكَ لَوْ يَفْعَلُهُ مُسْلِمٌ الْآنَ

اَلثَّالِثَةَ عَشْرَةَ قَوْلُهُ لِلْأَبْعَدِ وَالْأَقْرَبِ لَا أُغْنِي عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا حَتّٰى قَالَ يَا فَاطِمَةُ بِنْتَ مُحَمَّدٍ لَا أُغْنِي عَنْكِ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا، فَإِذَا صَرَّحَ وَهُوَ سَيِّدُ الْمُرْسَلِينَ بِأَنَّهُ لَا يُغْنِي شَيْئًا عَنْ سَيِّدَةِ نِسَاءِ الْعَالَمِينَ، وَآمَنَ

ناک کان کاٹنا۔ حالانکہ وہ انکے چچا زاد بھائی تھے

(۶) اللہ عزوجل کا آیہ "لیس لک من الامر شئی" اتار کر آنحضرت کو روکنا۔

(۷) اللہ تعالیٰ کا اس آیت میں یہ فرمانا یا توبہ کرے (معافی دے) اللہ خیر یا عذاب دے (اسکا اختیار اُسے ہی) سو اللہ نے معافی دی۔ اور وہ کفار مسلمان ہو گئے۔

(۸) عام مصیبتوں کے وقت قنوت پڑھنا۔

(۹) جن پر بددعا کی گئی اُن کے اور اُن کے باپ داداؤں کے نام نماز میں لئے

(۱۰) دعائے قنوت میں معین شخص پر لعنت کرنا

(۱۱) آپکا وہ قصہ جب آپ پر آیہ وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ اتری۔

(۱۲) آپ کا توحید و شریعت کے شائع کرنے میں بیحد کوشش کرنا جس کی بدولت آپ کو کفار نے مجنون بتایا۔ اسی طرح اگر آج کوئی مسلمان ایسی کوشش کرے تو وہ بھی مجنون کہا جائیگا۔

(۱۳) آپ کا تمام لوگوں سے خواہ دور کے ہوں یا قرابتدار یہ فرمانا "میں تمھارے کچھ کام نہ آونگا" یہانتک کہ بی فاطمہ سے بھی فرمایا کہ "میں تمھارے کچھ کام نہ آؤں گا۔ پس جب آپنے سید المرسلین ہوتے ہوئے سیدۃ النساء سے یہ فرمایا کہ "میں تمھارے کچھ کام نہ آؤں گا" اور انسان کو

الْإِنْسَانُ أَنَّهُ لَا يَقُولُ إِلَّا الْحَقَّ ثُمَّ نَظَرَ فِيمَا وَقَعَ فِي قُلُوبِ خَوَاصِّ النَّاسِ الْيَوْمَ تَبَيَّنَ لَهُ التَّوْحِيدُ وَغُرْبَةُ الدِّينِ

اس کا یقین بھی ہو جائے کہ آپ جو کچھ فرماتے ہیں سچ ہے پھر اس کا مقابلہ اس سے کرے جس میں آج کل خاص لوگ مبتلا ہیں تو اسے صحیح توحید صاف طور پر معلوم ہوگی اور دین کی غربت بھی معلوم ہوگی

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى حَتّٰى إِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوبِهِمْ

باب ۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان میں "یہانتک جبکہ اُن کے دلوں سے ڈر دور ہوتا ہے"

قَالُوا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ - قَالُوا الْحَقَّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ ۝ ۲۳ - ۳۴ ۔

فِي الصَّحِيحِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا قَضَى اللّٰهُ الْأَمْرَ فِي السَّمَاءِ ضَرَبَتِ الْمَلٰئِكَةُ بِأَجْنِحَتِهَا خُضْعَانًا لِقَوْلِهِ كَأَنَّهُ سِلْسِلَةٌ عَلٰى صَفْوَانٍ يَنْفُذُهُمْ ذٰلِكَ حَتّٰى إِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوبِهِمْ قَالُوا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا الْحَقَّ، وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ ۝

فَيَسْمَعُهَا مُسْتَرِقُ السَّمْعِ وَمُسْتَرِقُ السَّمْعِ هٰكَذَا بَعْضُهُ فَوْقَ بَعْضٍ وَصَفَهُ سُفْيَانُ بِكَفِّهِ

بولتے ہیں تمھارے رب نے کیا فرمایا؟ وہ بولتے ہیں کہ حق فرمایا، اور وہی بلند مرتبہ بڑا ہے۔

صحیح بخاری وغیرہ میں ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب اللہ تعالے آسمان میں کوئی حکم دیتا ہے تو فرشتے اُسے سنتے ہی اپنے پر عاجزی سے مارتے ہیں، وہ فرمان ایسا ہوتا ہے جیسے زنجیر کسی چٹان پر یہ انہیں پہونچ جاتا ہے .... یہانتک جب اُن کے دلوں سے ڈر دور ہوتا ہے تو وہ آپس میں دریافت کرتے ہیں کہ تمھارے رب نے کیا فرمایا؟ دوسرے فرشتے جواب دیتے ہیں حق فرمایا، اور وہی بلند مرتبہ بڑا ہے پس اسے وہ (جن) جو باتیں چرانے والے ہیں سنتے ہیں۔ اور باتیں چرانے والے ایک پر ایک ہوتے ہیں سفیان (راوی) نے اسے اپنے ہاتھ سے بتایا

يُحَرِّفُهَا وَبَدَّدَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ فَيَسْمَعُ الْكَلِمَةَ فَيُلْقِيهَا إِلَى مَنْ تَحْتَهُ ثُمَّ يُلْقِيهَا الْآخَرُ إِلَى مَنْ تَحْتَهُ حَتَّى يُلْقِيَهَا عَلَى لِسَانِ السَّاحِرِ أَوِ الْكَاهِنِ، فَرُبَّمَا أَدْرَكَهُ الشِّهَابُ قَبْلَ أَنْ يُلْقِيَهَا، وَرُبَّمَا أَلْقَاهَا قَبْلَ أَنْ يُدْرِكَهُ فَيَكْذِبُ مَعَهَا مِائَةَ كَذْبَةٍ، فَيُقَالُ أَلَيْسَ قَدْ قَالَ لَنَا يَوْمَ كَذَا وَكَذَا فَيُصَدَّقُ بِتِلْكَ الْكَلِمَةِ الَّتِي سُمِعَتْ مِنَ السَّمَاءِ

اپنے ہاتھ کو ٹیڑھا کیا اور کچھ انگلیوں میں فاصلہ کیا بس وہ کوئی بات سنتا ہے پھر اسے اپنے نیچے والے کو بتاتا ہے۔ وہ اپنے سے نیچے والے کو بتاتا ہے یہاں تک کہ وہ ساحر یا کاہن کو بتاتا ہے۔ پس کبھی اسے شہابہ جلا دیتا ہے اس سے پہلے کہ وہ بات بتائے، اور کبھی بات بتا چکنے کے شہابہ اسیر کرتا ہے۔ پس وہ اس ایک بات کے ساتھ سو جھوٹ ملاتا ہے۔ اگر کچھ ہو جائے تو کہا جاتا ہے فلاں فلاں روز ہم سے ساحر یا کاہن نے یہ نہیں کہا تھا صرف اس ایک بات کی وجہ سے جو آسمان سے سنی گئی اسکی تصدیق کی جاتی ہے

وَعَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ اللهُ تَعَالَى أَنْ يُوحِيَ بِالْأَمْرِ تَكَلَّمَ بِالْوَحْيِ أَخَذَتِ السَّمٰوٰتُ مِنْهُ رَجْفَةٌ أَوْ قَالَ رِعْدَةٌ شَدِيدَةٌ خَوْفًا مِنَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ، فَإِذَا سَمِعَ ذٰلِكَ أَهْلُ السَّمٰوٰتِ صَعِقُوا وَخَرُّوا لِلّٰهِ سُجَّدًا، فَيَكُونُ أَوَّلَ مَنْ يَرْفَعُ رَأْسَهُ جِبْرَئِيلُ فَيُكَلِّمُهُ اللهُ مِنْ وَحْيِهِ بِمَا أَرَادَ، ثُمَّ يَمُرُّ جِبْرَئِيلُ عَلَى الْمَلَائِكَةِ كُلَّمَا مَرَّ بِسَمَاءٍ سَأَلَهُ مَلَائِكَتُهَا

نواس بن سمعان سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب اللہ تعالے کسی بات کی وحی فرماتا ہے تو کلام کرتا ہے جسکی وجہ سے رعب وہیبت کے مارے آسمانوں میں بھونچال یا ایک کپکپی سی پیدا ہوتی ہے .... پھر جب کہ آسمان والے سنتے ہیں تو بیہوش ہو کر سجدے میں گر پڑتے ہیں، پس سب سے پہلے جبرئیل علیہ السلام سر اٹھاتے ہیں، جن سے اللہ تعالیٰ اپنی وحی سے جو کچھ چاہتا ہے گفتگو فرماتا ہے۔ پھر جبرئیل تمام فرشتوں پر سے گذرتے ہیں، جب کسی آسمان سے گذرتے ہیں وہاں کے فرشتے دریافت کرتے ہیں۔

مَاذَا قَالَ رَبُّنَا يَا جِبْرَئِيلُ؟ فَيَقُولُ جِبْرَئِيلُ قَالَ الْحَقَّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ فَيَقُولُونَ كُلُّهُمْ مِثْلَ مَا قَالَ جِبْرَئِيلُ فَيَنْتَهِي جِبْرَئِيلُ بِالْوَحْيِ إِلَى حَيْثُ أَمَرَهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ۔

ہمارے رب نے کیا فرمایا؟ وہ کہتے ہیں حق فرمایا اور وہی بلند مرتبہ اور بڑا ہے، وہ سب اسی طرح بولتے ہیں۔ پھر جبرئیل اس وحی کو جہاں اللہ عز وجل کا حکم ہوتا ہے پہونچاتے ہیں۔

فِيهِ مَسَائِلُ

الْأُولٰى تَفْسِيرُ الْآيَةِ

الثَّانِيَةُ مَا فِيهَا مِنَ الْحُجَّةِ عَلَى إِبْطَالِ الشِّرْكِ خُصُوصًا مَا تَعَلَّقَ عَلَى الصَّالِحِينَ وَهِيَ الْآيَةُ الَّتِي قِيلَ إِنَّهَا تَقْطَعُ عُرُوقَ شَجَرَةِ الشِّرْكِ مِنَ الْقَلْبِ

الثَّالِثَةُ تَفْسِيرُ قَوْلِهِ قَالُوا الْحَقَّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ

الرَّابِعَةُ سَبَبُ سُؤَالِهِمْ عَنْ ذٰلِكَ

الْخَامِسَةُ أَنَّ جِبْرَئِيلَ يُجِيبُهُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ بِقَوْلِهِ قَالَ كَذَا وَكَذَا۔

السَّادِسَةُ ذِكْرُ أَنَّ أَوَّلَ مَنْ يَرْفَعُ رَأْسَهُ جِبْرَئِيلُ۔

السَّابِعَةُ أَنَّهُ يَقُولُ لِأَهْلِ السَّمٰوٰتِ كُلِّهِمْ لِأَنَّهُمْ يَسْأَلُونَهُ

الثَّامِنَةُ أَنَّ الْغَشْيَ يَعُمُّ أَهْلَ السَّمٰوٰتِ كُلَّهُمْ۔

اس میں (۲۲) مسائل ہیں

(۱) آیت کی تفسیر

(۲) جو کچھ دلیل اس میں شرک کے باطل ہونے کی ہے خاصکر وہ چیز کہ صالحین سے متعلق ہے اور یہ وہی آیت ہے کہ جسکی بابت کہا گیا کہ شرک کے درخت کی جڑ دل سے کاٹ دیتی ہے۔

(۳) آیۃ قالوا الحق الخ کی تفسیر

(۴) ان کے سوال کا سبب

(۵) جبرئیل علیہ السلام انھیں بتاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ایسا ایسا فرمایا۔

(۶) سب سے پہلے جبرئیل علیہ السلام سر اٹھاتے ہیں۔

(۷) وہ تمام آسمان والوں کو جواب دیتے ہیں کیونکہ وہ سب ان سے دریافت کرتے ہیں۔

(۸) غشی تمام آسمان والوں کو عام ہوتی ہے۔

التاسعة ارتجاف السموات بكلام الله

العاشرة ان جبرئيل هو الذي ينتهي بالوحي الى حيث امره الله

الحادية عشرة ذكر استراق الشياطين

الثانية عشرة صفة ركوب بعضهم بعضا۔

الثالثة عشرة ارسال الشهاب

الرابعة عشرة انه تارة يدركه الشهاب قبل ان يلقيها، وتارة يلقيها في اذن وليه من الانس قبل ان يدركه۔

الخامسة عشرة كون الكاهن يصدق بعض الاحيان

السادسة عشرة كونه يكذب معها مائة كذبة۔

السابعة عشرة انه لم يصدق كذبه الا بتلك الكلمة التي سمعت من السماء

الثامنة عشرة قبول النفوس للباطل كيف يتعلقون بواحدة ولا يعتبرون بمائة

(۹) آسمانوں میں اللہ کے کلام سے بھونچال آنا۔

(۱۰) جبرئیل علیہ السلام ہی وحی پہونچاتے ہیں جہاں اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے

(۱۱) شیطانوں کا آسمانی باتوں کو چرانا۔

(۱۲) بعض جنوں کا بعض جنوں پر سوار ہونا، وحی سننے کے لئے۔

(۱۳) شہاب کا گرنا۔

(۱۴) شہاب بعض وقت بات پہونچانے سے پہلے آلگتا ہے، بعض وقت وہ جن اپنے انسانی دوست کے کان میں بات پہونچا دیتا ہے، اس کے بعد

(۱۵) کاہن وغیرہ دروغ گو بھی کبھی سچ بول جاتے ہیں۔

(۱۶) کاہن وغیرہ ایک سچ کے ساتھ سو جھوٹ ملاتے ہیں۔

(۱۷) اسکے جھوٹ کی تصدیق صرف اس کلمہ کی بدولت کیجاتی ہے جو آسمان سے سنا گیا

(۱۸) نفس کا باطل کو قبول کرلینا۔ غور کا مقام ہے کہ ایک سچ اور سو جھوٹ میں سو کا خیال نہیں کیا جاتا، اور ایک سچ کا خیال کیا جاتا ہے جس کی بدولت سارا جھوٹ قابل اعتبار ہوگیا۔

التاسعة عشرة تلقي بعضهم من بعض تلك الكلمة وحفظهم لها واستدلالهم بها۔

العشرون اثبات الصفات خلافا للاشعرية المعطلة

الحادية والعشرون بان تلك الرجفة والغشي خوفا من الله عز وجل

الثانية والعشرون انهم يخرون لله سجدا۔

(۱۹) وہ شیاطین اس ایک کلمہ کو ایک دوسرے سے حاصل کرکے یاد کرلیتے ہیں۔ اور اس سے استدلال کرتے ہیں۔

(۲۰) اس سے صفات باری تعالیٰ کا ثبوت ملا بخلاف فرقۂ اشعریہ کے جو اللہ کی صفتوں کا منکر ہے

(۲۱) یہ بھونچال اور غشی اللہ کے خوف سے ہوتی ہے۔

(۲۲) وہ فرشتے اللہ کی عظمت سے اسکے حضور میں گر پڑتے ہیں۔

باب الشفاعة

شفاعت کا باب

وقول الله عز وجل: وانذر به الذين يخافون ان يحشروا الى ربهم ليس لهم من دونه ولي ولا شفيع لعلهم يتقون

۶-۵۱

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔ اور ڈراؤ اس قرآن سے ان لوگوں کو کہ ڈرتے ہیں اس بات سے کہ وہ اپنے رب کے روبرو جمع کئے جاوینگے نہ وہاں بجز اس کے ان کا کوئی حمایتی ہوگا اور نہ سفارشی شاید کہ وہ پرہیزگار ہو جائیں۔

وقوله: قل لله الشفاعة جميعا، له ملك السموات والارض، ثم اليه ترجعون

۳۹-۴۴

اور فرمایا:۔ ہر قسم کی شفاعت صرف اللہ کے لئے ہے۔ اسی کے واسطے آسمانوں اور زمینوں کی حکومت ہے۔ پھر تم سب اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

وقولہ من ذا الذی یشفع عندہ الا باذنہ ۝ ۲-۲۵۵

وقولہ وکم من ملک فی السموات لا تغنی شفاعتہم شیئا الا من بعد ان یاذن اللہ لمن یشاء ویرضی ۝

۵۳-۲۶

وقولہ قل ادعوا الذین زعمتم من دون اللہ لا یملکون مثقال ذرۃ فی السموات ولا فی الارض وما لہم فیہما من شرک وما لہ منہم من ظہیر ۝ ۲۲

ولا تنفع الشفاعۃ عندہ الا لمن اذن لہ، حتی اذا فزع عن قلوبہم، قالوا ماذا قال ربکم قالوا الحق، وہو العلی الکبیر ۝

۳۴-۲۳

وقال ابو العباس نفی اللہ عما سواہ کل ما یتعلق بہ المشرکون فنفی ان یکون لغیرہ ملک او قسط منہ، او یکون عونا للہ ولم یبق الا الشفاعۃ

اور فرمایا۔ کون ہے کہ شفاعت اس کے پاس بلا اجازت

اور فرمایا۔ اور کتنے ایک فرشتے آسمانوں میں ہیں کہ ان کی شفاعت کچھ بھی نفع نہیں دے سکتی مگر بعد اس کے کہ اللہ جس کے واسطے اجازت دے اور پسند کرے۔

اور فرمایا:- کہہ دے پکارو ان لوگوں کو کہ گمان کیا ہے تم نے اللہ کے سوا نہیں قدرت رکھتے وہ ذرہ برابر آسمان و زمین میں، اور نہ ان کا ان میں کچھ حصہ ہے۔ اور نہ ان میں سے کوئی خدا کا معاون ہے۔

اور اس کے پاس شفاعت کچھ نفع نہ دیگی۔ مگر جس کے واسطے وہ اجازت دے یہاں تک کہ جب ان کے دلوں سے خوف دور ہوتا ہے کہتے ہیں کیا فرمایا تمہارے رب نے؟ کہتے ہیں کہ حق فرمایا۔ اور وہی بلند مرتبہ بڑا ہے۔

شیخ الاسلام امام ابوالعباس (ا)احمد بن تیمیہ رحمۃ اللہ نے کہا:- اللہ نے اپنے علاوہ تمام مخلوق سے ان باتوں کی نفی کر دی جس سے مشرکین سند پکڑتے ہیں، پس اس کا انکار فرمایا کہ کسی کو آسمان و زمین میں کسی قسم کی قدرت ہو، یا کچھ حصہ قدرت کا۔ یا وہ خدا کی کچھ مدد کرتے ہوں، اب صرف سفارش باقی رہی۔

فبین انہا لا تنفع الا لمن اذن لہ الرب کما قال "ولا یشفعون الا لمن ارتضی" فہذہ الشفاعۃ التی یظنہا المشرکون ہی منتفیۃ یوم القیامۃ کما نفاہا القرآن۔

واخبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ یاتی فیسجد لربہ ویحمدہ لا یبدأ بالشفاعۃ اولا، ثم یقال لہ ارفع راسک وقل یسمع وسل تعط واشفع تشفع

وقال لہ ابو ہریرۃ من اسعد الناس بشفاعتک؟ قال من قال لا الہ الا اللہ خالصا من قلبہ

فتلک الشفاعۃ لاہل الاخلاص باذن اللہ ولا تکون لمن اشرک باللہ

وحقیقتہ ان اللہ سبحانہ ہو الذی یتفضل علی اہل الاخلاص فیغفر لہم بواسطۃ دعاء من اذن لہ ان یشفع لیکرمہ وینال المقام المحمود، فالشفاعۃ التی نفاہا القرآن ما کان فیہا شرک، ولہذا اثبت الشفاعۃ باذنہ فی مواضع

پس بیان کیا کہ یہ شفاعت بھی اسی کو نفع دیگی جسکی بابت اللہ تعالیٰ اجازت دے جیسا کہ فرمایا:- "اور وہ سفارش نہ کرینگے مگر جسکے واسطے اللہ راضی ہو" پس یہ شفاعت جسکو مشرکین سمجھتے ہیں قیامت کے دن نہ ہوگی جیسا کہ قرآن مجید نے انکار کیا ہے

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ آپ روز قیامت خدا کے حضور میں سجدہ کر کے تسبیح اور حمد کرینگے نہ کہ پہلے سے شفاعت کرینگے۔ پھر آپ کو کہا جائیگا اپنا سر اٹھاؤ اور کہو سنی جائیگی اور سوال کرو دیا جائیگا اور شفاعت کرو شفاعت قبول کیجائیگی

ابو ہریرہ نے آپ سے عرض کیا۔ آپکی شفاعت سے زیادہ نصیبہ ور کون ہوگا؟ فرمایا جس نے لا الہ الا اللہ خالص دل سے کہا ہو۔ پس یہ شفاعت خالص موحدوں کے لئے اللہ کے حکم سے ہوگی، نہ مشرکوں کے واسطے۔

اور اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ خود خالص موحدوں پر رحم کر کے ان کے گناہ معاف فرمائیگا ان لوگوں کی دعا کے وساطت سے جنھیں وہ شفاعت کی اجازت دیگا، تاکہ ان کا اعزاز فرمائے اور وہ قابل تعریف مرتبہ پائیں۔ پس قرآن مجید نے جس شفاعت کا انکار کیا ہے وہ ایسی شفاعت ہے جسمیں شرک ہے، اسی واسطے شفاعت بالاذن کو کسی جگہ ثابت کیا۔

وَقَدْ بَيَّنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا لَا تَكُونُ إِلَّا لِأَهْلِ التَّوْحِيْدِ وَالْإِخْلَاصِ، إِنْتَهٰى كَلَامُهُ

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف طور پر فرما دیا کہ صرف موحدین اور سچی توحید والوں کے لئے ہوگی۔ شیخ الاسلام کا کلام ختم ہوا۔

فِيْهِ مَسَائِلُ

اَلْأُوْلٰى تَفْسِيْرُ الْآيَاتِ

اَلثَّانِيَةُ صِفَةُ الشَّفَاعَةِ الْمَنْفِيَّةِ

اَلثَّالِثَةُ صِفَةُ الشَّفَاعَةِ الْمُثْبَتَةِ

اَلرَّابِعَةُ ذِكْرُ الشَّفَاعَةِ الْكُبْرٰى وَهِيَ الْمَقَامُ الْمَحْمُوْدُ۔

اَلْخَامِسَةُ صِفَةُ مَا يَفْعَلُ، صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ لَا يَبْدَأُ بِالشَّفَاعَةِ بَلْ يَسْجُدُ، فَإِذَا أُذِنَ لَهُ شَفَعَ

اَلسَّادِسَةُ مَنْ أَسْعَدُ النَّاسِ بِهَا

اَلسَّابِعَةُ أَنَّهَا لَا تَكُوْنُ لِمَنْ أَشْرَكَ بِاللّٰهِ

اَلثَّامِنَةُ بَيَانُ حَقِيْقَتِهَا

اس میں (۸) مطالب ہیں

(۱) آیتوں کی تفسیر

(۲) وہ شفاعت جس کا قرآن نے انکار کیا ہے

(۳) وہ شفاعت جس کا اثبات کیا ہے

(۴) شفاعت کبریٰ یعنی مقام محمود کا بیان۔

(۵) آپ کس طرح شفاعت فرمائیں گے اسکی تفصیل بایں طور کہ سب سے قبل آپ شفاعت نہیں کریں گے بلکہ سجدہ میں گر جائیں گے جب اجازت ملیگی تو شفارش کریں گے

(۶) اس شفاعت سے کون سب سے زیادہ خوش نصیب ہوگا

(۷) یہ شفاعت کسی مشرک کے حق میں نہ ہوگی۔

(۸) شفاعت کی حقیقت۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى إِنَّكَ لَا تَهْدِيْ

باب ہے اللہ تعالیٰ کے فرمان کے بیان میں بیشک تو نہیں ہدایت کرتا

مَنْ أَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاءُ، وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ۝ ۲۸-۵۶

جسے چاہے، ولیکن اللہ جسے چاہے ہدایت کرتا ہے اور وہ ہدایت (پانے) والوں کو خوب جانتا ہے۔

وَفِي الصَّحِيْحِ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ لَمَّا حَضَرَتْ أَبَا طَالِبٍ الْوَفَاةُ جَاءَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِيْ أُمَيَّةَ وَأَبُوْ جَهْلٍ فَقَالَ لَهُ يَا عَمِّ قُلْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ كَلِمَةً أُحَاجُّ لَكَ بِهَا عِنْدَ اللّٰهِ، فَقَالَا لَهُ أَتَرْغَبُ عَنْ مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ؟ فَأَعَادَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَعَادَا فَكَانَ آخِرَ مَا قَالَ هُوَ عَلٰى مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَأَبٰى أَنْ يَقُوْلَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ

اور صحیح (بخاری ومسلم) میں سعید بن المسیب سے مروی ہے وہ اپنے باپ مسیب سے روایت کرتے ہیں:۔ جب ابوطالب پر وفات طاری ہوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسکے پاس آئے، وہاں ابوجہل اور عبداللہ بن ابی امیہ بھی بیٹھے ہوئے تھے، آپ نے ابوطالب سے کہا اے چچا! لا الہ الا اللہ کہدو۔ میں اس کلمہ پر تمہارے واسطے اللہ سے حجت کرونگا۔ وہ دونو بولے کہ کیا عبدالمطلب کے مذہب کو چھوڑتے ہو؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر دہرایا تو ان دونوں نے اپنی بات دوہرائی۔ ابوطالب نے آخری وقت یہ کہا۔ میں عبدالمطلب کے مذہب پر ہوں اور لا الہ الا اللہ کہنے سے انکار کیا۔

فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ مَا لَمْ أُنْهَ عَنْكَ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ:۔ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا أَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں تیرے واسطے دعاء مغفرت کرونگا جب تک کہ مجھے ممانعت نہ ہو۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی "نبی اور ایمان والوں کو سزاوار نہیں کردہ مشرکوں کے لئے دعاء مغفرت کریں۔

وَأَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْ أَبِيْ طَالِبٍ إِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ أَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاءُ ۝

اور اللہ تعالیٰ نے ابوطالب کے لئے یہ آیت نازل فرمائی:۔ بیشک تو جسے چاہے ہدایت نہیں کرسکتا لیکن اللہ تعالیٰ جسے چاہے ہدایت کرتا ہے۔

------*------

فِيْهِ مَسَائِلُ

اَلْاُوْلٰى تَفْسِيْرُ اِنَّكَ لَا تَهْدِىْ مَنْ اَحْبَبْتَ الْاٰيَة

اَلثَّانِيَةُ تَفْسِيْرُ قَوْلِهٖ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ الْاٰيَة

اَلثَّالِثَةُ وَهِيَ الْمَسْئَلَةُ الْكَبِيْرَةُ تَفْسِيْرُ قَوْلِهٖ قُلْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ بِخِلَافِ مَا عَلَيْهِ مَنْ يَدَّعِى الْعِلْمَ

اَلرَّابِعَةُ اَنَّ اَبَا جَهْلٍ وَمَنْ مَعَهُ يَعْرِفُوْنَ مُرَادَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ قَالَ لِلرَّجُلِ قُلْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَقَبَّحَ اللّٰهُ مَنْ اَبُوْ جَهْلٍ اَعْلَمُ مِنْهُ بِاَصْلِ الْاِسْلَامِ

اَلْخَامِسَةُ جِدُّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمُبَالَغَتُهٗ فِىْ اِسْلَامِ عَمِّهٖ

اَلسَّادِسَةُ الرَّدُّ عَلٰى مَنْ زَعَمَ اِسْلَامَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَاَسْلَافِهٖ

اَلسَّابِعَةُ كَوْنُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَغْفَرَ لَهٗ فَلَمْ يُغْفَرْ لَهٗ بَلْ نُهِيَ عَنْ ذٰلِكَ

اس میں (١٢) مطالب ہیں

(١) آیہ اِنَّكَ لَا تَهْدِىْ مَنْ اَحْبَبْتَ کی تفسیر

(٢) مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ الخ کی تفسیر

(٣) اور یہ بہت بڑی بات ہے آپ کا "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" فرمانا اور اسکی تفسیر بخلاف اس کے کہ علم کے مدعی اسے سمجھے بیٹھے ہیں (یعنی فقط زبان سے لا الٰہ الا اللہ کہنا فائدہ نہیں دیتا، جبتک کہ اخلاص توحید نہ ہو)

(٤) ابوجہل اور اس کے ساتھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد "لا الٰہ الا اللہ" سے جانتے تھے۔ پس اللہ برا کرے ان لوگوں کا جن سے ابوجہل دین کی اصل زیادہ سمجھتا تھا۔

(٥) آپ کی کوشش اور حد سے زیادہ محنت اپنے چچا کے مسلمان کرنے میں۔

(٦) اسمیں رد ہے اس شخص کا جو عبدالمطلب اور اسکے آبا اجداد کو مسلمان سمجھتا ہے۔

(٧) آپ کا اپنے چچا کے واسطے مغفرت کی دعا کرنا، پھر مغفرت نہ ہونا، بلکہ آپ کو دعا کرنے سے اللہ عزوجل کا منع فرمانا

اَلثَّامِنَةُ مَضَرَّةُ اَصْحَابِ السُّوْءِ عَلَى الْاِنْسَانِ

اَلتَّاسِعَةُ مَضَرَّةُ تَعْظِيْمِ الْاَسْلَافِ وَالْاَكَابِرِ

اَلْعَاشِرَةُ اسْتِدْلَالُ الْجَاهِلِيَّةِ بِذٰلِكَ

اَلْحَادِيَةَ عَشْرَةَ الشَّاهِدُ بِكَوْنِ الْاَعْمَالِ بِالْخَوَاتِيْمِ، لِاَنَّهٗ لَوْ قَالَهَا لَنَفَعَتْهُ

※

اَلثَّانِيَةَ عَشْرَةَ التَّاَمُّلُ فِىْ كِبَرِ هٰذِهِ الشُّبْهَةِ فِىْ قُلُوْبِ الضَّالِّيْنَ، لِاَنَّ فِى الْقِصَّةِ اَنَّهُمْ لَمْ يُجَادِلُوْهُ اِلَّا بِهَا مَعَ مُبَالَغَتِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَكْرِيْرِهٖ فَلِاَجْلِ عَظَمَتِهَا وَوُضُوْحِهَا عِنْدَهُمْ اقْتَصَرُوْا عَلَيْهَا

※

(٨) برے ساتھیوں اور دوستوں کی برائی اور ضرر۔

(٩) اپنے باپ دادا اور بڑوں کی تعظیم کا نقصان۔

(١٠) اہل جاہلیہ کا اپنے بڑوں سے استدلال

(١١) اثبات پر دلیل کہ عمل کا دارو مدار خاتمہ پر ہے کیونکہ اگر ابو طالب کلمہ پڑھتے تو یقیناً انہیں نفع دیتا،

(١٢) غور کرنا چاہئے کہ گمراہوں کے دلوں میں یہ شبہہ کتنا بڑا ہے؟ اس لئے کہ اس قصہ میں مذکور ہے کہ وہ لوگ صرف اسی سے جھگڑتے رہے۔ حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تبلیغ میں پوری سعی فرمائی، اور مکرر اپنا پیغام پہنچایا۔ چونکہ یہ حجت ان کے نزدیک واضح اور بڑی تھی، اسپر انہوں نے کفایت کی

بَابُ مَا جَاءَ اَنَّ سَبَبَ كُفْرِ بَنِىْ اٰدَمَ وَتَرْكِهِمْ دِيْنَهُمْ هُوَ الْغُلُوُّ فِى الصّٰلِحِيْنَ

باب ہذا اسبات کے بیان میں کہ بنی آدم کے کفر کرنے اور دین کے چھوڑنیکا اصلی سبب نیک لوگوں میں غلو ہے

وَقَوْلُ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ. یَا اَھْلَ الْکِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِیْ دِیْنِکُمْ (۴-۱۷۱)

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان۔ اے کتاب والو۔ اپنے دین میں غلو مت کرو۔(۱)

فِی الصَّحِیْحِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا فِیْ قَوْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَقَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِھَتَکُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا وَّلَا یَغُوْثَ وَیَعُوْقَ وَنَسْرًا (۷۱-۲۳) قَالَ ھٰذِہٖ اَسْمَاءُ رِجَالٍ صَالِحِیْنَ مِنْ قَوْمِ نُوْحٍ، فَلَمَّا ھَلَکُوْا اَوْحَی الشَّیْطَانُ اِلٰی قَوْمِھِمْ اَنِ انْصِبُوْا اِلٰی مَجَالِسِھِمُ الَّتِیْ کَانُوْا یَجْلِسُوْنَ فِیْھَا اَنْصَابًا وَّسَمُّوْھَا بِاَسْمَائِھِمْ فَفَعَلُوْا وَلَمْ تُعْبَدْ حَتّٰی اِذَا ھَلَکَ اُولٰئِکَ وَنُسِیَ الْعِلْمُ عُبِدَتْ

صحیح بخاری میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی کہ "وہ بولے ہرگز نہ چھوڑنا اپنے معبودوں کو، اور ہرگز نہ چھوڑنا ودّ اور سواع اور یغوث اور یعوق اور نسر کو" یوں تفسیر کی ہے

یہ یعنی ود سواع وغیرہ، سب قوم نوح کے نیک لوگ ہیں، جب وہ مرگئے، شیطان نے ان کے خاندان کو یہ بات سجھائی کہ یہ نیک لوگ جس جگہ بیٹھتے تھے، وہاں بطور یادگار [illegible] پتھر نصب کرو۔ اور اسے ان کے نام سے پکارو، سو انہوں نے ایسا کیا۔

جب وہ لوگ مرگئے، اور علم ان سے جاتا رہا، تب ان کی اولاد نے ان یادگاروں کی پرستش کی۔

قَالَ ابْنُ الْقَیِّمِ قَالَ غَیْرُ وَاحِدٍ مِنَ السَّلَفِ لَمَّا مَاتُوْا عَکَفُوْا عَلٰی قُبُوْرِھِمْ ثُمَّ صَوَّرُوْا تَمَاثِیْلَھُمْ، ثُمَّ طَالَ عَلَیْھِمُ الْاَمَدُ فَعَبَدُوْھُمْ

ابن قیم رحمہ اللہ نے کہا اکثر سلف صالحین نے بیان کیا ہے کہ جب وہ مرگئے پہلے یہ لوگ ان کی قبروں کے مجاور رہے، پھر ان کی مورتیں بطور یادگار بنائیں، پھر زمانہ دراز گذرنے پر ان کی عبادت کرنے لگے

وَعَنْ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ

(۱) غلو کے معنے ہیں حد سے بڑھنا، تمام شرک اور بے دینی، بت پرستی اور جہالت و تقلید کی اصل یہی غلو فی المحبت ہے عیسائیوں کا حضرت عیسیٰ کو خدا کا بیٹا کہنا بھی اسی محبت کا نتیجہ ہے۔

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُطْرُوْنِیْ کَمَا اَطْرَتِ النَّصَارٰی ابْنَ مَرْیَمَ اِنَّمَا اَنَا عَبْدٌ فَقُوْلُوْا عَبْدُ اللّٰہِ وَرَسُوْلُہٗ اَخْرَجَاہُ۔

وسلم سے بیان کرتے ہیں، آپ نے فرمایا مجھے حد سے نہ بڑھانا، جیسا عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بڑھایا، میں صرف بندہ ہوں اس لئے تم مجھے اللہ کا بندہ اور اس کا رسول کہو۔ بخاری مسلم۔

✻

(عن ابن عباس) قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِیَّاکُمْ وَالْغُلُوَّ فَاِنَّمَا اَھْلَکَ مَنْ کَانَ قَبْلَکُمُ الْغُلُوُّ

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم غلو سے بچو۔ اس لئے کہ پہلی امتوں کو اسی غلو نے تباہ کیا (احمد ترمذی ابن ماجہ)

وَلِمُسْلِمٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ ھَلَکَ الْمُتَنَطِّعُوْنَ

صحیح مسلم میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تکلف اور حد سے بڑھنے والے ہلاک ہوگئے اسے تین بار فرمایا۔

قَالَھَا ثَلٰثًا

فِیْہِ مَسَائِل

اس میں (۲۰) مطالب ہیں

اَلْاُوْلٰی اَنَّ مَنْ فَھِمَ ھٰذَا الْبَابَ وَبَابَیْنِ بَعْدَہٗ تَبَیَّنَ لَہٗ غُرْبَۃُ الْاِسْلَامِ وَرَاٰی مِنْ قُدْرَۃِ اللّٰہِ وَتَقْلِیْبِہٖ لِلْقُلُوْبِ الْعَجَبَ

(۱) جو شخص اس باب کو اور اس کے بعد دو بابوں کو اچھی طرح سمجھے گا۔ اسے اسلام کی غربت معلوم ہو جائے گی" اور وہ اللہ کی قدرت اور دلوں کے بدلنے میں عجیب بات پائے گا (کہاں وہ پکے دیندار مسلمان، کہاں آج کل کے مسلمان!)

✢ ✢ ✢ ✢ ✢ ✢

✢ ✢ ✢ ✢ ✢

✢ ✢

✢

اَلثَّانِیَۃُ مَعْرِفَۃُ اَوَّلِ شِرْکٍ حَدَثَ فِی الْاَرْضِ اَنَّہٗ بِشُبْھَۃِ الصَّالِحِیْنَ۔

(۲) سب سے پہلا شرک جو روئے زمین پر پیدا ہوا، وہ نیک لوگوں کے بارے میں ہوا۔

الثالثة: أدنى شيء غيّر به دين الإسلام وما سبب ذلك؟ مع معرفة أن الله تعالى أرسلهم

(۳) سب سے پہلے نبیوں کا دین کیسے بدلا گیا؟ اور کس چیز سے؟ حالانکہ یہ جانتے تھے، کہ اللہ نے انہیں بھیجا ہے۔

الرابعة: قبول البدع مع كون الشرائع والفطر تردها

(۴) لوگوں کا بدعت کو قبول کر لینا، حالانکہ وہ شریعت اور فطرت سلیمہ کے خلاف ہوتی ہے

الخامسة: أن سبب ذلك كله مزج الحق بالباطل فالأول محبة الصالحين، والثاني فعل أناس من أهل العلم شيئاً أرادوا به خيراً فظن من بعدهم أنهم أرادوا به غيره

(۵) تمام شرک و بدعت کی علت حق کو باطل سے ملا دینا ہے، غلو میں نیک لوگوں کی محبت ہے اور قبر و بت پرستی کی اصل چند علم والوں کا کسی چیز کو نیک نیتی سے کرنا، اور ان کے بعد والوں کا اسے غلط سمجھنا، اور دھوکہ کھانا،(۱)

السادسة: تفسير الآية التي في سورة نوح

(۶) سورہ نوح کی تفسیر

السابعة: جبلة الآدمي في كون الحق ينقص في قلبه والباطل يزيد

(۷) انسانی عام سرشت ہے کہ دل میں حق کم ہوتا جاتا، اور باطل ترقی کرتا رہتا ہے۔(۲)

(۱) حق کچھ ہے باطل کو اس کے ساتھ ملا کر کچھ کا کچھ بنا دیا جاتا ہے۔ غلو میں محبت اور اسے حد سے بڑھانا دو چیزیں ہیں، نیک لوگوں کی محبت یقیناً اچھی چیز ہے، بلکہ نبیا کی محبت تو ضروری اور یقیناً ایمان کا جزو ہے۔ لیکن نبی نبی ہے خدا نہیں۔ نبی کے ساتھ وہ باتیں کرنا جو خدا کے ساتھ مخصوص ہیں یا نبی کو خدا کا بیٹا سمجھ لینا یا اور اسی قسم کی ناجائز نسبت دینا یہی غلو ہے۔ اسی طرح نیک لوگوں کی لبت عالموں کی عزت وعظمت واطاعت اچھی چیز ہے، مگر کسی عالم و زاہد کی ایسی محبت وعظمت کرنا جو اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر کر دے یا اس کی بات یا فتوی کو آپ کے فرمان وسنت پر ترجیح دی جائے یہ غلو ہے۔ اور یہی شرعاً حرام ہے یادگاروں کی بھی یہی صورت ہے، نیک اور بڑے لوگوں کی یادگار اس لئے قائم کی جاتی ہے کہ لوگ اس سے اپنے واسطے نمونہ سمجھ کر ترقی کی راہ اختیار کریں، یہ بہتر چیز ہے۔ مگر اس کی عبادت کرنا یا اس کو دین میں اضافہ کرنا بھی ناجائز ہے

(۲) حق کا کم ہونا، اور باطل کا بڑھنا اس طرح سمجھنا چاہئے کہ حق اکثر خواہش اور عام رواج کے خلاف ہوتا ہے، دنیا کے اکثر لوگوں کا عمل یعنی رواج باطل کے موافق ہوا کرتا ہے انسان کو جس سے روز مرہ ہر وقت سابقہ پڑتا ہے، اس کا اثر ضروری

(باقی حاشیہ ص۶۹ پر دیکھیے)

الثامنة: فيه شاهد لما نقل عن السلف أن البدع سبب الكفر

(۸) اس میں سلف صالحین کے اس قول کی تصدیق ہے کہ "کفر کا اصلی سبب بدعت ہے"(۱)

التاسعة: معرفة الشيطان بما تؤول إليه البدعة ولو حسن قصد الفاعل

(۹) شیطان بدعت کے انجام کو اچھی طرح جانتا ہے اگرچہ بدعت کرنے والے کی نیت اچھی کیوں نہ ہو۔

العاشرة: معرفة القاعدة الكلية وهي النهي عن الغلو ومعرفة ما يؤول إليه

(۱۰) یہ عام قاعدہ معلوم کرنا چاہئے۔ کہ غلو حرام ہے؟ اور اس کا انجام ہمیشہ بد ہوتا ہے۔

الحادية عشرة: مضرة العكوف على القبر لأجل عمل صالح

(۱۱) قبر کے مجاور بننے کا نقصان اگرچہ وہاں نیک کام کیوں نہ کیا جائے۔(۲)

الثانية عشرة: معرفة النهي عن التماثيل والحكمة في إزالتها

(۱۲) تصویر کی حرمت کس وجہ سے ہوئی، اور اس کے مٹانے میں کیا حکمت ہے۔

الثالثة عشرة: معرفة شأن هذه القصة وشدة الحاجة إليها مع الغفلة عنها۔

(۱۳) اس قصہ کو اچھی طرح سمجھنا، اور اس کا ضروری ہونا۔ حالانکہ سب لوگ اس سے غافل ہیں۔

الرابعة عشرة: وهي أعجب وأعجب قراءتهم

(۱۴) یہ سب سے عجیب تر بات ہے کہ یہ سب لوگ اس

پر حکومت ہی جس کے ساتھ ہو اس کا اثر لامحالہ ضعف ہو جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ دینداری و ایمانداری روز بروز کم ہوتی جاتی ہے۔ باطل بظاہر آسان اور خوش منظر بھی ہے اسی واسطے زیادہ تر لوگ اس کے شیدا ہوتے ہیں، دیکھو لو عام طور پر مسلمان اپنی وضع قطع میں سنت نبوی چھوڑ کر کفار کی وضع اختیار کرتے جاتے ہیں۔ یہ محبت کا نتیجہ نہیں تو اور کیا ہے؟ محبوب کی ہر ادا محب کو پسند آتی ہے، جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اور سچی محبت ہو وہ کافر کی عادت واطوار کیونکر پسند کر سکتا ہے

(۱) اس کی وجہ صاف ہے، اصل میں لوگ مسلمان تھے، بدعات میں پڑ کر رفتہ رفتہ گمراہ ہو گئے، پیر پرستی، قبر پرستی وغیرہ سے اللہ کے حق راستہ کو چھوڑ بیٹھے، اپنے دل میں سمجھتے ہیں کہ ہم نیکی کرتے ہیں، خدا کے نزدیک یہی اصلی برائی اور شرک ہے۔

(۲) اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے کسی قبر وغیرہ کو مقرر کرنا یا وہاں ثواب زیادہ سمجھنا اس لئے حرام ہے کہ اس میں غیر اللہ کی عظمت ملحوظ ہوتی ہے، ورنہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ حاضر وناظر ہے، سب جگہیں اسی کی بنائی ہوئی ہیں، پھر اس قبر کے خاص کرنے کی کیا وجہ ہے، بجز اس کے کہ قبر والے کو اس میں شریک کیا جاتا ہے، اس کی طرف سے کسی فیض کی امید کی جاتی ہے، اس کے معنی یہ ہوئے کہ خدا کچھ نہیں کرتا، یا اس قسم کے واسطے ووسیلہ کے بغیر خدا عزوجل کچھ نہیں دیتا یہی شرک ہے، اسی واسطے

إِيَّاهَا فِي كُتُبِ التَّفْسِيرِ وَالْحَدِيثِ وَمَعْرِفَتُهُمْ بِمَعْنَى الْكَلَامِ وَكَوْنُ اللهِ حَالَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ قُلُوبِهِمْ حَتَّى اعْتَقَدُوا أَنَّ فِعْلَ قَوْمِ نُوحٍ أَفْضَلُ الْعِبَادَاتِ فَاعْتَقَدُوا أَنَّ مَا نَهَى اللهُ وَرَسُولُهُ عَنْهُ وَهُوَ الْكُفْرُ الْمُبِيحُ لِلدَّمِ وَالْمَالِ

قصہ کو تفسیر وحدیث کی کتابوں میں پڑھتے اور اس کے معنی بھی سمجھتے ہیں، پھر اللہ نے ان کی سمجھ اس طرح پھیر دی کہ یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ نوح کی قوم نے جو کام (قبر پرستی) کیا، وہ بہترین عبادت ہے بلکہ جس چیز کو اللہ و رسول نے حرام فرمایا، اس کا اعتقاد رکھا، حالانکہ یہ ایسا صریح کفر ہے جس سے مال اور خون حلال ہو جاتا ہے۔

الْخَامِسَةَ عَشْرَةَ التَّصْرِيحُ بِأَنَّهُمْ لَمْ يُرِيدُوا إِلَّا الشَّفَاعَةَ۔

(۱۵) ان پہلے مشرکوں کی یہ تصریح کہ وہ اپنے بزرگوں سے صرف شفاعت و سفارش چاہتے ہیں، اور کچھ نہیں۔

السَّادِسَةَ عَشْرَةَ ظَنُّهُمْ أَنَّ الْعُلَمَاءَ الَّذِينَ صَوَّرُوا الصُّوَرَ أَرَادُوا ذٰلِكَ۔

(۱۶) ان کا یہ خیال کہ جن علما نے یہ مورتیں بنائی تھیں ان کا مقصود بھی یہی عبادت تھا۔

السَّابِعَةَ عَشْرَةَ الْبَيَانُ الْعَظِيمُ فِي قَوْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَا تُطْرُونِي كَمَا أَطْرَتِ النَّصَارَى ابْنَ مَرْيَمَ فَصَلَوَاتُ اللهِ وَسَلَامُهُ عَلَى مَنْ بَلَّغَ الْبَلَاغَ الْمُبِينَ۔

(۱۷) وہ کھلا عظیم الشان بیان جو آپ نے حدیث "لاتطرونی" سے دیا، یعنی مجھے میری حد سے نہ بڑھانا، جیسا کہ عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ کو بڑھا دیا، پس اللہ کی رحمتیں اور سلام اس ذات بابرکات پر ہو جس نے یہ کھلا اعلان کیا۔

الثَّامِنَةَ عَشْرَةَ نَصِيحَتُهُ إِيَّانَا بِهَلَاكِ

(۱۸) آپ کا ہمیں یہ سمجھانا کہ تکلف اور حد سے زیادہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۹) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود و نصاریٰ کا نام لیکر فرمایا: "خدا ان پر لعنت کرے، یہ اپنے نیک لوگوں کی قبروں پر مسجدیں بنایا کرتے ہیں۔ یہ بدترین مخلوق ہیں"۔ آپ نے صاف طور پر اعلان فرمایا کہ خانہ کعبہ (مسجد حرام) مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ کے سوا زمین کے کسی قطعہ کو کسی دوسرے پر کوئی فضل و بزرگی نہیں۔ وہاں بطور زیارت سفر درست ہے، افسوس مسلمانوں نے اس آخری وصیت کا بھی لحاظ نہ رکھا، اور ہر پختہ قبر و قبہ کو عبادت گاہ بنا دیا، سفر کا تو ٹھکانہ ہی نہیں، دنیا میں کون سی کچی قبر ہی ..... نہیں ہے جہاں کا سفر حج کے قائم مقام نہ مانتے ہوں، کیا اسی بنا پر یہ دعوے کرتے ہیں کہ ہم مسلمان اور ہم موحد ہیں۔ فانا للہ و انا الیہ راجعون۔

الْمُتَنَطِّعِينَ۔

بات کرنے والے ہلاک ہوگئے۔

التَّاسِعَةَ عَشْرَةَ التَّصْرِيحُ بِأَنَّهَا لَمْ تُعْبَدْ حَتَّى نُسِيَ الْعِلْمُ فَفِيهَا بَيَانُ مَعْرِفَةِ قَدْرِ وُجُودِهِ وَمَضَرَّةِ فَقْدِهِ۔

(۱۹) اس قصہ میں بصراحت مذکور ہے کہ "جب علم مٹ گیا تو لوگوں نے مورتوں کی عبادت کی"، اس میں علم کی خوبی اور اس کے وجود کی برکت اور جہالت کی برائی

الْعِشْرُونَ أَنَّ سَبَبَ فَقْدِ الْعِلْمِ مَوْتُ الْعُلَمَاءِ۔

(۲۰) علم کے فنا ہونے کا صرف یہی راز ہے کہ علماء نہ رہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ مِنَ التَّغْلِيظِ فِيمَنْ عَبَدَ اللهَ عِنْدَ قَبْرِ رَجُلٍ صَالِحٍ فَكَيْفَ إِذَا عَبَدَهُ

اس باب میں یہ بیان ہو کہ جو کسی نیک آدمی کی قبر پر اللہ کی عبادت کرے اس کا کیا گناہ ہے۔ پس جو اس نیک کو پوجے اس کا کیا حشر ہوگا؟

فِي الصَّحِيحِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ ذَكَرَتْ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَنِيسَةً رَأَتْهَا بِأَرْضِ الْحَبَشَةِ وَمَا فِيهَا مِنَ الصُّوَرِ فَقَالَ أُولٰئِكَ إِذَا مَاتَ فِيهِمُ الرَّجُلُ الصَّالِحُ أَوِ الْعَبْدُ الصَّالِحُ بَنَوْا عَلَى قَبْرِهِ مَسْجِدًا وَصَوَّرُوا فِيهِ تِلْكَ الصُّوَرَ أُولٰئِكَ شِرَارُ الْخَلْقِ عِنْدَ اللهِ۔

(صحیح بخاری و مسلم) میں بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ام سلمہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حبشہ کے ایک گرجا کا ذکر کیا جو نہایت خوبصورت بنایا گیا تھا، اور اس میں تصویریں بھی تھیں، آپ نے فرمایا، یہ لوگ ایسے ہیں کہ جب کوئی نیک آدمی مرجاتا ہے، اس کی قبر پر عبادت گاہ بناتے ہیں، اور اس میں یہ تصویریں بناتے ہیں یہ لوگ اللہ عزوجل کے نزدیک بدترین مخلوق ہیں۔

فهؤلاء جمعوا بين فتنتين، فتنة القبور وفتنة التماثيل

※

ولهما عنها قالت لما نزل برسول الله صلى الله عليه وسلم طفق يطرح خميصة له على وجهه فإذا اغتم بها كشفها فقال وهو كذلك لعنة الله على اليهود والنصارى اتخذوا قبور أنبيائهم مساجد، يحذر ما صنعوا، ولولا ذلك أبرز قبره غير أنه خشي أن يتخذ مسجدا

※

ولمسلم عن جندب بن عبد الله، قال سمعت النبي صلى الله عليه وسلم قبل أن يموت بخمس وهو يقول إني أبرأ إلى الله أن يكون لي منكم خليل فإن الله قد اتخذني خليلا كما اتخذ إبراهيم خليلا، ولو كنت متخذا من أمتي خليلا لاتخذت أبا بكر خليلا، ألا وإن من كان قبلكم كانوا يتخذون قبور أنبيائهم مساجد، ألا فلا تتخذوا القبور مساجد، فإني أنهاكم عن ذلك

※

ان لوگوں نے دونوں فتنے جمع کئے، قبروں پر عبادت گاہ بنائی، یہ فتنہ قبر ہے، اور تصویریں بھی بنائیں۔

بخاری و مسلم میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے جب آپ پر جاں کنی کا عالم ہوا تو آپ نے اپنے چہرہ پر ایک چادر ڈال رکھی تھی، جب دم گھٹتا، چادر کو ہٹا دیتے، اسی حال میں آپ نے فرمایا، "یہود و نصاری پر خدا کی لعنت ہو، انہوں نے اپنے انبیاء کے قبروں کو عبادت گاہ بنایا"، اس سے آپ امت کو ڈرا رہے تھے، اگر یہ بات نہ ہوتی، تو آپ کی قبر بھی کھلی ہوتی، لیکن اس خوف سے کہ اس کا سجدہ نہ کیا جائے بند رکھا گیا۔

صحیح مسلم میں حضرت جندب بن عبد اللہ رضی سے مروی ہے وہ کہتے ہیں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا اپنی وفات سے پانچ روز پہلے فرماتے تھے "میں اللہ کے روبرو ہر ایک کی خلت سے برائت ظاہر کرتا ہوں، کیونکہ اللہ تعالی نے جس طرح ابراہیم کو خلیل بنایا ویسا ہی مجھے بھی خلیل بنایا، اگر میں اپنی امت سے کسی کو خلت کا منصب دیتا تو ابو بکر کو یہ منصب دیتا، خبردار تم سے پہلے اپنے نبیوں کی قبروں کو عبادت گاہ بناتے تھے خبردار تم قبروں کو عبادت گاہ نہ بنانا میں تم کو اس کی ممانعت کرتا ہوں۔

فقد نهى عنه في آخر حياته، ثم إنه لعن وهو في السياق من فعله، والصلوة عندها من ذلك وإن لم يبن مسجد وهو معنى قولها خشي أن يتخذ مسجدا فإن الصحابة لم يكونوا ليبنوا حول قبره مسجدا وكل موضع قصدت الصلوة فيه فقد اتخذ مسجدا بل كل موضع يصلى فيه يسمى مسجدا كما قال صلى الله عليه وسلم جعلت لي الأرض مسجدا وطهورا. ولأحمد بسند جيد عن ابن مسعود رضي الله عنه مرفوعا إن من شرار الناس من تدركهم الساعة وهم أحياء، والذين يتخذون القبور مساجد ورواه أبو حاتم في صحيحه۔

پس آپ نے اس کو آخری عمر میں ممانعت فرمائی:

پھر جانکنی کے وقت ایسا کرنیوالوں پر لعنت فرمائی، قبروں پر نماز پڑھنا بھی اس ممانعت میں داخل ہے، اگرچہ مسجد نہ ہو، یہی مطلب ہے اس حدیث کا جس میں ہے "کہ اس خوف سے کہ اس کا سجدہ نہ ہو، قبر بند رکھی گئی"، کیونکہ صحابہؓ کبھی قبر پر مسجد نہیں بنا سکتے تھے، جس جگہ کو نماز کے واسطے معین کیا جائے، وہ مسجد ہو جاتی ہے۔ یہی نہیں بلکہ جہاں نماز ادا ہو وہ مسجد ہے، چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میرے واسطے تمام روئے زمین مسجد اور پاک بنائی گئی" مسند احمد میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بسند حسن مروی ہے آپ نے فرمایا "وہ لوگ سب بدتریں جو زندہ ہوں گے اور ان پر قیامت قائم ہوگی۔ اور وہ لوگ (بھی سب سے بدتر ہیں)، جو قبروں کو مسجد بنائیں گے" اسے ابو حاتم (ابن حبان) نے بھی اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

فيه مسائل

اس میں (۱۶) مطالب ہیں

الأولى ما ذكر الرسول صلى الله عليه وسلم فيمن بنى مسجدا يعبد الله فيه عند قبر رجل صالح ولو صحت نية الفاعل

(۱) آپ کا سخت منع فرمانا، اور ایسے شخص پر لعنت کرنا جو کسی نیک شخص کی قبر پر مسجد بنائے جس میں اللہ کی عبادت کی جائے، اگرچہ بنانے والے کی نیت بخیر ہو۔

※

اَلثَّانِيَةُ النَّهْيُ عَنِ التَّمَاثِيْلِ وَغِلَظُ الْاَمْرِ فِيْ ذٰلِكَ

اَلثَّالِثَةُ الْعِبْرَةُ فِيْ مُبَالَغَتِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ ذٰلِكَ كَيْفَ بَيَّنَ لَهُمْ هٰذَا اَوَّلًا، ثُمَّ قَبْلَ مَوْتِهِ بِخَمْسٍ قَالَ مَا قَالَ، ثُمَّ لَمَّا كَانَ فِي السِّيَاقِ لَمْ يَكْتَفِ بِمَا تَقَدَّمَ۔

※

اَلرَّابِعَةُ نَهْيُهُ عَنْ فِعْلِهِ عِنْدَ قَبْرِهِ قَبْلَ اَنْ يُّوْجَدَ الْقَبْرُ

اَلْخَامِسَةُ اَنَّهُ مِنْ سُنَنِ الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى فِيْ قُبُوْرِ اَنْبِيَاءِهِمْ

اَلسَّادِسَةُ لَعْنُهُ اِيَّاهُمْ عَلٰى ذٰلِكَ۔

※

اَلسَّابِعَةُ اَنَّ مُرَادَهُ تَحْذِيْرُهُ اِيَّانَا عَنْ قَبْرِهِ

اَلثَّامِنَةُ الْعِلَّةُ فِيْ عَدَمِ اِبْرَازِ قَبْرِهِ

اَلتَّاسِعَةُ فِيْ مَعْنَى اتِّخَاذِهَا مَسْجِدًا

اَلْعَاشِرَةُ اَنَّهُ قَرَنَ بَيْنَ مَنِ اتَّخَذَهَا وَبَيْنَ مَنْ تَقُوْمُ عَلَيْهِ السَّاعَةُ فَذَكَرَ الذَّرِيْعَةَ اِلَى الشِّرْكِ قَبْلَ وُقُوْعِهِ عَلٰى خَاتِمَتِهِ

اَلْحَادِيَةَ عَشْرَةَ ذِكْرُهُ فِيْ خُطْبَتِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ بِخَمْسٍ الرَّدَّ عَلَى الطَّائِفَتَيْنِ اللَّتَيْنِ هُمَا شَرُّ

(۲) تصاویر کی حرمت، اور ان کے بنانے میں سخت سزا۔

(۳) غور کا مقام ہے کہ آپ نے کس طرح اسکو بیان فرمایا، پہلے ممانعت فرمائی، پھر اپنی وفات سے پانچ روز پہلے خاص طور پر ممانعت کی۔ پھر عین موت کے عالم میں بھی سختی سے ممانعت کی، اور پہلی ممانعت پر اکتفا نہ فرمائی۔

(۴) آپ نے اپنے واسطے خاص طور پر ممانعت فرمائی حالانکہ ابھی وفات ہوئی تھی نہ قبر بنی تھی۔

(۵) یہ یہود و نصاریٰ کا طریقہ ہے کہ وہ اپنے انبیاء کی قبروں کے ساتھ ایسا کرتے آئے ہیں۔

(۶) آپ کا اس بارہ میں یہود و نصاریٰ پر لعنت کرنا۔

(۷) ان تمام باتوں سے آپ کا ہمیں نصیحت کرنا اور ڈرانا تھا کہ آپ کی قبر کیساتھ ایسا نہ کیا جائے

(۸) آپ کی قبر کیوں کھلی نہ رکھی گئی؟

(۹) قبروں کو مسجد بنانے کے کیا معنی ہیں؟

(۱۰) آپ کا جن پر قیامت قائم ہوگی اور قبروں پر مسجد بنانے والوں کو برابر بتانا، گویا آپ نے شرک کے ذریعہ کو پہلے واقع ہونے کے بیان فرمایا، اور یہ بھی بتایا کہ قرب قیامت ایسا ہوگا

(۱۱) آپ کا وفات سے پانچ روز قبل اپنے خطبہ میں ذکر کرنا۔ اس میں ان دو گروہوں کا رد ہے

اَهْلِ الْبِدَعِ، بَلْ اَخْرَجَهُمْ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنَ الثِّنْتَيْنِ وَالسَّبْعِيْنَ فِرْقَةً وَهُمُ الرَّافِضَةُ وَالْجَهْمِيَّةُ، وَبِسَبَبِ الرَّافِضَةِ حَدَثَ الشِّرْكُ وَعِبَادَةُ الْقُبُوْرِ، وَهُمْ اَوَّلُ مَنْ بَنٰى عَلَيْهَا الْمَسَاجِدَ

※

اَلثَّانِيَةَ عَشْرَةَ مَا بُلِيَ بِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ شِدَّةِ النَّزْعِ۔

اَلثَّالِثَةَ عَشْرَةَ مَا اُكْرِمَ بِهِ مِنَ الْخُلَّةِ۔

※

اَلرَّابِعَةَ عَشْرَةَ التَّصْرِيْحُ بِاَنَّهَا اَعْلٰى مِنَ الْمَحَبَّةِ

اَلْخَامِسَةَ عَشْرَةَ التَّصْرِيْحُ بِاَنَّ الصِّدِّيْقَ اَفْضَلُ الصَّحَابَةِ۔

اَلسَّادِسَةَ عَشْرَةَ الْاِشَارَةُ اِلٰى خِلَافَتِهِ

جو بدعتیوں کی جماعت میں بدترین ہیں۔ بلکہ بعض اہل علم نے انہیں بہتر فرقوں سے خارج کر دیا، یہ دونوں فرقے رافضی اور جہمیہ ہیں۔ رافضیوں کی وجہ سے شرک اور قبر پرستی کا اسلام میں رواج ہوا، اور انہوں نے ہی سب سے پہلے قبروں پر مسجدیں بنائیں۔

(۱۲) آپ پر جانکنی کی سختی کا ہونا،

※

(۱۳) آپ کو اللہ تعالیٰ نے اپنا خلیل بنا کر اعزاز فرمایا

(۱۴) خلت کا درجہ محبت سے اعلیٰ ہے۔

(۱۵) حضرت ابوبکر صدیقؓ تمام صحابہ سے افضل ہیں

※

(۱۶) ابوبکر صدیقؓ کی خلافت کی طرف اشارہ

بَابُ مَا جَاءَ اَنَّ الْغُلُوَّ فِيْ قُبُوْرِ الصَّالِحِيْنَ يُصَيِّرُهَا اَوْثَانًا تُعْبَدُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

باب ہے اس بارہ میں کہ نیک لوگوں کی قبروں میں غلو کرنا ان قبروں کو بت بنا دیتا ہے جن کی پرستش اللہ کے سوا ہوتی ہے۔

رَوٰى مَالِكٌ فِي الْمُوَطَّاِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ

امام مالکؒ نے اپنی موطا میں یہ حدیث بیان کی

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِيْ وَثَنًا يُعْبَدُ اِشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلٰى قَوْمٍ اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ (۱)

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اے اللہ میری قبر کو بت نہ بنانا جس کی پرستش کی جائے اللہ تعالیٰ کا سخت غضب نازل ہو، اس قوم پر کہ انہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو عبادت گاہ بنایا،

وَلِابْنِ جَرِيْرٍ بِسَنَدِهٖ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ اَفَرَاَيْتُمُ اللَّاتَ وَالْعُزّٰى قَالَ كَانَ يَلُتُّ لَهُمُ السَّوِيْقَ فَمَاتَ فَعَكَفُوْا عَلٰى قَبْرِهٖ وَكَذَا قَالَ اَبُو الْجَوْزَاءِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ يَلُتُّ السَّوِيْقَ لِلْحَاجِّ

ابن جریر نے سفیان ثوری کے ذریعہ منصور سے روایت کی، وہ مجاہد سے بیان کرتے ہیں کہ افرائیتم اللات (الخ) بتاؤ کہ لات اور عزیٰ میں لات ایک شخص تھا، جو مسافروں کو ستو گھول گھول کر پلایا کرتا تھا، جب مرگیا تو اس کی قبر پر لوگ مجاور بن بیٹھے۔ اسی طرح ابوالجوزاء نے حضرت ابن عباس سے بیان کیا ہے کہ یہ مسافر حاجیوں کے واسطے ستو گھولا کرتا تھا،

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَائِرَاتِ الْقُبُوْرِ وَالْمُتَّخِذِيْنَ عَلَيْهَا الْمَسَاجِدَ وَالسُّرُجَ رَوَاهُ اَهْلُ السُّنَنِ

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کی زیارت کرنیوالی عورتوں پر لعنت کی اور انپر بھی جو قبروں پر مسجدیں بناتے ہیں، اور چراغ جلاتے ہیں۔ اسے ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، نسائی نے روایت کیا،

فِيْهِ مَسَائِلُ

اس میں (۱۰) مطالب ہیں

(۱) امام مالک نے یہ روایت کو بواسطہ عطاء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا جو باصطلاح محدثین مرسل ہے، مرسل وہ حدیث کہلاتی ہے جس میں صحابی نہ ہو تابعی کہے۔ رسول اللہ علیہ وسلم نے ایسا کیا یا کہا۔ چونکہ واسطہ گرگیا اس لئے ایسی روایت قابل اعتبار نہیں ہوتی، مگر اس روایت کو بزار نے عطاء کے واسطے ابو سعید خدری سے روایت کیا ہے، جو مرسل نہیں، نیز مسند احمد میں بھی عمر ... سے یہ حدیث مذکور ہے پس یہ روایت مجموعی طور سے حسن ہوگی۔

اَلْاُوْلٰى تَفْسِيْرُ الْاَوْثَانِ

اَلثَّانِيَةُ تَفْسِيْرُ الْعِبَادَةِ

اَلثَّالِثَةُ اَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَسْتَعِذْ اِلَّا مِمَّا يَخَافُ وُقُوْعَهٗ

اَلرَّابِعَةُ قَرْنُهٗ بِهٰذَا اتِّخَاذَ قُبُوْرِ الْاَنْبِيَاءِ مَسَاجِدَ۔

اَلْخَامِسَةُ ذِكْرُ شِدَّةِ الْغَضَبِ مِنَ اللّٰهِ

اَلسَّادِسَةُ وَهِيَ مِنْ اَهَمِّهَا صِفَةُ مَعْرِفَةِ عِبَادَةِ اللَّاتِ الَّتِيْ هِيَ اَكْبَرُ الْاَوْثَانِ

اَلسَّابِعَةُ مَعْرِفَةُ اَنَّهٗ قَبْرُ رَجُلٍ صَالِحٍ

اَلثَّامِنَةُ اَنَّهُ اسْمُ صَاحِبِ الْقَبْرِ وَذِكْرُ مَعْنَى التَّسْمِيَةِ

اَلتَّاسِعَةُ لَعْنَةُ زَوَّارَاتِ الْقُبُوْرِ

اَلْعَاشِرَةُ لَعْنَةُ مَنْ اَسْرَجَهَا

(۱) وثن کی تفسیر (کہ وہ ہر وہ چیز کہ اللہ کے سوا پوجی جائے۔)

(۲) عبادت کی تفسیر (کہ وہ ہر قسم کی عظمت انکساری غیر اللہ کے لئے)

(۳) آپ نے اپنی قبر کو بت بننے سے اس لئے پناہ مانگی کہ ایسا ہونا ممکن تھا۔

(۴) آپ کا اس پناہ کے ساتھ انبیاء کی قبروں کو مسجد بنانے کا ذکر فرمانا۔

(۵) ایسے کام کرنے والوں پر اللہ کا غضب ہونا۔

(۶) یہ سب باتوں میں زیادہ اہم اور قابل غور ہے۔ کہ وہ لات کی عبادت کس طرح کرتے تھے، جو ان کا بہت بڑا بت تھا

(۷) یہ نیک شخص کی قبر تھی۔

(۸) لات قبر والے کا نام تھا، اور یہ نام اسلئے مشہور ہوا کہ وہ حاجیوں کے واسطے ستو گھولا کرتا تھا۔

(۹) آپ کا قبروں کی زیارت کرنے والیوں پر لعنت فرمانا۔

(۱۰) آپ کا قبروں پر چراغ جلانے والے پر لعنت کرنا۔

بَابُ مَاجَاءَ فِیْ حِمَایَۃِ الْمُصْطَفٰی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَنَابَ التَّوْحِیْدِ وَسَدِّہٖ کُلَّ طَرِیْقٍ یُوْصِلُ اِلَی الشِّرْکِ

اس باب میں یہ بیان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے توحید کی چاردیواری کس طرح محفوظ کی۔ اور شرک کا ہر ذریعہ و وسیلہ کس طرح بند کیا

وَقَوْلُ اللّٰہِ تَعَالٰی۔ لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ

۹-۱۲۸

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان، بیشک تمہارے پاس تم میں سے ایسا رسول آیا ہے کہ اس پر تمہاری تکلیف شاق ہے، وہ تمہاری اصلاح پر حریص اور ایمان والوں پر بڑا ہی مہربان رحم والا ہے۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَجْعَلُوْا بُیُوْتَکُمْ قُبُوْرًا وَّلَا تَجْعَلُوْا قَبْرِیْ عِیْدًا۔ وَصَلُّوْا عَلَیَّ، فَاِنَّ صَلٰوتَکُمْ تَبْلُغُنِیْ حَیْثُ کُنْتُمْ۔ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ رُوَاتُہٗ ثِقَاتٌ۔[1]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اپنے گھروں کو قبریں نہ بناؤ اور میری قبر کو میلہ گاہ نہ بناؤ، مجھ پر درود پڑھو۔ یقیناً تم جہاں کہیں سے درود پڑھو گے مجھے پہونچ جائے گا، ابوداؤد نے بسند حسن روایت کیا، اس کے سب راوی ثقہ ہیں۔

وَعَنْ عَلِیِّ بْنِ الْحُسَیْنِ اَنَّہٗ رَاٰی رَجُلًا

علی بن حسین (زین العابدین رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ

(۱) اپنے گھروں کو قبرستان یا قبریں نہ بناؤ۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ انسان زندگی میں اللہ کا ذکر کرتا ہے، مرنے کے بعد یہ سلسلہ ختم ہو جاتا ہے پس جس گھر میں اس کا ذکر نہیں ہوتا وہ مردوں کا گھر یعنی قبر ہے، اور وہ شخص میت ہے۔ لہٰذا گھروں میں نماز و تلاوت کا سلسلہ قائم کرو۔ اس سے ایک تو برکت ہوگی، دوسرے بچوں پر نیک اثر ہوگا۔ آپ کی قبر کو عید گاہ بنانے کے معنی یہ ہیں کہ جس طرح عید کا مخصوص دن ہوتا ہے اسی طرح قبر کی زیارت کے واسطے مخصوص حیثیت نہ کرو۔ نہ اس کے واسطے سفر کرو کیونکہ مقصود زیارت سے یہی ہے کہ سلام و درود وہ ہر جگہ سے پہونچ جاتا ہے پھر اس تکلف سے کیا فائدہ، بلکہ بسا اوقات اس قسم کا تکلف شرک کی طرف لے جاتا ہے۔

یَجِیْءُ اِلٰی فُرْجَۃٍ کَانَتْ عِنْدَ قَبْرِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَیَدْخُلُ فِیْھَا فَیَدْعُوْ فَنَھَاہُ وَقَالَ اَلَا اُحَدِّثُکُمْ حَدِیْثًا سَمِعْتُہٗ مِنْ اَبِیْ عَنْ جَدِّیْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَتَّخِذُوْا قَبْرِیْ عِیْدًا۔ وَلَا بُیُوْتَکُمْ قُبُوْرًا، فَاِنَّ تَسْلِیْمَکُمْ لَیَبْلُغُنِیْ اَیْنَ کُنْتُمْ۔ رَوَاہُ فِی الْمُخْتَارَۃِ۔

ایک شخص کو دیکھا، جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے پاس آتا، اور ایک سوراخ میں سے اندر جاکر دعا کرتا، انہوں نے اس کو منع کیا اور بولے کیا تمہیں وہ حدیث نہ بتاؤں، جو مجھے میرے والد حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیان کی، وہ کہتے تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میری قبر کو میلہ گاہ نہ بنانا، اور نہ اپنے گھروں کو قبریں بنانا اس لئے کہ تم جہاں سے سلام و درود پڑھو گے مجھے پہونچ جائے گا، اسے ضیاء نے مختارہ میں روایت کیا۔

فِیْہِ مَسَائِلُ

اس میں (۹) مسائل ہیں

اَلْاُوْلٰی تَفْسِیْرُ اٰیَۃِ بَرَاءَۃَ

(۱) سورہ براءۃ کی آیۃ کی تفسیر۔

اَلثَّانِیَۃُ اِبْعَادُہٗ اُمَّتَہٗ عَنْ ھٰذَا الْحِمٰی غَایَۃَ الْبُعْدِ

(۲) آپ کا اپنی امت کو شرک کی چاردیواری سے بعید دور رکھنا۔

اَلثَّالِثَۃُ ذِکْرُ حِرْصِہٖ عَلَیْنَا وَرَاْفَتِہٖ وَرَحْمَتِہٖ

(۳) آپ کا ہماری اصلاح و ہدایت پر حریص ہونا، اور حد سے زیادہ مہربان و رحیم ہونا۔

اَلرَّابِعَۃُ نَھْیُہٗ عَنْ زِیَارَۃِ قَبْرِہٖ عَلٰی وَجْہٍ مَخْصُوْصٍ مَعَ اَنَّ زِیَارَتَہٗ مِنْ اَفْضَلِ الْاَعْمَالِ

(۴) آپ کا اپنی قبر کی مخصوص طور پر زیارت سے منع فرمانا، حالانکہ آپکی قبر کی زیارت بہترین عمل ہے

اَلْخَامِسَةُ نَهْيُهُ عَنِ الْاِكْثَارِ مِنَ الزِّيَارَةِ
اَلسَّادِسَةُ حَثُّهُ عَلَى النَّافِلَةِ فِي الْبَيْتِ
اَلسَّابِعَةُ اَنَّهُ مُتَقَرِّرٌ عِنْدَهُمْ اَنَّهُ لَا يُصَلِّي فِي الْمَقْبَرَةِ
اَلثَّامِنَةُ تَعْلِيلُ ذٰلِكَ بِاَنَّ صَلٰوةَ الرَّجُلِ وَسَلَامَهُ عَلَيْهِ يَبْلُغُهُ وَاِنْ بَعُدَ فَلَا حَاجَةَ اِلٰى مَا يَتَوَهَّمُهُ مَنْ اَرَادَ الْقُرْبَ

✤ ✤ ✤
✤

اَلتَّاسِعَةُ كَوْنُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْبَرْزَخِ تُعْرَضُ اَعْمَالُ اُمَّتِهِ فِي الصَّلٰوةِ وَالسَّلَامِ عَلَيْهِ

(۵) بکثرت زیارۃ کرنے سے منع فرمانا۔
(۶) نفل نماز کے گھر میں ادا کرنے کی رغبت دینا
(۷) یہ معاملہ گویا سب صحابہ جانتے تھے کہ قبرستان میں نماز نہیں ہوتی:
(۸) آپ کا قبر پر آنے سے روک دینا اس طرح کہ جہاں سے انسان مجھ پر سلام و درود بھیجے وہ پہونچتا ہے، اگرچہ بہت فاصلے سے ہو پس اس قسم کے وہم کی ضرورت نہیں جسے پاس آنے والے کرتے ہیں یعنی پاس پہنچ کر سلام عرض زیادہ فائدہ بخش
(۹) آپ پر برزخ میں درود و سلام کی بابت امت کے عمل پیش ہوتے ہیں

✱

بَابُ مَا جَاءَ اَنَّ بَعْضَ هٰذِهِ الْاُمَّةِ يَعْبُدُ الْاَوْثَانَ

اس بات کا باب کہ امۃ محمدیہ میں بھی بت پوجنے والے ہونگے

وَقَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰى اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتَابِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ وَيَقُوْلُوْنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا هٰؤُلَاءِ اَهْدٰى مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان کیا تونے اہل کتاب کو نہیں دیکھا کہ بت اور طاغوت پر ایمان لاتے ہیں اور کافروں کو ایمان والوں سے بہتر اور سیدھی راہ پر بتاتے ہیں۔

وَقَوْلُهُ تَعَالٰى قُلْ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكَ مَثُوْبَةً عِنْدَ اللّٰهِ مَنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيْرَ وَعَبَدَ الطَّاغُوْتَ ۔۔۔ ۵

✱

وَقَوْلُهُ قَالَ الَّذِيْنَ غَلَبُوْا عَلٰى اَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِمْ مَّسْجِدًا ۔۱۸-۲۱

عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَتَتَّبِعُنَّ سَنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ حَذْوَ الْقُذَّةِ بِالْقُذَّةِ حَتّٰى لَوْ دَخَلُوْا جُحْرَ ضَبٍّ لَدَخَلْتُمُوْهُ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى؟ قَالَ فَمَنْ؟ اَخْرَجَاهُ

وَلِمُسْلِمٍ عَنْ ثَوْبَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ زَوٰى لِيَ الْاَرْضَ فَرَاَيْتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا وَاِنَّ اُمَّتِيْ سَيَبْلُغُ مُلْكُهَا مَا زُوِيَ لِيْ مِنْهَا وَاُعْطِيْتُ الْكَنْزَيْنِ الْاَحْمَرَ وَالْاَبْيَضَ وَاِنِّيْ سَاَلْتُ رَبِّيْ لِاُمَّتِيْ اَنْ لَّا يُهْلِكَهَا بِسَنَةٍ

اور فرمایا "کہدے، کیا میں وہ لوگ بتاؤں؟ جن کا انجام اللہ کے نزدیک بد ہے، یہ وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ نے لعنت کی اور ان پر غصہ ہوا، اور ان میں سے بندر و سور بنا دئے، اور انہوں نے بت پرستی کی۔

اور فرمایا جن لوگوں نے ان پر (اصحاب کہف پر) غلبہ پایا، وہ یہ بولے کہ ہم ان پر مسجد بنائیں گے

ابوسعید خدری کہتے ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "بالضرور تم پہلی امتوں کی پیروی میں ایسے برابر ہو جاؤ گے جیسے تیر تیر سے، یہاں تک کہ اگر وہ گوہ کے بل میں گھسے تو تم بھی گھسو گے، صحابہ نے عرض کی کہ یہود و نصاریٰ کی پیروی ہم کریں گے؟ فرمایا تو پھر کون؟ بخاری مسلم

صحیح مسلم میں حضرت ثوبان سے ہے کہ آپ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے میرے لئے تمام زمین سمیٹ دی میں نے مشرق و مغرب دیکھے، میری امت کی حکومت وہاں تک پہونچے گی جہاں تک میرے لئے زمین سمیٹی گئی ہے۔

مجھے دونوں خزانے سرخ و تیمر کا خزانہ اور سفید

---

(۱) اس آیت سے بعض علماء کا یہ استدلال ہے کہ قبروں پر مسجدیں بنا سکتے ہیں اگرچہ [illegible] تاویل قبا اور غلط ہے، اول یہ کہ پہلی امت کا عمل ہو ہمارے واسطے حجت نہیں ہو سکتا، دوم کسی نبی و صالح کا عمل نہیں، سوم اللہ نے اس کی تعریف نہیں کی، چہارم یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرما کر ان لوگوں کا ذکر کیا تو ایسی حالت میں یہ عمل کیسے جائز ہو جیسے سخت ترین حرام [illegible] ولنحو [illegible] فرمائے کہ [illegible] جائز نہیں ہو سکتا [illegible] آخری فیصلہ [illegible]

عَامَّۃٍ وَاَنْ لَّا یُسَلِّطَ عَلَیْھِمْ عَدُوًّا مِنْ سِوَی اَنْفُسِھِمْ فَیَسْتَبِیْحَ بَیْضَتَھُمْ، وَاِنَّ رَبِّیْ قَالَ یَا مُحَمَّدُ اِذَا قَضَیْتُ قَضَاءً فَاِنَّہٗ لَا یُرَدُّ وَاِنِّیْ اَعْطَیْتُکَ لِاُمَّتِکَ اَنْ لَّا اُھْلِکَھُمْ بِسَنَۃٍ عَامَّۃٍ، وَاَنْ لَّا اُسَلِّطَ عَلَیْھِمْ عَدُوًّا مِنْ سِوَی اَنْفُسِھِمْ فَیَسْتَبِیْحَ بَیْضَتَھُمْ وَلَوِ اجْتَمَعَ عَلَیْھِمْ مَنْ بِاَقْطَارِھَا حَتّٰی یَکُوْنَ بَعْضُھُمْ یُھْلِکُ بَعْضًا وَیَسْبِیْ بَعْضُھُمْ بَعْضًا۔ وَرَوَاہُ الْبَرْقَانِیُّ فِیْ صَحِیْحِہٖ وَزَادَ وَاِنَّمَا اَخَافُ عَلٰی اُمَّتِی الْاَئِمَّۃَ الْمُضِلِّیْنَ۔ وَاِذَا وَقَعَ عَلَیْھِمُ السَّیْفُ لَمْ یُرْفَعْ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ وَلَا تَقُوْمُ السَّاعَۃُ حَتّٰی یَلْحَقَ حَیٌّ مِنْ اُمَّتِیْ بِالْمُشْرِکِیْنَ وَحَتّٰی تَعْبُدَ فِئَامٌ مِنْ اُمَّتِی الْاَوْثَانَ

✣ ✣ ✣ ✣ ✣ ✣ ✣ ✣

✣ ✣ ✣ ✣ ✣ ✣

✣ ✣ ✣ ✣

✣ ✣

✣

وَاِنَّہٗ سَیَکُوْنُ فِیْ اُمَّتِیْ کَذَّابُوْنَ ثَلٰثُوْنَ کُلُّھُمْ یَزْعَمُ اَنَّہٗ نَبِیٌّ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ وَلَا تَزَالُ طَائِفَۃٌ مِنْ اُمَّتِیْ عَلَی الْحَقِّ مَنْصُوْرَۃً لَا یَضُرُّھُمْ مَنْ خَذَلَھُمْ

کسریٰ کا خزانہ۔ ہیں نے اپنی امت کے لئے اپنے رب سے یہ دعا کی، کہ عام قحط سالی سے اسے فنا نہ کرے۔ نہ ان پر کوئی دوسرا دشمن اس طرح مسلط کرے کہ وہ ان کی جماعت کو تباہ کر دے، میرے رب نے فرمایا کہ اے محمد میں جب کوئی فیصلہ کر دیتا ہوں تو وہ ٹل نہیں سکتا۔ میں نے تیری یہ بات قبول کی کہ عام قحط سالی سے تیری امت کو نہ ماروں گا، اور نہ کوئی دوسرا دشمن ان پر ایسا مسلط کروں گا جو انہیں تباہ کر دے۔ اگرچہ ساری دنیا اکٹھا ہو کر ایسا کرنا چاہے، یہاں تک کہ یہ خود آپس میں ایک دوسرے کو فنا کریں۔ اور ایک دوسرے کو قید کریں، حافظ برقانی نے اسے اپنی صحیح میں روایت کر کے یہ زیادہ کیا: "میں اپنی امت پر گمراہ کن سرداروں سے ڈرتا ہوں، اور جب ان میں تلوار چلے گی تو قیامت تک بند نہ ہوگی، اور قیامت نہیں قائم ہوگی، جب تک کہ میری امت کی ایک جماعت مشرکوں سے نہ ملے۔ اور جب تک کہ میری امت کے بہت سے لوگ بت پرستی نہ کریں۔

اور یقیناً میری امت میں تیس جھوٹے (دجال) ہوں گے، جو کہ سب نبوت کا دعویٰ کرینگے حالانکہ میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کسی قسم کا نبی نہیں ہوگا، اور میری امت میں ایک گروہ

حَتّٰی یَاْتِیَ اَمْرُ اللّٰہِ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی

✣ ✣ ✣

✣

فِیْہِ مَسَائِلُ

اَلْاُوْلٰی تَفْسِیْرُ اٰیَۃِ النِّسَاءِ۔

اَلثَّانِیَۃُ تَفْسِیْرُ اٰیَۃِ الْمَائِدَۃِ۔

اَلثَّالِثَۃُ تَفْسِیْرُ اٰیَۃِ الْکَھْفِ

اَلرَّابِعَۃُ وَھِیَ اَھَمُّھَا مَا مَعْنَی الْاِیْمَانِ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ ھَلْ ھُوَ اعْتِقَادُ قَلْبٍ اَوْ ھُوَ مُوَافَقَۃُ اَصْحَابِھَا مَعَ بُغْضِھَا وَمَعْرِفَۃِ بُطْلَانِھَا۔

اَلْخَامِسَۃُ قَوْلُھُمْ اِنَّ الْکُفَّارَ الَّذِیْنَ یَعْرِفُوْنَ کُفْرَھُمْ اَھْدٰی سَبِیْلًا مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ

اَلسَّادِسَۃُ وَھِیَ الْمَقْصُوْدُ بِالتَّرْجَمَۃِ اَنَّ ھٰذَا لَا بُدَّ اَنْ یُّوْجَدَ فِیْ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ کَمَا تَقَرَّرَ فِیْ حَدِیْثِ اَبِیْ سَعِیْدٍ۔

حق پر قائم و فتحیاب رہے گا، انہیں وہ کچھ نقصان نہ پہونچا سکینگے، جو بے مدد چھوڑ دیں یہاں تک کہ اللہ کا حکم (قیامت) آجائے۔

اس میں (۱۴) مطالب ہیں۔

(۱) سورہ نساء کی آیت "الم تر" کی تفسیر۔

(۲) سورہ مائدہ کی آیت "قل ہل انبئکم" کی تفسیر

(۳) سورہ کہف کی آیت "قال الذین" کی تفسیر

(۴) یہ سب سے زیادہ ضروری کہ جبت اور طاغوت پر ایمان لانے کے کیا معنی ہیں؟ کیا دل سے ان پر یقین کرنا ہے، یا بظاہر بت پرستوں کی موافقت کرنا، اگرچہ دل میں بغض ہو اور باطل سمجھے۔[1]

(۵) اہل کتاب کی یہ بات کہ کھلم کھلا جو لوگ کافر ہیں وہ مسلمانوں سے اچھا اور سیدھی راہ پر ہیں۔[2]

(۶) یہی اس باب کا لب لباب ہے کہ اس امت میں بھی ایسے لوگ ہوں گے، جیسا کہ ابو سعید خدری کی حدیث سے ثابت ہوا۔

(۱) جبت کہتے ہیں گندگی، جیبدی اور ساحر، بہر کے وہ بدون کو کہتے ہیں ماسوی اللہ جس کی عبادت کیجائے۔ حق کے خلاف جس کی بات قبول کی جائے۔ ساحر کاہن جادوگر رمال جھاڑ وغیرہ سب جبت ہیں۔ طاغوت طغیان سے لیا گیا ہے سرکش حد سے بڑھ جانیوالا۔ ہر وہ لیڈر یا سردار یا حاکم جو باطل پرست ہو شیطان ماسوی اللہ جس کی عبادت کی جائے خواہ اس کی عبادت یہود و نصاریٰ یا مسلمان کھلم کھلا تو نہیں کرتے، بظاہر ایسے کام کرتے ہیں جو بت پرستوں کے ہیں۔
(۲) بظاہر کافروں کے ساتھ دوستی نہ رکھتے تھے، مگر مسلمانوں کی دشمنی سے کافروں کو مسلمانوں پر ترجیح دیتے تھے، جیسا کہ آج کل کے بدعتی قبر پرست اور مقلد ضدی موحدین و اہل حدیث کو کہتے ہیں کہ ان سے کافر اچھے ہیں یا یہ کافروں سے بدتر ہیں، یہی نہیں بلکہ جو شخص مشرب ان کی بدعتوں میں شریک نہ ہو اسے بھی ایسا ہی کہتے ہیں،

اَلسَّابِعَةُ التَّصْرِيْحُ بِوُقُوْعِهَا اَعْنِيْ عِبَادَةَ الْاَوْثَانِ فِيْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ فِيْ جُمُوْعٍ كَثِيْرَةٍ

الثَّامِنَةُ الْعَجَبُ الْعُجَابُ خُرُوْجُ مَنْ يَّدَّعِي النُّبُوَّةَ مِثْلَ الْمُخْتَارِ مَعَ تَكَلُّمِهٖ بِالشَّهَادَتَيْنِ وَتَصْرِيْحِهٖ بِاَنَّهٗ مِنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ وَاَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ، وَاَنَّ الْقُرْاٰنَ حَقٌّ، وَفِيْهِ اَنَّ مُحَمَّدًا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ وَمَعَ هٰذَا يُصَدَّقُ فِيْ هٰذَا كُلِّهٖ مَعَ التَّضَادِّ الْوَاضِحِ، وَقَدْ خَرَجَ الْمُخْتَارُ فِيْ اٰخِرِ عَصْرِ الصَّحَابَةِ وَتَبِعَهٗ فِئَامٌ كَثِيْرَةٌ،

التَّاسِعَةُ الْبِشَارَةُ بِاَنَّ الْحَقَّ لَا يَزُوْلُ بِالْكُلِّيَّةِ كَمَا زَالَ فِيْمَا مَضٰى بَلْ لَا تَزَالُ عَلَيْهِ طَائِفَةٌ

الْعَاشِرَةُ الْاٰيَةُ الْعُظْمٰى اَنَّهُمْ مَعَ قِلَّتِهِمْ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ وَلَا مَنْ خَالَفَهُمْ

الْحَادِيَةَ عَشْرَةَ اَنَّ ذٰلِكَ الشَّرْطَ اِلٰى قِيَامِ السَّاعَةِ

(۷) اس بات کی صراحت کہ اس امت کے بہت سے لوگ بت پرستی کریں گے

(۸) عجیب ترین بات کہ اس امت میں بھی نبوت کے مدعی ہوں گے جیسا کہ مختار[1] تھا، حالانکہ وہ کلمۂ شہادت کا اقرار کرتا تھا، اور اپنے آپ کو امت محمدیہ سے سمجھتا تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کو حق مانتا تھا جس میں آپ کا خاتم النبیین ہونا مذکور ہے، باوجود تمام باتوں کے جو جمع نہیں ہو سکتیں سچا مانتا تھا، یہ صحابہ کے آخری زمانہ میں نکلا، اور بہت سی جماعتوں نے اس کی پیروی کی

(۹) یہ خوشخبری کہ حق امت محمدیہ سے بالکل زائل نہ ہوگا جیسا کہ پہلی امتوں میں ہوا۔ بلکہ ایک گروہ ہمیشہ حق پر قائم رہے گا،

(۱۰) بڑی نشانی اور پیشین گوئی کہ یہ لوگ باوجود تعداد میں کم ہونے کے غالب رہیں گے، انہیں دشمنوں کی مخالفت اور اکیلا چھوڑنا ضرر نہ دے گا۔

(۱۱) یہ حالت قیامت تک رہے گی،

---

(۱) مختار بن ابی عبید ثقفی ۶۶ھ ہجری کے بعد کوفہ میں پہلے پہل حضرت حسین کے قاتلوں سے بدلہ لینے کے نام سے اٹھا، اس کے ساتھ اکثر شیعہ شریک ہو گئے، بہت سی جنگیں کیں، اور کوفہ پر تسلط ہو گیا، پھر آہستہ آہستہ یہ دعویٰ کیا، کہ مجھ پر وحی و الہام ہوتا ہے، لوگ اس کو نبی تسلیم کرنے لگے، ابن الزبیر نے اپنے بھائی مصعب کو جنگ کے واسطے بھیجا، جنہوں نے اسے قتل کیا، اسی طرح ہندوستان کا مسیح دجال قادیانی ہی جس نے پہلے اسلام کی مدد کے نام سے عیسائیوں، ہندوؤں سے مناظرہ کیا، جب عام طور پر کچھ اثر ہوا تو وحی و الہام کا دعویٰ کیا، اور اپنے آپ کو ظلی نبی بنا دیا، کبھی مہدی بنایا، اس قسم کے سینکڑوں دجال پہلے گذرے بعض نے مسیح دجال کی طرح اپنے آپ کو عیسیٰ بھی بتایا ہے، اللہ مسلمانوں کو ان کے مکر و دجل سے محفوظ رکھے، آمین۔

الثَّانِيَةَ عَشْرَةَ مَا فِيْهِ مِنَ الْاٰيَاتِ الْعَظِيْمَةِ مِنْهَا اِخْبَارُهٗ بِاَنَّ اللّٰهَ زَوٰى لَهُ الْمَشَارِقَ وَالْمَغَارِبَ وَاَخْبَرَ بِمَعْنٰى ذٰلِكَ فَوَقَعَ كَمَا اَخْبَرَ بِخِلَافِ الْجَنُوْبِ وَالشَّمَالِ، وَاِخْبَارُهٗ بِاَنَّهٗ اُعْطِيَ الْكَنْزَيْنِ وَاِخْبَارُهٗ بِاِجَابَةِ دَعْوَتِهٖ لِاُمَّتِهٖ فِي الْاِثْنَتَيْنِ وَاِخْبَارُهٗ بِاَنَّهٗ مُنِعَ الثَّالِثَةَ وَاِخْبَارُهٗ بِوُقُوْعِ السَّيْفِ وَاَنَّهٗ لَا يُرْفَعُ اِذَا وَقَعَ بِظُهُوْرِ الْمُتَنَبِّئِيْنَ فِيْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ وَاِخْبَارُهٗ بِبَقَاءِ الطَّائِفَةِ الْمَنْصُوْرَةِ، وَكُلُّ ذٰلِكَ وَقَعَ مِنْهَا مِنْ اَبْعَدِ مَا يَكُوْنُ فِي الْعُقُوْلِ

✣ ✣ ✣

✣

الثَّالِثَةَ عَشْرَةَ حَصْرُ الْخَوْفِ عَلٰى اُمَّتِهٖ مِنَ الْاَئِمَّةِ الْمُضِلِّيْنَ

الرَّابِعَةَ عَشْرَةَ التَّنْبِيْهُ عَلٰى مَعْنٰى عِبَادَةِ الْاَوْثَانِ۔

(۱۲) ان باتوں میں جو بڑی نشانیاں ہیں ان میں کہ ایک آپ کا یہ بتانا کہ اللہ نے میرے لئے مشرق و مغرب کو سمیٹ دیا جو بعینہ ایسا ہی ہوا بخلاف جنوب و شمال کے جس کا ذکر نہیں فرمایا۔ اور ایک آپ کا یہ بتانا کہ دو خزانے مجھے دیئے گئے۔ اور آپ کا یہ بتانا کہ امت کے بارے میں میری دو دعائیں قبول ہوئیں، اور ایک قبول نہیں ہوئی اور آپ کا یہ بتانا کہ امت میں تلوار چلے گی، پھر بند نہ ہوگی، اور آپ کا یہ بتانا کہ امت میں جھوٹے نبی ہوں گے، اور آپ کا یہ بتانا کہ حق کی جماعت قیامت تک باقی رہیگی، یہ سب باتیں جیسا کہ ذکر بیان فرمایا ہو گئیں، حالانکہ ان میں کی ہر ایک بات بظاہر دور از عقل و قیاس نظر آتی ہے،

(۱۳) امت کو صرف گمراہ کن سرداروں، علماء، اور لیڈروں سے خوف ہے کہ یہ بے راہ چلا کر تباہ نہ کریں،

(۱۴) بت پرستی کے کیا معنی ہیں؟

بَابُ مَا جَاءَ فِي السِّحْرِ

جادو کے احکام کا باب

وَقَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰى وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان۔ اور بلاشبہ یہ معلوم کر چکے

مَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ۲:۱۰۲

وَقَوْلِهِ يُؤْمِنُونَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوتِ قَالَ عُمَرُ الْجِبْتُ السِّحْرُ وَالطَّاغُوتُ الشَّيْطَانُ، وَقَالَ جَابِرٌ الطَّوَاغِيتُ كُهَّانٌ كَانَ يَنْزِلُ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ فِي كُلِّ حَيٍّ وَاحِدٌ،

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوبِقَاتِ، قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ وَمَا هُنَّ؟ قَالَ الشِّرْكُ بِاللهِ وَالسِّحْرُ وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ اللهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَأَكْلُ الرِّبٰوا، وَأَكْلُ مَالِ الْيَتِيمِ وَالتَّوَلِّي يَوْمَ الزَّحْفِ وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ

وَعَنْ جُنْدُبٍ مَرْفُوعًا حَدُّ السَّاحِرِ ضَرْبَةٌ بِالسَّيْفِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ الصَّحِيحُ أَنَّهُ مَوْقُوفٌ

وَفِي صَحِيحِ الْبُخَارِيِّ عَنْ بَجَالَةَ بْنِ عَبْدَةَ

کہ جس نے اسے (جادو) اختیار کیا۔ اس کے واسطے آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان، وہ جبت اور طاغوت پر ایمان لاتے ہیں، حضرت عمر نے کہا جبت جادو اور طاغوت شیطان ہے، جابر نے کہا طواغیت (جمع طاغوت) کاہن ہیں جن پر شیطان اترتا تھا، اور ہر قبیلہ کا ایک کاہن ہوا کرتا تھا،

ابو ہریرہ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، سات ہلک باتوں سے بچو، صحابہ نے عرض کیا یا رسول یہ کیا باتیں ہیں، فرمایا، اللہ کے ساتھ شرک کرنا، اور جادو کرنا، اور کسی جان کو ناحق مارنا، اور سود کا لین دین کرنا، اور یتیم کا مال کھانا اور جنگ کے دن پیٹھ دینا، اور پاکدامن بھولی بھالی ایمان والی عورتوں کو بدنام کرنا،

جندب سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جادوگر کی سزا تلوار سے مار دینا ہے، ترمذی نے اسے روایت کرکے کہا کہ اس کا موقوف ہونا (صحابی کا قول)[1] صحیح ہے۔

صحیح بخاری میں بجالہ بن عبدہ سے بیان ہے

(۱) یعنی آنحضرت کا قول نہیں بلکہ صحابی کا قول ہے، مرفوع وہ حدیث جس کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہو، موقوف وہ جس کی نسبت صحابہ کی طرف ہو۔

قَالَ كَتَبَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنِ اقْتُلُوا كُلَّ سَاحِرٍ وَسَاحِرَةٍ، قَالَ فَقَتَلْنَا ثَلَاثَ سَوَاحِرَ،

وَصَحَّ عَنْ حَفْصَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّهَا أَمَرَتْ بِقَتْلِ جَارِيَةٍ لَهَا سَحَرَتْهَا فَقُتِلَتْ، وَكَذٰلِكَ صَحَّ عَنْ جُنْدُبٍ، قَالَ أَحْمَدُ صَحَّ عَنْ ثَلَاثَةٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ فرمان لکھا کہ ہر جادوگر مرد و عورت کو قتل کر دو، بجالہ کہتے ہیں ہم نے تین جادوگرنیاں قتل کیں،[1]

ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا سے یہ بات صحت کو پہنچی کہ انہوں نے اپنی ایک لونڈی کے قتل کا حکم دیا جس نے ان پر جادو کیا تھا، پس وہ قتل کر دی گئی، اسی طرح جندب سے بھی جادوگر کا قتل صحیح طریق سے ثابت ہے، امام احمد حنبل نے کہا تین صحابیوں سے یہ مسئلہ صحیح ہوا ہے

فیہ مسائل

الْأُولٰى تَفْسِيرُ آيَةِ الْبَقَرَةِ۔

الثَّانِيَةُ تَفْسِيرُ آيَةِ النِّسَاءِ،

الثَّالِثَةُ تَفْسِيرُ الْجِبْتِ وَالطَّاغُوتِ وَالْفَرْقُ بَيْنَهُمَا،

الرَّابِعَةُ أَنَّ الطَّاغُوتَ قَدْ يَكُونُ مِنَ الْجِنِّ وَقَدْ يَكُونُ مِنَ الْإِنْسِ،

الْخَامِسَةُ مَعْرِفَةُ السَّبْعِ الْمُوبِقَاتِ الْمَخْصُوصَاتِ بِالنَّهْيِ،

السَّادِسَةُ أَنَّ السَّاحِرَ يَكْفُرُ،

السَّابِعَةُ أَنَّهُ يُقْتَلُ وَلَا يُسْتَتَابُ،

اس میں (۸) مطالب ہیں

(۱) سورہ بقرہ (ولقد علموا) کی تفسیر،

(۲) سورہ نساء کی آیت کی تفسیر،

(۳) جبت اور طاغوت کی شرح، اور دونوں کا فرق۔[2]

(۴) طاغوت جن و انسان دونوں میں سے ہوتے ہیں

(۵) سات مہلک گناہوں کا بیان جو خاص طور پر ممنوع ہیں،

(۶) جادوگر کافر ہے،

(۷) جادوگر کی سزا قتل ہے، اسکی توبہ قبول نہیں[3]

(۱) شارح کا بیان ہے کہ صحیح بخاری میں جادوگرنیوں کے قتل کا ذکر نہیں ہے، (۲) ان کی مزید شرح کے لئے حاشیہ (۱) صفحہ ۸۳ دیکھو، (۳) یعنی دنیا میں اس کی سزا قتل ہے لہذا قتل کیا جائیگا اگرچہ توبہ کرے، آخرت کا معاملہ خدا کے سپرد ہے، وہ چاہے معاف کرے۔

الثامنة وجود هذا في المسلمين على عهد عمر فكيف بعده؟

(۸) جب جادوگر حضرت عمرؓ کے زمانہ میں موجود تھے، تو اس کے مابعد کا کیا ذکر؟

باب بیان شیء من انواع السحر

جادو کے بعض اقسام کا بیان

قال احمد حدثنا محمد بن جعفر حدثنا عوف عن حيان بن العلاء حدثنا قطن بن قبيصة عن ابيه انه سمع النبي صلى الله عليه وسلم قال ان العيافة والطرق والطيرة من الجبت. قال عوف العيافة زجر الطير والطرق الخط يخط بالارض والجبت قال الحسن رنة الشيطان اسناده جيد.

امام احمد نے محمد بن جعفر سے روایت کی، وہ عوف سے، وہ حیان بن علاء سے وہ قطن بن قبیصہ سے۔ وہ اپنے باپ سے روایت کرتا ہے۔ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ پرندوں کو اڑا کر فال لینا، اور خط کھینچنا سحر میں داخل ہے عوف نے کہا۔ عیافہ پرند کو اڑا کر فال لینا، اور طرق زمین میں لکیر کرنا اور جبت شیطان کی آواز ہے، یہ حسن بصری کا قول ہے۔ اس کی سند حسن ہے۔

ولابي داود والنسائي وابن حبان في صحيحه المسند منه.

ابوداؤد ونسائی اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں صرف مرفوع حصہ روایت کیا، (یعنی عیافہ وغیرہ کی تفسیر حذف کر دی)

وعن ابن عباس رضي الله عنهما قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من اقتبس شعبة من النجوم فقد

ابن عباس کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس نے نجوم کا کوئی حصہ حاصل کیا، اس نے

اقتبس شعبة من السحر زاد ما زاد رواه ابو داود اسناده صحيح

جادو کا ایک حصہ حاصل کیا جسقدر نجوم زیادہ حاصل کریگا، اسی قدر سحر زیادہ لیگا، ابوداؤد نے بسند صحیح روایت کیا،

وللنسائي من حديث ابي هريرة من عقد عقدة ثم نفث فيها فقد سحر، ومن سحر فقد اشرك، ومن تعلق شيئا وكل اليه.

نسائی میں ابوہریرہ سے مروی ہے جس نے کوئی گرہ لگائی پھر اس پر پھونکا سو اس نے جادو کیا اور جو جادو کرے وہ شرک ہوا اور جسنے کوئی چیز لٹکائی، اس کے سپرد کیا جائے گا،

وعن ابن مسعود ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال الا هل انبئكم ما العضه هي النميمة القالة بين الناس، رواه مسلم.

ابن مسعود کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تمہیں عضہ نہ بتاؤں؟ یہ چغلی اور باتوں کو لوگوں میں پھیلانا ہے، مسلم نے روایت کیا،

ولهما عن ابن عمر رضي الله عنهما ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ان من البيان لسحرا

بخاری اور مسلم میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا بعض بیان بھی جادو ہوتا ہے[1]،

فيه مسائل

الاولى ان العيافة والطرق والطيرة من الجبت

الثانية تفسير العيافة والطرق

الثالثة ان علم النجوم من نوع السحر

الرابعة العقد مع النفث من ذلك

اس میں (۹) مطالب ہیں

(۱) عیافہ، طرق، اور طیرہ جبت میں داخل ہیں،

(۲) عیافہ اور طرق کی تشریح،

(۳) نجوم جادو میں داخل ہے۔

(۴) گرہ لگا کر پھونکنا اسی میں داخل ہے۔

(۱) فصاحت اور بیان یقیناً بہترین چیز ہے لیکن جو فصاحت حق کو باطل اور غلط کو صحیح کرنے کے لئے یا الحاد و کفر کی حمایت میں استعمال ہو، وہ سحر میں داخل ہے جملہ ان من البیان لسحرا۔ کلام موجہ کہلاتا ہے، اس لئے کہ اس میں مدح و ذم دونوں پہلو پائے جاتے ہیں

الخامسة ان النمیمة من ذلک،
السادسة ان من ذلک بعض الفصاحة

(۵) چغلی بھی اسی میں داخل ہے۔
(۶) بعض خوش گوئی اور فصاحت بھی اس میں داخل ہے۔

باب ما جاء فی الکھان ونحوھم

کاہنوں کا بیان

روی مسلم فی صحیحہ عن بعض ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من اتی عرافا فسالہ عن شیء فصدقہ لم تقبل لہ صلوٰۃ اربعین یوما

صحیح مسلم میں بعض ازواج مطہرات سے مروی ہے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتی ہیں آپ نے فرمایا، جو شخص کسی کاہن ونجومی کے پاس آکر اس سے کوئی بات دریافت کرے پھر اس کے بیان کی تصدیق کرے۔ تو اس کی چالیس روز کی نماز مقبول نہ ہوگی۔

وعن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من اتی کاھنا فصدقہ بما یقول فقد کفر بما انزل علی محمد صلی اللہ علیہ وسلم رواہ ابوداؤد۔

ابوہریرہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو شخص کسی رمال جفار اور کاہن کے پاس آکر کچھ دریافت کرے، اور اس کی تصدیق کرے، تو اس نے قرآن کا کفر کیا۔ ابوداؤد نے اسے روایت کیا

وللاربعۃ والحاکم وقال صحیح علی شرطھما عن ابی ھریرۃ

ابوداؤد ترمذی نسائی ابن ماجہ اور حاکم میں ابوہریرہ

من اتی عرافا او کاھنا فصدقہ بما یقول فقد کفر بما انزل علی محمد صلی اللہ علیہ وسلم (۱)

سے مروی ہے حاکم نے اسے صحیح کہا، آپ نے فرمایا، جو کسی نجومی اور کاہن کے پاس آئے، اور اس کی بات سچی بتائے، تو اس نے قرآن سے کفر کیا،

ولابی یعلی بسند جید عن ابن مسعود مثلہ موقوفا

ابویعلی نے بسند حسن ابن مسعود سے موقوف روایت کی (۲)

وعن عمران بن حصین مرفوعا لیس منا من تطیر او تطیر لہ او تکھن او تکھن لہ او سحر او سحر لہ، ومن اتی کاھنا فصدقہ بما یقول فقد کفر بما انزل علی محمد صلی اللہ علیہ وسلم، رواہ البزار باسناد جید، ورواہ الطبرانی فی الاوسط باسناد حسن من حدیث ابن عباس دون قولہ ومن اتی الی اخرہ قال البغوی العراف الذی یدعی معرفۃ الامور بمقدمات یستدل بھا

عمران بن حصین سے مرفوعا مروی ہے آپ نے فرمایا ہم سے وہ شخص نہیں جو فال لے یا اس کے واسطے فال لیجائے، یا کہانت کرے یا اس کے واسطے کہانت کیجائے، یا جادو کرے، یا اس کے واسطے جادو کیا جاوے۔ اور جو کسی کاہن کے پاس آکر اس کی تصدیق کرے، وہ قرآن سے کافر ہوگیا، اسے بزار نے بسند حسن روایت کیا، طبرانی نے اوسط میں بسند حسن ابن عباس سے اسے روایت کیا، مگر ومن اتی سے آخر تک اس میں نہیں ہے۔

بغوی نے کہا، عراف وہ ہے کہ خفیہ باتوں کے علم کا چند قرائن سے دعوے کرے، مثلا

---

(۱) اس جگہ نقل میں کچھ غلطی ہوئی ہے، احمد وحاکم کے الفاظ اس طرح ہیں من اتی عرافا او کاھنا، اور ابوداؤد کے الفاظ من اتی کاھنا فصدقہ بما یقول او اتی امراۃ فقد بریٔ بما انزل، منذری نے کہا اسے ترمذی نسائی، ابن ماجہ نے روایت کیا، غالبا مولف نے کسی تفسیر یا رسالہ سے یہ روایتیں نقل کی ہیں۔

(۲) موقوف صحابی کا قول فعل اور مرفوع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قول وفعل۔

عَلَى الْمَسْرُوْقِ وَمَكَانِ الضَّالَّةِ وَ نَحْوِ ذٰلِكَ

وَقِيْلَ هُوَ الْكَاهِنُ

وَالْكَاهِنُ هُوَ الَّذِيْ يُخْبِرُ عَنِ الْمُغَيَّبَاتِ فِي الْمُسْتَقْبَلِ، وَقِيْلَ الَّذِيْ يُخْبِرُ عَمَّا فِي الضَّمِيْرِ

وَقَالَ أَبُو الْعَبَّاسِ ابْنُ تَيْمِيَّةَ رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى الْعَرَّافُ اسْمٌ لِلْكَاهِنِ وَالْمُنَجِّمِ وَالرَّمَّالِ وَنَحْوِهِمْ، مِمَّنْ يَتَكَلَّمُ فِي مَعْرِفَةِ الْأُمُوْرِ بِهٰذِهِ الطُّرُقِ

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فِي قَوْمٍ يَكْتُبُوْنَ أَبَا جَادٍ وَيَنْظُرُوْنَ فِي النُّجُوْمِ مَا أَرٰى مَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ لَهُ عِنْدَ اللهِ مِنْ خَلَاقٍ

چوری نکالے یا گمی چیز بتائے،

اور بعض نے کہا کہ عراف کاہن ہے، کاہن وہ ہے جو آیندہ آنے والی خفیہ باتوں کو بتائے، اور بعض نے کہا کاہن وہ ہے، جو دل کی بات بتائے،

ابو العباس ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا، عراف ایک جامع لفظ ہے جو کاہن نجومی رمال جفار وغیرہ سب پر بولا جاتا ہے، جو خفیہ باتیں اور تقدیر ان علوم کے ذریعہ بتائے

ابن عباس نے ان لوگوں کی بابت کہا جو ابجد کا حساب کرتے تھے، اور نجوم سیکھتے تھے کہا میرے نزدیک ایسے کام کرنے والوں کے لئے اللہ کے یہاں کوئی حصہ نہیں ہے،

*

فِيْهِ مَسَائِلُ

الْأُوْلٰى لَا يَجْتَمِعُ تَصْدِيْقُ الْكَاهِنِ مَعَ الْإِيْمَانِ بِالْقُرْاٰنِ،

الثَّانِيَةُ التَّصْرِيْحُ بِأَنَّهُ كُفْرٌ،

اس میں (۷) مطالب ہیں

(۱) قرآن پر ایمان اور کاہن کی تصدیق دونوں ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتے،

(۲) صاف تصریح کہ کاہن وغیرہ کی تصدیق کفر ہے

(۱) عرب میں عراف، کاہن، منجم وغیرہ کا بڑا زور تھا، ان سے اپنی تقدیر دریافت کرتے، معاملات میں رائے و مشورہ لیتے نزاع و جدال کے وقت فیصلہ حاصل کرتے، بیماری میں علاج کراتے، یہ تمام شعبے شیطانی اثر کے ماتحت ایک خاص قسم کی حرفت کی صورت میں ادا ہوتے تھے، اسلام نے آکر ان سب کو یک لخت باطل و مردود ٹھیرایا، کاہن وہ جو خفیہ امور بتائے، منجم جو نجوم کے ذریعہ طالع وغیرہ نکال کر بھلائی برائی بتائے، عراف وہ جو چوری و فال وغیرہ کے اسباب و علامات بتائے ان سب میں کاہن کا لفظ زیادہ عام ہے اسی واسطے کاہن کی برائی اور اس کے کفر کا اعلان کیا گیا۔

الثَّالِثَةُ ذِكْرُ مَنْ تُكُهِّنَ لَهُ

الرَّابِعَةُ ذِكْرُ مَنْ تُطُيِّرَ لَهُ

الْخَامِسَةُ ذِكْرُ مَنْ سُحِرَ لَهُ

السَّادِسَةُ ذِكْرُ مَنْ تَعَلَّمَ أَبَا جَادٍ

السَّابِعَةُ ذِكْرُ الْفَرْقِ بَيْنَ الْكَاهِنِ وَالْعَرَّافِ

(۳) جس کے واسطے کہانت کی جائے وہ مسلمانوں سے خارج ہے،

(۴) جس کے واسطے فال لی جائے وہ بھی مسلمانوں سے خارج ہے،

(۵) جس کے واسطے جادو کیا جائے وہ بھی اسلام سے خارج ہے،

(۶) جو ابجد کے حساب کو نجوم وغیرہ کے لئے استعمال کرے،

(۷) کاہن و عراف کے معنی اور اس میں فرق،

بَابُ مَا جَاءَ فِي النُّشْرَةِ

جادو اتارنے کا بیان

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنِ النُّشْرَةِ فَقَالَ هِيَ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ

رَوَاهُ أَحْمَدُ بِسَنَدٍ جَيِّدٍ وَأَبُو دَاوُدَ

سُئِلَ أَحْمَدُ عَنْهَا فَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ يَكْرَهُ هٰذَا كُلَّهُ

وَفِي الْبُخَارِيِّ عَنْ قَتَادَةَ قُلْتُ لِابْنِ الْمُسَيَّبِ رَجُلٌ بِهِ طِبٌّ أَوْ يُؤْخَذُ عَنِ امْرَأَتِهِ أَيُحَلُّ عَنْهُ أَوْ يُنَشَّرُ؟

جابر کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نشرہ (جادو اتارنے) کی بابت فرمایا، یہ شیطان کا کام ہے،

احمد اور ابو داؤد نے بسند صحیح اسے روایت کیا، امام احمد سے اس کی بابت سوال کیا گیا تو وہ بولے ابن مسعود ان سب کو ناپسند کرتے تھے

صحیح بخاری میں قتادہ سے ہے کہ میں نے سعید بن المسیب سے دریافت کیا ایک شخص پر جادو ہو گیا یا ٹوٹکا جس سے وہ اپنی عورت کے

قَالَ لَا بَأْسَ بِهِ إِنَّمَا يُرِيدُونَ بِهِ الْإِصْلَاحَ، فَأَمَّا مَا يَنْفَعُ فَلَمْ يُنْهَ عَنْهُ انتهى

پاس نہیں آسکتا، کیا اس کا حل کیا جائے یا نشرہ کریں۔ بولے اس میں کوئی حرج نہیں اس سے اصلاح مقصود ہے، جو فائدہ دے اس کی ممانعت نہیں۔

وَرُوِيَ عَنِ الْحَسَنِ أَنَّهُ قَالَ لَا يَحُلُّ السِّحْرَ إِلَّا سَاحِرٌ

حسن بصری کہتے ہیں جادو کو جادوگر ہی اتارتا ہے۔

قَالَ ابْنُ الْقَيِّمِ النُّشْرَةُ حَلُّ السِّحْرِ عَنِ الْمَسْحُورِ وَهِيَ نَوْعَانِ حَلٌّ بِسِحْرٍ مِثْلِهِ وَهُوَ الَّذِي مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ وَعَلَيْهِ يُحْمَلُ قَوْلُ الْحَسَنِ فَيَتَقَرَّبُ النَّاشِرُ وَالْمُنْتَشِرُ إِلَى الشَّيْطَانِ بِمَا يُحِبُّ فَيُبْطِلُ عَمَلَهُ عَنِ الْمَسْحُورِ

ابن قیم کہتے ہیں نشرہ جادو کا اثر دور کرنا ہے اس کی دو قسمیں ہیں، ایک جادو بذریعہ جادو اتارنا ہے یہی شیطانی عمل ہے، اور اسی پر حسن بصری کا قول محمول ہوگا، سو جادو اتارنے والا اور جادو اتروانے والا دونوں شیطان کی پسند کے کام کرکے اس کی قربت حاصل کرتے ہیں، وہ اپنا اثر دور کر دیتا ہے،

وَالثَّانِي النُّشْرَةُ بِالرُّقْيَةِ وَالتَّعَوُّذَاتِ وَالْأَدْوِيَةِ وَالدَّعَوَاتِ الْمُبَاحَةِ فَهٰذَا جَائِزٌ

دوسری قسم جادو اتارنے کی منتر استعاذہ دوائیں اور مباح دعائیں ہیں، سو یہ جائز ہے

(۱) سعید بن المسیب کے کلام سے یہ سمجھنا کہ جادو بذریعہ جادو اتار سکتے ہیں، نہایت غلط اور قریب بہ کفر ہے، اس لئے کہ اللہ عزوجل نے جادو اور جادوگر کے تمام اعمال کفر فرمائے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے عمل شیطانی فرمایا، اس کے خلاف پر اعتقاد رکھنا، اور اس کو نافع ماننا بدترین کفر اور اتباع ہوا کی حماقت ہے حقیقت یہ ہے کہ سعید بن المسیب نے صرف جائز اور مباح ذرائع کی اجازت دی ہے اور اس کے سوا ان کے کلام کا کوئی اور محل ممکن نہیں، بعض جاہلوں نے یہ سمجھ کر کہ سحر کی حالت میں اضطرار کی صورت ہے یا اکراہ کی، یہ اجازت دی ہے کہ شرکیہ سحر کے ذریعہ اسے اتارنا درست ہے، ہم نے پہلے صفحہ پر اس کا بیان ابھی طرح کر دیا ہے، کیسے اضطرار اور اکراہ کو کوئی تعلق نہیں ادعیہ شرعیہ کا بہترین استعمال اور نفع عمیں ہے، مگر اس جگہ پر کروہ تشخیص کی جاتی ہے جو منشاء اضطرار یہ ہے کہ انسان بھوک سے مرتا ہو کھانے پینے کی کوئی چیز نہ ہو تو وہ حرام چیز مردار وغیرہ استعمال کرکے اپنی زندگی بچائے اس کی اجازت شرع نے دی ہے، اکراہ یہ ہے کہ انسان کو قتل کی دھمکی دی جائے، اور کہا جائے کہ کلمہ کفر کہو ورنہ قتل کر دیا جائیگا، ایسی صورت میں بظاہر کلمہ کفر کہنا جائز ہے بشرطیکہ دل میں اس سے نہایت سخت کراہت ہو، مگر یہ صرف مباح ہے،

باقی صفحہ ۹۵

فیہ مسائل

الْأُولَى النَّهْيُ عَنِ النُّشْرَةِ۔

الثَّانِيَةُ الْفَرْقُ بَيْنَ الْمَنْهِيِّ عَنْهُ وَالْمُرَخَّصِ فِيهِ مِمَّا يُزِيلُ الْإِشْكَالَ

اس میں (۲) مطالب ہیں

(۱) نشرہ کی ممانعت و حرمت،

(۲) کس قسم کا جادو اتارنا درست اور کس قسم کا حرام ہے، اس کی ایسی تفصیل کہ اشکال دور ہو جائے

بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّطَيُّرِ

بدشگون لینے کا بیان

وَقَوْلُ اللّٰهِ تَعَالَى أَلَا إِنَّمَا طَائِرُهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۷-۱۳۱

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے، خبردار بلاشبہ ان کی بدشگونی اللہ کے پاس ہے لیکن ان میں سے اکثر لوگ نہیں جانتے۔

وَقَوْلُهُ تَعَالَى قَالُوا طَائِرُكُمْ مَعَكُمْ أَئِنْ ذُكِّرْتُمْ بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ مُسْرِفُونَ ۱۹-۳۶

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ بولے تمہاری بدفالی تمہارے ساتھ ہے، کیا اگر تم نصیحت حاصل کرتے، بلکہ تم حد سے بڑھنے والے ہو۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۴) اس سے زیادہ اعلیٰ و افضل یہ صورت ہے کہ اپنی جان دے دی اور کفر کرے ہی نہیں ... [illegible] تو اللہ کے ساتھ ہرگز شرک نہ کر اگرچہ تجھے ... ابتلا ڈالیں، انبیاء علیہم السلام کے لئے اکراہ میں بھی حق کہنا عزیمت و فرض تھا، اگر کسی طرح اس کی رخصت نہیں کیونکہ یہ لوگوں کے واسطے مقتدیٰ بنا کر بھیجے گئے تھے، پس سحر کے ذریعہ یا شرکیہ وظائف کے ذریعہ علاج ذرہ اضطرار میں داخل ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ اللہ نے حرام چیز میں شفا نہیں رکھی، اور فرمایا کہ حرام چیز شفا نہیں بلکہ بیماری ہے۔ پھر ایک بیماری کے ہزاروں علاج ہوسکتے ہیں، اس لئے اسے اضطرار کہنا ... [illegible] ... مباح ہو اور ... علاج کی فضیلت صحیح احادیث میں وارد ہے، اکراہ بھی نہیں ... [illegible] ... قرآن کے خلاف ہے جیسا کہ فرمایا فَيَتَعَلَّمُونَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُونَ بِهِ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهِ، جس سے خاوند بیوی کا عمل کیا جاتا ہے یا تخیل کی صورت پیدا ہوتی ہے جو حقائق سے دور اور محض نظر بندی ہی ہے، یہ جو عام خیالات ہیں کہ جادو سے طباق الٹ دیئے جاتے ہیں، انسان کو طوطا مرغ وغیرہ بنایا جاتا ہے یہ محض خرافات اور بے اصل ہے، پس سحر کے دوسرے کفر و سحر کی اجازت کسی طرح نہیں ثابت ہو

(باقی صفحہ ۹۶)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا عَدْوَى وَلَا طِيَرَةَ وَلَا هَامَةَ وَلَا صَفَرَ

ابوہریرہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ایک کی بیماری دوسرے کو نہیں لگتی، نہ بدفالی کوئی چیز ہے، نہ اُلّو کا بولنا کوئی اثر رکھتا ہے، نہ صفر کچھ ہے

※

أَخْرَجَاهُ

یہ بخاری ومسلم کی روایت ہے۔

زَادَ مُسْلِمٌ وَلَا نَوْءَ وَلَا غُولَ

مسلم میں یہ بھی ہے کہ نہ نچھتر، اور نہ بھوت۔

وَلَهُمَا عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا عَدْوَى وَلَا طِيَرَةَ وَيُعْجِبُنِي الْفَأْلُ، قَالُوا وَمَا الْفَأْلُ، قَالَ الْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ

بخاری ومسلم نے حضرت انس سے روایت کی وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں، آپ نے فرمایا ایک کی بیماری دوسرے کو متعدی نہیں ہوتی، نہ بدفالی کوئی چیز ہے، اور فال مجھے پسند ہے، عرض کیا گیا فال کیا چیز ہے؟ فرمایا عمدہ لفظ جو انسان دوسرے سے سنتا ہے۔(۱)

وَلِأَبِي دَاوُدَ بِسَنَدٍ صَحِيحٍ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ ذُكِرَتِ الطِّيَرَةُ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَحْسَنُهَا الْفَأْلُ، وَلَا تَرُدُّ مُسْلِمًا فَإِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ مَا يَكْرَهُ، فَلْيَقُلِ اللَّهُمَّ لَا يَأْتِي بِالْحَسَنَاتِ إِلَّا أَنْتَ،

ابوداؤد میں بسند صحیح عقبہ بن عامر سے مروی ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بدشگون کا ذکر ہوا، آپ نے فرمایا، اس میں بہتر فال ہے، اور یہ مسلمان کو کسی مقصد سے باز نہیں رکھتی، جب کوئی ناپسند بات دیکھے تو کہے اے اللہ تیرے سوا کوئی بھلائی

(۱) مثلاً کوئی کام کر رہا ہے، اس اثنا میں سہل یا نجح سنا اور اپنے معاملہ کے آسان ہونے کا خیال کیا یا کسی معاملہ میں کسی بات پر غور کر رہا ہے ہدایت یا راشد یا ہادی سنا اور اس سے خیال کیا کہ میرا معاملہ رشد و ہدایت پر انجام پائیگا، یہ محض اتفاقی بات ہو

(بقیہ حاشیہ ص۹۵) نہ اکراہ ہے، نہ اضطرار بلکہ اس کے ذریعہ شرک و شرکیات کا اقرار و اعتراف ہوتا ہے، اور یہ اعتقاد قائم کیا جاتا ہے کہ شرک سے شرک دور ہوتا ہے، حالانکہ گندگی سے گندگی کیا دور ہوگی، بلکہ توحید سے شرک دور ہوگا، اللہ تعالی اپنا خاص رحم فرمائے، اور اپنے حبیب کی راہ سے کسی کو گمراہ نہ کرے۔ آمین۔

وَلَا يَدْفَعُ السَّيِّئَاتِ إِلَّا أَنْتَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِكَ

نہیں لاتا، اور تیرے سوا کوئی برائی دور نہیں کرتا، اور تیری مدد کے بغیر نہیں نہ بھلائی کی طاقت نہ برائی سے باز رہنے کی ہمت ہے۔

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ مَرْفُوعًا الطِّيَرَةُ شِرْكٌ، الطِّيَرَةُ شِرْكٌ وَمَا مِنَّا إِلَّا وَلَكِنَّ اللهَ يُذْهِبُهُ بِالتَّوَكُّلِ. رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهُ وَجَعَلَ آخِرَهُ مِنْ قَوْلِ ابْنِ مَسْعُودٍ

ابن مسعود کہتے ہیں آپ نے فرمایا بدفالی شرک ہے، بدفالی شرک ہے، اور ہم میں کوئی ایسا نہیں جسے بشریت سے ایسا وہم نہ گذرتا ہو، مگر اللہ تعالی توکل سے اس کو دفع کرتا ہے، اسے ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کرکے صحیح کہا، اور آخری جملہ "وما منا" الخ ابن مسعود کا قول بتایا، (۱)

※

وَلِأَحْمَدَ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ عَمْرٍو مَنْ رَدَّتْهُ الطِّيَرَةُ عَنْ حَاجَتِهِ فَقَدْ أَشْرَكَ، قَالُوا فَمَا كَفَّارَةُ ذَلِكَ؟ قَالَ أَنْ تَقُولَ اللَّهُمَّ لَا خَيْرَ إِلَّا خَيْرُكَ وَلَا طَيْرَ إِلَّا طَيْرُكَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ

امام احمد نے اپنی مسند میں ابن عمر سے یہ روایت کیا کہ آپ نے فرمایا جسے بدفالی اپنے کام سے روک دے تو اس نے شرک کیا، بولے اس کا کیا کفارہ ہوگا؟ فرمایا یہ کہے۔ اے اللہ تیری بھلائی کے سوا کوئی بھلائی نہیں، اور تیرے پرند کے سوا کوئی پرند نہیں، اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں،

※ ※ ※

※

وَلَهُ مِنْ حَدِيثِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا إِنَّمَا الطِّيَرَةُ مَا أَمْضَاكَ أَوْ رَدَّكَ

اور مسند احمد میں فضل بن عباس کی روایت سے یہ ہے کہ بدفالی وہ ہے جو تجھے کسی کام میں لیجائے (یعنی صرف وسوسہ نہیں بلکہ اس پر عمل کرنا اس کا اعتقاد رکھنا گناہ ہے۔)

※

(۱) یعنی اتنا حصہ "ہم میں کوئی ایسا نہیں جسے بشریت سے ایسا وہم نہ گذرتا ہو، مگر اللہ توکل سے اُسے دفع کرتا ہے" آپ کا فرمان نہیں، بلکہ ابن مسعود کا قول ہے پس یہ موقوف ہوگا۔

فِیْهِ مَسَائِلُ

اَلْاُوْلٰی اَلتَّنْبِیْهُ عَلٰی قَوْلِهٖ اَلَا اِنَّمَا طٰٓئِرُهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ مَعَ قَوْلِهٖ طٰٓئِرُكُمْ مَّعَكُمْ۔

اَلثَّانِیَةُ نَفْیُ الْعَدْوٰی۔

اَلثَّالِثَةُ نَفْیُ الطِّیَرَةِ۔

اَلرَّابِعَةُ نَفْیُ الْهَامَةِ

اَلْخَامِسَةُ نَفْیُ الصَّفَرِ

اَلسَّادِسَةُ اَنَّ الْفَاْلَ لَیْسَ مِنْ ذٰلِكَ بَلْ مُسْتَحَبٌّ

اَلسَّابِعَةُ تَفْسِیْرُ الْفَاْلِ

اَلثَّامِنَةُ اَنَّ الْوَاقِعَ فِی الْقُلُوْبِ مِنْ ذٰلِكَ مَعَ كَرَاهَتِهٖ لَا یَضُرُّ بَلْ یُذْهِبُهُ اللّٰهُ بِالتَّوَكُّلِ

اَلتَّاسِعَةُ ذِكْرُ مَا یَقُوْلُ مَنْ وَجَدَهٗ

اَلْعَاشِرَةُ اَلتَّصْرِیْحُ بِاَنَّ الطِّیَرَةَ شِرْكٌ

اَلْحَادِیَةَ عَشْرَةَ تَفْسِیْرُ الطِّیَرَةِ الْمَذْمُوْمَةِ

اس میں (۱۱) مطالب ہیں

(۱) یہ بتانا کہ ان کی بدشگونی اللہ کے پاس ہے اور یہ آیت بھی تمہاری بدفالی تمہارے ساتھ ہے۔

(۲) مرض کے متعدی ہونے کا انکار۔

(۳) بدشگونی کا انکار۔

(۴) الّو سے بدفالی کا انکار۔

(۵) صفر کا انکار(۱)

(۶) نیک فال ممنوع نہیں، بلکہ مستحب ہے۔

(۷) فال کی تشریح۔

(۸) دل میں اگر یہ باتیں اتفاقاً بطور وسوسہ آجائیں اور انسان انہیں ناپسند کرے تو کوئی نقصان نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ توکل ہی سے اسے دفع کرتا ہے۔

(۹) جس کے دل میں ایسا وسوسہ آئے وہ کیا کہے۔

(۱۰) صاف بیان فرمایا کہ بدشگونی شرک ہے۔

(۱۱) بدشگونی کی تشریح۔

(۱) مولف رحمہ اللہ نے حسب دستور اس باب میں جو قابل تشریح الفاظ آئے ہیں ان کی تشریح نہیں کی۔ اس لئے ہم پہلے تمام باب کا خلاصہ لکھ کر پھر مشکل الفاظ کی تشریح کریں گے۔

واقعہ یہ ہے کہ اسلام سے قبل جاہلوں اور بعض فلسفہ و طب کے مدعیوں میں یہ خیال قائم ہو چکا تھا، جو اب تک ملاحدہ و بے دین لوگوں میں رائج ہے کہ بہت سی بیماریاں متعدی ہیں۔ اگر کسی بیمار کے پاس دوسرا بیٹھے، یا اس کے ساتھ کھائے پیئے، یا اس کا جھوٹا پانی پی لے تو وہ بیماری اسے بھی بالضرور لگ جاتی ہے۔ اس کے متعلق یہ بھی خیال تھا کہ ہر ایک بیماری کا ایک دیوتا یا بھوت پری وغیرہ ہے، اور وہ فلاں فلاں چیز سے ناراض ہو کر مریض کو ہلاک کر دیتا اور فلاں فلاں چیز سے

بَابُ مَا جَاءَ فِی التَّنْجِیْمِ

نجوم کا بیان

قَالَ الْبُخَارِیُّ فِیْ صَحِیْحِهٖ قَالَ قَتَادَةُ خَلَقَ اللّٰهُ هٰذِهِ النُّجُوْمَ لِثَلَاثٍ زِیْنَةً لِلسَّمَآءِ، وَرُجُوْمًا لِلشَّیٰطِیْنِ

صحیح بخاری میں قتادہ کا یہ قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تارے تین باتوں کے لئے بنائے ہیں (۱) آسمان کی زینت (۲) شیطانوں کی مار

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۸) خوش ہوتا ہے۔ اس اعتقاد میں شرک کی بہت سی باتیں ہیں۔ (الف) یہ اعتقاد رکھنا کہ بیماری کا کوئی دیوتا ہے صریح شرک اور عین وہم پرستی ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں (ب) اس عقیدہ میں خدا کے سوا دوسروں کو شریک کرنا، اور بلا کسی معقول حجت و دلیل یہ فیصلہ کرنا کہ فلاں فلاں بیماری متعدی ہے۔ (ج) یقیناً دنیا عالم اسباب ہے، کھانے سے ہمارا پیٹ بھرتا ہے اور پانی سے پیاس بجھتی ہے، آگ سے بدن جلتا اور برف سے سردی حاصل ہوتی ہے۔ کھلے میدان میں دھوپ لگتی اور سایہ میں ٹھنڈک پہنچتی ہے۔ شرع نے ظاہری اسباب کی کسی مخالفت نہیں کی۔ مگر باطنی اعتقاد میں وہ اعتقادات جو صریح توحید کے منافی ہیں، رد کر دیئے، اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ ظاہری امور نہیں، بلکہ ان پر اعتقاد رکھنا توحید کے خلاف ہے۔ کیونکہ توحید یہ ہے کہ باطنی امور میں صرف اللہ تعالیٰ کو مسبب الاسباب سمجھا جائے۔ نہ کسی اور چیز کو خواہ انسان ہو یا فرشتہ، جن ہو یا کچھ اور، اسی طرح پانی سے پیاس بجھتی اور آگ جلاتی ہے، مگر کیا یہ طبیعت خود آگ اور پانی میں بذات خود حاصل ہے یا اس طبیعت پر کسی کا تصرف ہے جس کے حکم سے چیز پانی پیاس بجھاتی اور آگ جلاتی ہے؟ اس جگہ ملاحدہ و فلاسفہ جو ظاہری امور کے معتقد اور ذات باری تعالیٰ کے منکر ہیں یہ سمجھتے ہیں کہ یہ طبیعت خود بخود اس چیز میں ہے۔ اس کی کوئی اور علت نہیں، یہ ان کی حماقت اور ظاہر پرستی ہے، واقعہ و حقیقت اسلام اس کے خلاف ہے۔ ہم ہزاروں مرتبہ دیکھتے ہیں کہ آگ نہیں جلاتی، اور پانی سے پیاس نہیں بجھتی، بلکہ اور ترقی کر جاتی ہے۔ اگر اس کی کوئی اور علت نہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ یہ طبیعت اپنا اثر نہ کرے، یہ تجربے ہزاروں مرتبہ ہو چکے ہیں اور ہوتے رہتے ہیں۔ پس ظاہری اسباب کا ہم انکار نہیں کرتے مگر ان اسباب کی کوئی باطنی علت بھی ہے یعنی امر الٰہی جس کے ہوتے ہوئے وہ طبیعت اپنا اثر کر سکتی ہے ورنہ وہ طبیعت اپنے اثر سے محروم رہے گی، یا یوں کہو کہ وہ کیفیت ذاتی نہیں لہٰذا اس سے سلب ہو سکتی ہے ہم طبیعت کے اسی حد تک معتقد ہیں جو ظاہر سے متعلق ہے، باقی حصہ پر شرع کا تصرف قبول کر کے اسے باطنی علت کے متعلق کرتے ہیں۔

انسانی علم کی بنا اور تحقیقات و مشاہدات اور استقراء و تجربہ و قرب پر ہے، ان میں کوئی بھی ہر حیثیت سے قابل اعتماد و لائق اعتقاد نہیں، شرع درحقیقت اصل اصیل اور تمام علوم و فنون کی صحیح کسوٹی ہے اس کے بغیر ایک لمحہ ادھر ادھر ہونا کھلی ضلالت و بربادی ہے۔

پس بیماریوں کے متعلق جتنے قدیم اسباب اطبا نے بیان کئے، اگر شرع کی کسوٹی کے خلاف نہیں ہیں، تو قابل اعتماد

وَعَلَامَاتٍ يُهْتَدَىٰ بِهَا، فَمَنْ تَأَوَّلَ فِيهَا غَيْرَ ذٰلِكَ أَخْطَأَ وَأَضَاعَ نَصِيبَهُ

(۳) سمت و راستہ معلوم کرنے کی علامتیں، سو جس نے ان باتوں کے علاوہ کچھ اور سمجھا خطا کی، اور اپنا آخرت کا حصہ ضائع کیا،

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۹) اور صحیح سمجھے جائیں گے، اگر خلاف شرع ہوں، غلط اور باطل ٹھہریں گے، اس لئے کہ یہ محض ظنیات و قربیات یا تجربات وغیرہ پر مبنی ہیں، جن کا ہر حال میں صحیح ہونا کسی ذی عقل کے نزدیک معتبر نہیں، پھر ان بیماریوں سے متعلق جنھیں متعدی کہا جاتا ہے، زیادہ تر وہم و ظن کا اثر ہے، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عدویٰ (بیماری کا متعدی ہونا) کوئی چیز نہیں، ایک شخص نے کہا کہ ایک اونٹ کے کھجلی ہو جاتی ہے، پھر یہ کسی تندرست اونٹوں میں پہونچ جاتا ہے تو سب کو لگ جاتی ہے۔ آپ نے فرمایا آخر اس پہلے کے کھجلی کس سے لگ گئی؟ طاعون کی بابت اسی واسطے فرمایا کہ جس جگہ ہو وہاں نہ جاؤ، شریعت نے جہاں برے اعتقاد کی مخالفت فرمائی وہاں ایسے ذرائع و اسباب سے بھی روک دیا ہے جس کی بدولت ایسے اعتقاد پیدا ہونے کا شبہ ہو، یہ بہترین حکمت اور اعلیٰ ترین اصول تحفظ ہے، اس کا مقصد یہ ہے کہ آگ ہو یا اور کوئی چیز، بالحکم الٰہی کچھ ایذا انہیں دے سکتی حقیقت یہی ہے، مگر خواہ مخواہ اپنے آپ کو ایسے امتحان میں مت ڈالو، نہ خدا کی قدرت کا امتحان کرو کہ یہ تمہارے منصب سے خارج اور تمہارے فرائض سے الگ ہے۔ امراض کے متعدی ماننے میں شرک کے علاوہ بدترین بداخلاقی کا اظہار بھی ہے، اکثر اوقات اس سے انسان انسان کی ہمدردی سے دور چلا جاتا ہے جو انسانیت کے خلاف ہے، مثلاً طاعون کے مریض کی تیمارداری نہیں کی جاتی، چیچک والوں سے دور بھاگتے ہیں، عموماً ایسے بیمار اکیلے پڑے پڑے مر جاتے ہیں، اور اپنے رشتہ داروں کی رفاقت سے محروم ہو جاتے ہیں، ان تمام خرابیوں کے دیکھتے ہوئے شرع مطہر نے یہ اعلان فرمایا کہ یہ سب اوہام و خرافات ہیں کوئی بیماری کسی دوسرے کو ہرگز نہیں لگتی، نہ متعدی ہونا کوئی قابل اعتماد خیال ہے۔

رہا بدفالی لینا، بھوت سے ڈرنا، نجوم وغیرہ کے اعتقاد پر بارش کا انحصار سمجھنا، الو کے متعلق برے یا بھلے اعتقاد رکھنا یہ سب اوہام پرستی اور شرک و جاہلیت کے کام ہیں، واقعہ میں ظن کے سوا اس میں کوئی اصلیت نہیں، پھر شرع کے مقصد کے صریح خلاف ہیں، اس لئے کہ یہ اعتقاد سے متعلق ہیں، بالخصوص بھلائی برائی کے متعلق کسی باطنی چیز کو سبب سمجھنا صاف شرک ہے، خواہ وہ ولی ہو یا پیغمبر ہو یا فرشتہ، جن ہو یا اور کوئی آسمانی و زمینی چیز، یہ اعتقاد صرف ذات باری تعالیٰ سے مخصوص ہے، اور بس، اب ہم مشکل الفاظ کی تشریح کرتے ہیں۔

عَدْوٰی مرض کا متعدی ہونا، ایک بیمار کا اثر دوسرے کو پہنچنا، طِیَرَۃ، طَیْر، طائر کسی چیز سے نحوست لینا بدفالی لینا، بدشگون سمجھنا عموماً عرب لوگ پرندوں کو اڑا کر یا اڑتے کو اپنے مقام سے بھگا کر نیک و بد فال لینے کے عادی تھے اس لئے اس کا نام طیرہ طائر و طیرہ رکھا گیا، ایک روایت میں وارد ہے کہ اگر کسی چیز میں نحوست ہے تو ان تین چیزوں میں ہے عورت، گھر، گھوڑا۔ اس کی بابت علماء میں بہت اختلاف ہے، مولف کتاب علامہ محمد بن عبدالوہاب نجدی سے بھی اس کی تشریح طلب کی گئی تھی، انھوں نے جواب دیا کہ یہ مسئلہ میری سمجھ میں اچھی طرح نہیں آیا، واقعہ یہ ہے کہ یہ مشکل مسئلہ ہے۔ آخری رائے یہ ہے کہ اگر ان چیزوں میں کسی قسم کا خیال کرے گا تو گرفت نہ ہوگی، گویا شریعت نے عام خیال کی اس طرح تمہید کر دی ہے۔ گویا درحقیقت ان چیزوں میں کوئی نحوست نہیں ہے، یہ الگ بات ہے۔

وَتَكَلَّفَ مَا لَا عِلْمَ لَهُ بِهِ. انتهى

اور اس چیز کا تکلف کیا جس کا اسے علم نہیں، بخاری کی عبارت ختم ہوئی،

وَكَرِهَ قَتَادَةُ تَعَلُّمَ مَنَازِلِ الْقَمَرِ وَلَمْ يُرَخِّصِ ابْنُ عُيَيْنَةَ فِيهِ ذَكَرَهُ حَرْبٌ عَنْهُمَا، وَرَخَّصَ فِي تَعَلُّمِ الْمَنَازِلِ أَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ

قتادہ نے چاند کی منزلوں کا سیکھنا مکروہ بتایا ابن عیینہ نے بھی اس کی اجازت نہ دی، حرب نے یہ دونوں روایتیں بیان کیں ہیں، امام احمد اور اسحٰق نے منازل کے سیکھنے کی اجازت دی (۱)

وَعَنْ أَبِي مُوسَىٰ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةٌ لَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ: مُدْمِنُ الْخَمْرِ وَمُصَدِّقٌ بِالسِّحْرِ وَقَاطِعُ الرَّحِمِ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابْنُ حِبَّانَ فِي صَحِيحِهِ،

ابو موسیٰ اشعری کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین شخص جنت میں نہ جائیں گے (۱) ہمیشہ شراب پینے والا (۲) جادو کی تصدیق کرنے والا (۳) رشتہ قطع کرنے والا احمد نے اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا

(۱) فن نجوم جو غیب دانی اور نجوم کے اثرات بتاتا ہو وہ سراسر غلط اور اس کا سیکھنا حرام ہے، مگر منازل قمر اور ستاروں کے طلوع و غروب و مقامات کو جاننا جائز بلکہ بعض وقت ضروری ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۹) هَامَةٌ۔ الو، اس کے دو معنی ہیں، ایک یہ جو عام لوگ رات کو الو کے بولنے پر برے برے اعتقاد رکھتے، اور جس جگہ بولے اس کو ویران ہونے والا بتاتے ہیں، یا اور اسی قسم کے خیالات جو الو کی بابت مشہور ہیں، دوم وہ جو عرب زمانہ جاہلیت میں خیال کرتے تھے کہ جب کسی مقتول کا بدلہ نہ لیا جائے تو اس کی کھوپڑی میں سے ایک الو نکل کر چلاتا ہے۔ اسقونی اسقونی (مجھے پلاؤ مجھے پلاؤ) جب بدلہ لے لیا جاتا تو وہ چپ ہو جاتا تھا، بدلہ لینے کا عقیدہ باطل ٹھہرایا گیا، جو حقیقی الفت و اخوت کے خلاف اور جس کی آڑ سے دینی اتحاد کو نقصان پہنچنے کا خوف و خطرہ تھا،

صَفَرٌ کے بھی دو معنی ہیں، ایک پیٹ کا کیڑا جس کی بابت مشہور ہے کہ جس کے پیٹ میں ہو۔ اس کا پیٹ کبھی نہیں بھرتا، دوسرے جاہلیت میں بجائے محرم صفر کو مہینہ حرام مقرر کر کے محرم کو حلال کر لیا کرتے تھے تاکہ مسلسل تین مہینہ تک ان پر حرام مہینے نہ رہیں، کیونکہ جنگ و غارت کے بغیر ان کی گذر مشکل تھی، اسلام نے اسے باطل قرار دیا، فال، کوئی عمدہ لفظ سن کر خوش ہونا یہ ایک انسانی فطرت ہے اس کو بھلائی میں مستحسن اور برائی کو حرام قرار دیا، مگر عام جاہلوں اور بعض مدعیان علم میں عام طور پر جو دیوان حافظ قرآن مجید وغیرہ سے فال لینے کا رواج ہے، وہ قطعاً حرام اور گناہ ہے، دین اسلام میں ایسا طریقہ کوئی نہیں ہے جس سے علم غیب حاصل ہو سکے یا آئندہ کے واقعات پر کوئی فیصلہ کیا جائے، بارش کے متعلق ستاروں کو فیصلہ کن ماننا یہ اعتقاد رکھنا کہ فلاں ستارہ نے بارش دی عرب جاہلیت اور کفار کا قدیم دستور تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تردید فرما کر اعلان کیا کہ یہ شرک ہے، اس قسم کے دینی امور اسلام کے سراسر خلاف اور کفریات ہیں،

فیہ مسائل

الاولیٰ الحکمۃ فی خلق النجوم

الثانیۃ الرد علی من زعم غیر ذلک

الثالثۃ ذکر الخلاف فی تعلم المنازل

الرابعۃ الوعید فیمن صدق بشیء من السحر ولو عرف انہ باطل

اس میں (۴) مطالب ہیں،

(۱) تاروں کے بنانے میں کیا حکمت ہے؟

(۲) جو اس کے سوا سمجھے اور اس کا رد۔

(۳) چاند کے منازل سیکھنے کی بابت علماء کا اختلاف

(۴) اس کی بابت سخت سزا جو کسی قسم کے جادو کی تصدیق کرے۔ اگرچہ اسے باطل ہی سمجھے۔

باب ما جاء فی الاستسقاء بالانواء

تاروں کے اثر (نچھتر) سے بارش کا اعتقاد کرنا،

وقول اللہ تعالیٰ وتجعلون رزقکم انکم تکذبون ۵۶-۸۲

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اور تم اپنا شکریہ کرتے ہو کہ جھٹلاتے ہو۔

وعن ابی مالک الاشعری رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اربع فی امتی من امر الجاھلیۃ لا یترکونھن الفخر بالاحساب والطعن فی الانساب والاستسقاء بالنجوم والنیاحۃ وقال النائحۃ اذا لم تتب قبل موتھا تقام یوم القیامۃ وعلیھا سربال من قطران ودرع من جرب رواہ مسلم

ابو مالک اشعری کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میری امت میں چار جاہلیت کی باتیں ایسی ہیں کہ انہیں نہ چھوڑیں گے (۱) اپنے حسب و نسب پر فخر کرنا (۲) دوسرے کے نسب پر طعنہ کرنا (۳) تاروں سے بارش کا اعتقاد رکھنا۔ (۴) مردوں پر نوحہ کرنا، پھر فرمایا جو عورت نوحہ کرے اور موت سے پہلے توبہ نہ کرے، تو اسے روز قیامت تارکول کا کرتہ اور خارش کی کرتی پہنائی

جائے گی، (مسلم)

ولھما عن زید بن خالد رضی اللہ عنہ قال صلی لنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالحدیبیۃ علی اثر سماء کانت من اللیل، فلما انصرف اقبل علی الناس، فقال ھل تدرون ماذا قال ربکم؟ قالوا اللہ ورسولہ اعلم، قال قال اصبح من عبادی مؤمن بی وکافر، فاما من قال مطرنا بفضل اللہ ورحمتہ فذلک مؤمن بی کافر بالکوکب، واما من قال مطرنا بنوء کذا وکذا فذلک کافر بی مؤمن بالکوکب،

بخاری و مسلم میں زید بن خالد جہنی سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں (صبح) کی نماز حدیبیہ میں ایسی رات پڑھائی جس میں بارش ہوئی تھی جب آپ نے سلام پھیرا، تو لوگوں کی طرف منہ کر کے فرمایا تمہیں معلوم ہے کہ اس وقت اللہ تعالیٰ نے کیا فرمایا؟ بولے اللہ و رسول خوب جانتے ہیں، فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے آج صبح میرے بہت سے بندے مومن ہو گئے اور بہت سے کافر، جو بولا، کہ ہمیں اللہ کے فضل و رحمت سے بارش ہوئی، وہ مجھ پر ایمان لایا، اور تاروں سے کافر ہوا اور جس نے کہا، ہمیں فلاں فلاں نچھتر سے بارش ہوئی، وہ مجھ سے کافر ہوا، اور تاروں پر ایمان لایا،

ولھما من حدیث ابن عباس بمعناہ وفیہ قال بعضھم لقد صدق نوء کذا وکذا، فانزل اللہ ھذہ الآیات فلا اقسم بمواقع النجوم (۷۵) وانہ لقسم لو تعلمون عظیم (۷۶) انہ لقرآن کریم (۷۷) فی کتاب مکنون (۷۸) لا یمسہ الا المطھرون (۷۹) تنزیل من رب العالمین (۸۰) افبھذا

بخاری و مسلم نے ابن عباس سے بھی اسی طرح روایت کیا، اور اس میں ہے بعض کہتے ہیں فلاں فلاں نچھتر سچ ہوا، پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں، سو ہرگز نہیں، میں تاروں کے گرنے کی قسم کھاتا ہوں، بیشک یہ بڑی قسم ہے۔ اگر تم سمجھو، بلاشبہ یہ عزت والا قرآن ہے، محفوظ دفتر میں، جسے صرف پاک فرشتے

الحدیث انتم مدھنون (۸۱) وتجعلون رزقکم انکم تکذبون (۸۲)

چھوڑ سکتے ہیں، سارے جہان کے پروردگار نے اتارا، کیا اس بات سے تم سستی کرتے ہو، اور اپنا شکریہ کرتے ہو کہ جھٹلاتے ہو۔

۵۶

فیہ مسائل

اس میں (۱۰) مطالب ہیں۔

الاولی تفسیر آیۃ الواقعۃ،

(۱) سورہ واقعہ کی آیتوں کی تفسیر۔

الثانیۃ ذکر الاربع التی من امر الجاھلیۃ۔

(۲) جاہلیت کی چار باتوں کا بیان۔

الثالثۃ ذکر الکفر فی بعضھا

(۳) کفر بھی ان باتوں میں ہے۔

الرابعۃ ان من الکفر ما لا یخرج عن الملۃ

(۴) بعض کفر عملی، اسلام سے خارج نہیں کرتا (۱)

الخامسۃ قولہ اصبح من عبادی مؤمن بی وکافر بسبب نزول الرحمۃ۔

(۵) یہ فرمانا کہ میرے بعض بندے آج صبح اس رحمت کے اترنے سے مجھ سے کافر ہو گئے، اور بعضے مومن،

السادسۃ التفطن للایمان فی ھذا الموضع

(۶) اس جگہ جو ایمان فرمایا اسے اچھی طرح سمجھنا چاہیے،

السابعۃ التفطن للکفر فی ھذا الموضع

(۷) اس جگہ جو کفر ہے، اسے بھی سمجھنا چاہیے،

الثامنۃ التفطن لقولہ لقد صدق نوء کذا وکذا

(۸) اس بات کو سمجھنا چاہیے کہ فلاں فلاں پخچتر سچ ہوا، اس کے کیا معنی ہیں،

التاسعۃ اخراج العالم للتعلیم

(۹) عالم کا کسی مسئلہ کو تعلیم کیلئے سوال وجواب

(۱) کفر اصلی جحود وعناد ہے یعنی اللہ ورسول کی باتوں کو نہ ماننا، ان میں دل کی تسلی نہ ہونا، باقی آیتیں میں جنگ نماز نہ پڑھنا وغیرہ کفر کے اعمال ہیں، گویا کفر اعتقادی وعملی دو قسم کا ہوا، اعتقادی اصلی کفر ہے، عملی کفر کی وجہ سے انسان کافر نہیں ہو جاتا۔

المسألۃ بالاستفھام عنھا لقولہ اتدرون ماذا قال ربکم؟

العاشرۃ وعید النائحۃ۔

کی صورت میں پیش کرنا، کیونکہ آپ نے فرمایا، کیا تم جانتے ہو، اللہ نے کیا فرمایا؟

(۱۰) نوحہ کرنیوالی کی سزا۔

باب قول اللہ تعالیٰ

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا بیان

ومن الناس من یتخذ من دون اللہ اندادا یحبونھم کحب اللہ۔ ۱۶۵-۲

بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ اللہ کے سوا ایسے شریک بناتے ہیں جن سے اللہ کی سی محبت کیا کرتے ہیں

وقول اللہ تعالیٰ، قل ان کان اباءکم وابناءکم واخوانکم وازواجکم وعشیرتکم واموال اقترفتموھا وتجارۃ تخشون کسادھا ومساکن ترضونھا احب الیکم من اللہ ورسولہ وجھاد فی سبیلہ فتربصوا حتی یاتی اللہ بامرہ واللہ لا یھدی القوم الفاسقین۔ ۲۴-۹

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان، کہدے اگر تمہارے باپ دادا اور بیٹے بیٹیاں اور بھائی بہن اور خاوند بیوی، اور تمہارا کنبہ، اور تمہارا وہ مال جسے تم نے کمایا، اور تمہاری وہ سوداگری جس کے نقصان کا خوف کرتے ہو، اور وہ مکانات جنہیں تم پسند کرتے ہو، یہ سب زیادہ محبوب ہوں اللہ ورسول سے اور اس کے راستہ میں جہاد کرنے سے، سو انتظار کرو۔ یہانتک کہ اللہ اپنا حکم لائے

⁂

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى أَكُوْنَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَلَدِهٖ وَوَالِدِهٖ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ أَخْرَجَاهُ

وَلَهُمَا عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ وَجَدَ بِهِنَّ حَلَاوَةَ الْإِيْمَانِ أَنْ يَكُوْنَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا وَأَنْ يُحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهٗ إِلَّا لِلّٰهِ وَأَنْ يَكْرَهَ أَنْ يَعُوْدَ فِي الْكُفْرِ بَعْدَ إِذْ أَنْقَذَهُ اللّٰهُ مِنْهُ كَمَا يَكْرَهُ أَنْ يُقْذَفَ فِي النَّارِ، وَفِيْ رِوَايَةٍ لَا يَجِدُ أَحَدٌ حَلَاوَةَ الْإِيْمَانِ حَتّٰى إِلٰى آخِرِهٖ

⁂

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا مَنْ أَحَبَّ فِي اللّٰهِ وَوَالٰى فِي اللّٰهِ وَعَادٰى فِي اللّٰهِ فَإِنَّمَا تُنَالُ وِلَايَةُ اللّٰهِ بِذٰلِكَ وَلَنْ يَجِدَ عَبْدٌ طَعْمَ الْإِيْمَانِ وَإِنْ كَثُرَتْ صَلَاتُهٗ وَصَوْمُهٗ حَتّٰى يَكُوْنَ كَذٰلِكَ وَقَدْ صَارَتْ عَامَّةُ مُؤَاخَاةِ النَّاسِ عَلٰى أَمْرِ الدُّنْيَا وَذٰلِكَ لَا يُجْدِيْ

اور اللہ نافرمان قوم کو ہدایت نہیں کرتا،

انس کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں کوئی شخص ایمان والا نہیں ہوسکتا جب تک کہ مجھے اپنی اولاد اپنے ماں باپ اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ سمجھے، بخاری و مسلم نے اسے روایت کیا،

اور بخاری و مسلم میں حضرت انس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین باتیں ایسی ہیں کہ جس میں ہوں ان کی بدولت وہ ایمان کا مزہ پائے گا۔ (۱) اللہ و رسول کو سب سے زیادہ اپنے دل میں محبوب سمجھے (۲) کسی شخص سے محض اللہ کے لئے محبت کرے (۳) کفر میں جانا اسقدر ناپسند کرے جس طرح کہ آگ میں گرنا ناپسند کرتا ہے، ایک روایت میں اس طرح ہے کہ کسی کو ایمان کا مزہ نہیں ملتا جب تک کہ یہ تینوں باتیں نہ ہوں، آخر تک۔

ابن عباس نے کہا جس نے اللہ کے لئے محبت کی، اور اسی کے لئے دوستی قائم کی، اسی کے بارہ میں عداوت کی، تو اللہ کی دوستی صرف اسی سے حاصل ہوتی ہے، ہرگز کوئی بندہ ایمان کا مزہ نہیں پاتا، اگرچہ بکثرت نماز پڑھے اور بہت سے روزے رکھے جب تک کہ حب فی اللہ اور بغض فی اللہ اس میں نہ ہو آج

عَلٰى أَهْلِهٖ شَيْئًا۔ رَوَاهُ ابْنُ جَرِيْرٍ۔ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فِيْ قَوْلِهٖ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْأَسْبَابُ ۲-۱۶۶ قَالَ الْمَوَدَّةُ

⁂ ⁂ ⁂

⁂ ⁂

⁂

فِيْهِ مَسَائِلُ

الْأُوْلٰى تَفْسِيْرُ آيَةِ الْبَقَرَةِ۔
الثَّانِيَةُ تَفْسِيْرُ آيَةِ بَرَاءَةٍ۔
الثَّالِثَةُ وُجُوْبُ مَحَبَّتِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى النَّفْسِ وَالْأَهْلِ وَالْمَالِ
الرَّابِعَةُ نَفْيُ الْإِيْمَانِ لَا يَدُلُّ عَلَى الْخُرُوْجِ مِنَ الْإِسْلَامِ۔
الْخَامِسَةُ أَنَّ لِلْإِيْمَانِ حَلَاوَةً قَدْ يَجِدُهَا الْإِنْسَانُ وَقَدْ لَا يَجِدُهَا
السَّادِسَةُ أَعْمَالُ الْقَلْبِ الْأَرْبَعُ الَّتِيْ لَا تُنَالُ وِلَايَةُ اللّٰهِ إِلَّا بِهَا وَلَا يَجِدُ

عام لوگوں کی محبت صرف دنیاوی معاملات پر موقوف ہے، یہ اللہ کے یہاں کچھ بھی نفع نہیں دیگی، ابن جریر نے اسے روایت کیا، ابن عباس نے اس آیت "اور کٹ جائیں گے ان کے تمام سلسلے" کی یہ تفسیر کی ہے، کہ اسباب کے معنی دوستی اور تعلقات ہیں۔

اس میں (۱۱) مطالب ہیں

(۱) سورہ بقرہ کی تفسیر۔
(۲) آیہ براءۃ کی تفسیر۔
(۳) آپ کی محبت کا فرض ہونا، اور اس کا اپنی جان اپنی اولاد اور مال سے بڑھ کر ہونا
(۴) یہ فرمانا کہ ایمان نہیں لاتا، اس نفی کر انسان اسلام سے خارج نہیں ہوتا(۱)
(۵) ایمان کی حلاوت ہے، جسے کبھی انسان پاتا ہے اور کبھی نہیں پاتا۔
(۶) دل کے چاروں کام (حب فی اللہ، بغض فی اللہ، موالاۃ، معاداۃ) جن کے

(۱) اس جگہ مؤلف کا عام حکم صحیح نہیں معلوم ہوتا، کیونکہ جب کسی شخص کے دل میں اللہ و رسول کی ہی محبت سب سے زیادہ نہ ہو تو اس کا ایمان ہی نہیں ہے، رہا ظاہرا اسلام میں رہنا، یہ دوسری بات ہے، منافق بھی بظاہر مسلمان کہلاتے تھے، اور ان پر اسلام کے احکام جاری ہوا کرتے تھے، مگر درحقیقت مسلمان نہ تھے، پس جو شخص اللہ و رسول کی ہی محبت میں ڈوبا ہوا نہ ہو، وہ مسلمان نہیں ہے، یہ اسلام و ایمان سے خارج محض نام کا مسلمان ہے، حضرت عمر سے آپ کی گفتگو اسی بات کو ظاہر کرتی ہے، ان اسے شخص کو تنظیم دکھانے کی اور اسے چاہئے کہ سچی طرح سمجھ کر جلد توبہ کرے اور [illegible]

أَحَدٌ طَعْمَ الْإِيمَانِ إِلَّا بِهَا

السَّابِعَةُ: فَهْمُ الصَّحَابِيِّ لِلْوَاقِعِ أَنَّ عَامَّةَ الْمُؤَاخَاةِ عَلَى أَمْرِ الدُّنْيَا

الثَّامِنَةُ: تَفْسِيرُ: وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْأَسْبَابُ

التَّاسِعَةُ: أَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِينَ مَنْ يُحِبُّ اللَّهَ حُبًّا شَدِيدًا۔

الْعَاشِرَةُ: الْوَعِيدُ عَلَى مَنْ كَانَ الثَّمَانِيَةُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ دِينِهِ

الْحَادِيَةَ عَشْرَةَ: أَنَّ مَنِ اتَّخَذَ نِدًّا تُسَاوِي مَحَبَّتُهُ مَحَبَّةَ اللَّهِ فَهُوَ الشِّرْكُ الْأَكْبَرُ۔

بغیر اللہ کی محبت ونفرت نہیں ملتی، اور نہ کسی کو ایمان کا مزہ ان کے بغیر مل سکتا ہے۔

(۷) صحابی کا حقیقت حال کو سمجھنا کہ اب عموماً دنیاوی معاملات میں محبت ہوتی ہے۔

(۸) آیۃ وتقطعت بہم الاسباب کی تفسیر۔

(۹) بعض مشرکین بھی اللہ کی بہت محبت رکھتے ہیں۔

(۱۰) جس کے نزدیک یہ آٹھ چیزیں[1] اپنے دین سے زیادہ محبوب ہوں اس کی سزا۔

(۱۱) جس نے کسی غیر اللہ کی ایسی محبت کی جو اللہ کی محبت کے برابر ہو تو یہی شرک اکبر ہے[2]۔

(۱) باپ بیٹے وغیرہ۔

(۲) حب فی اللہ اور بغض فی اللہ، موالاۃ فی اللہ اور معاداۃ فی اللہ وہ اہم ترین اسلامی جز ہیں جن کے نہ ہونے سے اسلام وایمان تو فنا ہوتا ہی ہے، مگر دنیاوی عزت وجاہ ملک وسلطنت بھی فنا ہو جاتی ہے۔ اللہ ورسول کی سچی محبت کی یہی ہے کہ دنیا کی کوئی حکومت، رسم ورواج، قانونی فیصلہ، اپنی خواہش کسی وقت بھی شریعت کے فیصلہ پر مقدم نہ ہو۔ ہمیشہ شریعت کو سب سے بالاتر اور سب پر فوق رکھا جائے، اس کے ہوتے ہوئے کسی دوسری بات پر مطلق توجہ نہ کی جائے اگر ایسا نہ کیا گیا تو وہی چیز رب وارباب بن گئی، خواہ کوئی سلطنت ہو یا امام وعالم، ولی وقطب ہو یا فقیر وجوگی باپ بیٹا ہو یا اور کچھ، محبت کی شناخت کیونکر ہوگی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ محبوب کی عادات، اطوار، چال چلن، طرز وادا پیاری معلوم ہوں، اس کے طریقے کو بلا چوں وچرا تسلیم کرے، اس کے فرمان میں حیلہ وحجت نہ کرے، اس کے حکم کے سامنے کسی غیر کے حکم کو نہ سنے۔ آج ہر مسلمان کو چاہئے کہ اپنے گریبان میں نظر ڈال کر دیکھے کہ وہ اللہ ورسول کی کس قدر محبت رکھتا ہے۔ اور غیر اللہ کی محبت میں کس قدر غرق وفنا ہو رہا ہے اس محبت صادقہ کا نتیجہ یہ ہوگا کہ رشتہ ناتہ چھوڑ کر اللہ والوں سے خالص محبت اور اللہ کے دشمنوں سے خالص عداوت ہوگی یہ ایک اعلیٰ قسم کی کسوٹی ہے، آؤ ہم سب اس پر اپنے ایمان واسلام کی جانچ کریں۔ اگر صحیح نہیں ہے تو آئندہ اصلاح کر کے صحیح کر لیں۔ ورنہ اسلام کے دعوے سے دست بردار ہو جانا چاہئے۔ اللہ نیک توفیق دے۔ آمین

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى

باب ہے اللہ تعالیٰ کے فرمان میں

إِنَّمَا ذَٰلِكُمُ الشَّيْطَانُ يُخَوِّفُ أَوْلِيَاءَهُ فَلَا تَخَافُوهُمْ وَخَافُونِ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ

بلاشبہ یہ شیطان ہے جو اپنے ماننے والوں کو ڈراتا ہے، سو تم ان سے نہ ڈرو۔ اور مجھ ہی سے ڈرو، اگر ایمان رکھتے ہو۔

وَقَوْلُهُ تَعَالَى: إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللّٰهِ مَنْ آمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَلَمْ يَخْشَ إِلَّا اللّٰهَ فَعَسَى أُولَٰئِكَ أَنْ يَكُونُوا مِنَ الْمُهْتَدِينَ ۔ ۹-۱۸

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا بلاشبہ اللہ کی مسجد وہی آباد کرتے ہیں، جو اللہ پر اور پچھلے دن پر ایمان لائیں۔ اور نماز قائم کریں، اور زکوۃ دیں، اور بجز اللہ کے کسی سے نہ ڈریں پس امید ہے کہ یہ لوگ ہدایت پائیں۔

وَقَوْلُهُ تَعَالَى: وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَقُولُ آمَنَّا بِاللّٰهِ فَإِذَا أُوذِيَ فِي اللّٰهِ جَعَلَ فِتْنَةَ النَّاسِ كَعَذَابِ اللّٰهِ وَلَئِنْ جَاءَ نَصْرٌ مِنْ رَبِّكَ لَيَقُولُنَّ إِنَّا كُنَّا مَعَكُمْ أَوَلَيْسَ اللّٰهُ بِأَعْلَمَ بِمَا فِي صُدُورِ الْعَالَمِينَ ۔ ۲۹-۱۰

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اور لوگوں میں ایسے ہیں کہ کہتے ہیں ہم اللہ پر ایمان لائے سو جب انہیں اللہ کے بارے میں ایذا پہنچی ہو تو لوگوں کی تکلیف کو اللہ کے عذاب کی طرح سمجھتے ہیں، اور اگر کوئی اللہ کی فتح ملے تو کہتے ہیں بے شک ہم تمہارے ساتھ تھے، کیا اللہ لوگوں کے دلوں کی باتیں نہیں جانتا!

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

ابو سعید خدری کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ

عَنْہُ مَرْفُوْعًا اِنَّ مِنْ ضُعْفِ الْیَقِیْنِ اَنْ تُرْضِیَ النَّاسَ بِسَخَطِ اللّٰہِ وَاَنْ تَحْمَدَھُمْ عَلٰی رِزْقِ اللّٰہِ وَاَنْ تَذُمَّھُمْ عَلٰی مَالَمْ یُؤْتِكَ اللّٰہُ، اِنَّ رِزْقَ اللّٰہِ لَا یَجُرُّہٗ حِرْصُ حَرِیْصٍ، وَلَا یَرُدُّہٗ کَرَاھِیَۃُ کَارِہٍ

علیہ وسلم نے فرمایا ایمان کی کمزوری یہ ہے کہ تو اللہ کو ناراض کر کے لوگوں کو خوش کرے، اور یہ کہ اللہ کے رزق پر لوگوں کی تعریف کرے، اور ان کی اس بات پر برائی کرے جو اللہ نے تجھے نہ دی، اللہ کے رزق کو حریص کا حرص نہیں لاتا، نہ ناپسند کرنیوالے کی ناپسندیدگی اسکو پھیر دیتی ہے

⁂ ⁂ ⁂

⁂

وَعَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ الْتَمَسَ رِضَی اللّٰہِ بِسَخَطِ النَّاسِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَاَرْضٰی عَنْہُ النَّاسَ وَمَنِ الْتَمَسَ رِضَی النَّاسِ بِسَخَطِ اللّٰہِ سَخِطَ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاَسْخَطَ عَلَیْہِ النَّاسَ رَوَاہُ ابْنُ حِبَّانَ فِیْ صَحِیْحِہٖ۔

بی عائشہ کہتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو اللہ کو خوش کرنا چاہے، اگرچہ لوگ ناراض ہوں اللہ اس سے راضی ہوگا، اور لوگوں کو بھی اس سے راضی کریگا، اور جو لوگوں کی خوشی چاہے اللہ کو ناراض کر کے تو اللہ اس پر ناراض ہوگا، اور لوگوں کو بھی اس سے ناراض کریگا، اسے ابن حبان نے صحیح میں روایت کیا،

⁂

فِیْہِ مَسَائِلُ

اَلْاُوْلٰی تَفْسِیْرُ اٰیَۃِ اٰلِ عِمْرَانَ

اَلثَّانِیَۃُ تَفْسِیْرُ اٰیَۃِ بَرَاءَۃَ

اَلثَّالِثَۃُ تَفْسِیْرُ اٰیَۃِ الْعَنْکَبُوْتِ

اَلرَّابِعَۃُ اَنَّ الْیَقِیْنَ یَضْعُفُ وَیَقْوٰی

اَلْخَامِسَۃُ عَلَامَۃُ ضُعْفِہٖ وَمِنْ ذٰلِكَ ھٰذِہِ الثَّلٰثُ

اس میں (۸) مطالب ہیں

(۱) آیہ آل عمران کی تفسیر۔

(۲) آیہ براءۃ کی تفسیر۔

(۳) آیہ عنکبوت کی تفسیر۔

(۴) ایمان و یقین میں کمی بیشی ہوتی ہے۔

(۵) ایمان کے ضعف کی نشانی، اور یہ تینوں باتیں اسی میں سے ہیں۔(۱)

(۱) اللہ کو ناراض کر کے لوگوں کو خوش کرنا، اللہ کے رزق پر لوگوں کی تعریف کرنا، اللہ کے نہ دینے پر لوگوں کی مذمت کرنا

اَلسَّادِسَۃُ اَنَّ اِخْلَاصَ الْخَوْفِ لِلّٰہِ مِنَ الْفَرَائِضِ

اَلسَّابِعَۃُ ذِکْرُ ثَوَابِ مَنْ فَعَلَہٗ

اَلثَّامِنَۃُ ذِکْرُ عِقَابِ مَنْ تَرَکَہٗ

(۶) اللہ کا خالص خوف رکھنا فرض ہے۔

(۷) جو یہ کام کرے اس کی فضیلت کا بیان

(۸) جو ایسا نہ کرے اس کی سزا کا بیان۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا بیان کہ

وَعَلَی اللّٰہِ فَتَوَکَّلُوْا اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ

صرف اللہ پر بھروسہ کرو، اگر تم ایمان رکھتے ہو،

وَقَوْلُہٗ تَعَالٰی، وَمَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسْبُہٗ ۳-۶۵

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ۔ قَالَھَا اِبْرٰھِیْمُ عَلَیْہِ السَّلَامُ حِیْنَ اُلْقِیَ فِی النَّارِ وَقَالَھَا مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حِیْنَ قَالُوْا لَہٗ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَکُمْ فَاخْشَوْھُمْ فَزَادَھُمْ اِیْمَانًا ۳-۱۷۳-

رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ وَالنَّسَائِیُّ

اور فرمایا، اور جو شخص اللہ پر بھروسہ کرے تو وہ بس ہے،

ابن عباس نے کہا حسبنا اللہ ونعم الوکیل، (ہمیں اللہ بس ہے اور وہی بہتر کارساز ہے) ابراہیم علیہ السلام نے آگ میں گرتے وقت کہا، اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اسوقت کہا جبکہ لوگوں نے (اُحد کے بعد) آپ سے کہا بیشک دشمن تمہارے لئے فوجیں جمع کر رہے ہیں، ان سے ڈرو، پس اس سے ان کا ایمان بڑھا، اسے بخاری اور نسائی نے روایت کیا،

⁂ ⁂ ⁂ ⁂ ⁂ ⁂ ⁂

⁂ ⁂ ⁂

فِيْهِ مَسَائِلُ

الْأُوْلٰى اَنَّ التَّوَكُّلَ مِنَ الْفَرَائِضِ
الثَّانِيَةُ اَنَّهٗ مِنْ شُرُوْطِ الْاِيْمَانِ.
الثَّالِثَةُ تَفْسِيْرُ اٰيَةِ الْاَنْفَالِ
الرَّابِعَةُ تَفْسِيْرُ الْاٰيَةِ فِيْ اٰخِرِهَا.
الْخَامِسَةُ تَفْسِيْرُ اٰيَةِ الطَّلَاقِ.
السَّادِسَةُ عِظَمُ شَأْنِ هٰذِهِ الْكَلِمَةِ
اَنَّهَا قَوْلُ اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ
مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الشَّدَائِدِ

اس میں (۶) مطالب ہیں

(۱) توکل فرض ہے۔
(۲) توکل ایمان کے لئے ضروری ہے
(۳) آیہ سورۂ انفال کی تفسیر
(۴) سورۂ انفال کے آخری آیہ کی تفسیر
(۵) آیہ سورہ طلاق کی تفسیر
(۶) حسبنا اللہ ونعم الوکیل کی فضیلت اور کہ اسے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مصیبت کے وقت کہا تھا

= =

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا بیان

اَفَاَمِنُوْا مَكْرَ اللّٰهِ فَلَا يَاْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ

پس کیا وہ اللہ کے مکر سے بے خوف ہو گئے؟ اللہ کے مکر سے بجز ٹوٹا پانے والوں کے کوئی بے خوف نہیں ہوتا۔ ۹۹-۷

وَقَوْلُهٗ: وَمَنْ يَّقْنَطُ مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهٖ اِلَّا الضَّآلُّوْنَ. ۵۶-۱۵

اور کون اپنے رب کی رحمت سے ناامید ہو سکتا ہے بجز گمراہوں کے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ابن عباس کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑے بڑے گناہوں

سُئِلَ عَنِ الْكَبَائِرِ قَالَ الشِّرْكُ بِاللّٰهِ وَالْيَاْسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ، وَالْاَمْنُ مِنْ مَّكْرِ اللّٰهِ.

(کبائر) کی بابت سوال ہوا، آپ نے فرمایا، اللہ کے ساتھ شریک کرنا اور اللہ کی رحمت سے ناامید ہونا، اور اللہ کے مکر سے بے خوف ہونا،

٭٭٭

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اَكْبَرُ الْكَبَائِرِ اَلْاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ، وَالْاَمْنُ مِنْ مَّكْرِ اللّٰهِ، وَالْقُنُوْطُ مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ وَالْيَاْسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ

ابن مسعود کہتے ہیں کہ سب سے بڑا گناہ اللہ کیساتھ شرک کرنا ہے، اور اللہ کے مکر سے بے خوف ہونا، اور اللہ کی رحمت و کرم سے ناامید ہونا اسے عبد الرزاق نے روایت کیا،

فِيْهِ مَسَائِلُ

الْاُوْلٰى تَفْسِيْرُ اٰيَةِ الْاَعْرَافِ.
الثَّانِيَةُ تَفْسِيْرُ اٰيَةِ الْحِجْرِ.
الثَّالِثَةُ شِدَّةُ الْوَعِيْدِ فِيْمَنْ اَمِنَ مَكْرَ اللّٰهِ.
الرَّابِعَةُ شِدَّةُ الْوَعِيْدِ فِي الْقُنُوْطِ.

اس میں (۴) مطالب ہیں

(۱) آیہ سورہ اعراف کی تفسیر
(۲) آیہ سورہ حجر کی تفسیر
(۳) جو خدا کے عذاب و مکر سے بے خوف ہو اس کی سزا۔
(۵) خدا کی رحمت سے ناامید ہونے والے کی سزا

= = = = = = = = = = = = = = =

بَابٌ مِّنَ الْاِيْمَانِ بِاللّٰهِ الصَّبْرُ عَلٰى قَدَرِ اللّٰهِ

اس بات کا باب کہ اللہ پر سچے ایمان لانے میں سے اسکی تقدیر پر صبر کرنا بھی ہے

وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى. وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهٗ۔ ۱۱-۶۴

اور اللہ کا فرمان، اور جو اللہ پر ایمان لائیگا وہ اس کے دل کو ہدایت کریگا۔(۱)

11

(۱) بر حاشیہ نسخہ پر دیکھو

وَقَالَ عَلْقَمَةُ هُوَ الرَّجُلُ تُصِيبُهُ الْمُصِيبَةُ فَيَعْلَمُ أَنَّهَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ فَيَرْضَى وَيُسَلِّمُ

علقمہ نے کہا یہ وہ شخص ہے جسے کوئی مصیبت پہونچے، پس وہ یہ سمجھے کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے اس لئے اسپر خوش ہو اور تسلیم کرے۔

✣

وَفِي صَحِيحِ مُسْلِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اثْنَتَانِ فِي النَّاسِ هُمَا بِهِمْ كُفْرٌ، الطَّعْنُ فِي النَّسَبِ وَالنِّيَاحَةُ عَلَى الْمَيِّتِ

صحیح مسلم میں ابوہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، لوگوں میں دو باتیں کفر کی ہیں، ایک حسب ونسب پر طعنہ زنی کرنا، دوسری میت پر نوحہ کرنا،

وَلَهُمَا عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ مَرْفُوعًا لَيْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُودَ، وَشَقَّ الْجُيُوبَ وَدَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ۔

بخاری ومسلم میں ابن مسعود سے ہے کہ آپ نے فرمایا، ہم میں سے نہیں جو گال پر مارے، اور گریبان پھاڑے، اور جاہلیت کی آواز پکارے[1]،

✣

وَعَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أَرَادَ اللّٰهُ بِعَبْدِهِ الْخَيْرَ عَجَّلَ لَهُ بِالْعُقُوبَةِ فِي الدُّنْيَا وَإِذَا أَرَادَ بِعَبْدِهِ الشَّرَّ أَمْسَكَ عَنْهُ بِذَنْبِهِ حَتَّى يُوَافِيَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ عِظَمَ الْجَزَاءِ مَعَ عِظَمِ الْبَلَاءِ وَإِنَّ اللّٰهَ

انس کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب اللہ اپنے بندے کی بھلائی چاہتا ہے تو اس کے واسطے دنیا میں سزا کی جلدی کرتا ہے اور جب کسی بندے کی برائی چاہتا ہے تو اسکے گناہ کو روک لیتا ہے یہاں تک کہ روز قیامت اسکا بدلہ دے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، بڑا صلہ بڑی مصیبت کے عوض ہوتا ہے اور بیشک

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۳)
(۱) پوری آیت اس طرح ہے مَا أَصَابَ مِن مُّصِيبَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللّٰهِ ۗ وَمَن يُؤْمِن بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهُ ۚ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ کوئی مصیبت بھی بغیر اللہ کے حکم کے نہیں پہونچتی اور جو شخص اللہ پر ایمان رکھتا ہے وہ اس کے دل کو ہدایت کرتا ہے اور اللہ ہر چیز کو خوب جانتا ہے [illegible]
(۲) [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

تَعَالَى إِذَا أَحَبَّ قَوْمًا ابْتَلَاهُمْ فَمَنْ رَضِيَ فَلَهُ الرِّضَا وَمَنْ سَخِطَ فَلَهُ السُّخْطُ حَسَّنَهُ التِّرْمِذِيُّ

اللہ تعالیٰ جب کسی قوم سے محبت کرتا ہے ان کی جانچ بھی کرتا ہے، پس جو خوش ہو اس کے واسطے خوشی ہے، اور جو ناراض ہو اس کے واسطے ناراضگی، اسے ترمذی نے حسن کہا۔

✣ ✣ ✣

✣

فِيهِ مَسَائِلُ

اس میں (۹) مطالب ہیں

الْأُولَى تَفْسِيرُ آيَةِ التَّغَابُنِ۔

(۱) آیہ سورہ تغابن کی تفسیر۔

الثَّانِيَةُ أَنَّ هٰذَا مِنَ الْإِيمَانِ بِاللّٰهِ

(۲) ہر قسم کی تقدیر پر ایمان لانا اللہ پر ایمان لانے میں داخل ہے۔

الثَّالِثَةُ الطَّعْنُ فِي النَّسَبِ

(۳) حسب ونسب پر طعنہ کرنا کفر کا کام ہے۔

الرَّابِعَةُ شِدَّةُ الْوَعِيدِ فِيمَنْ ضَرَبَ الْخُدُودَ وَشَقَّ الْجُيُوبَ وَدَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ

(۴) اس شخص کی سخت سزا جو گال مارے گریبان پھاڑے، اور جاہلیت کی پکار پکارے۔

الْخَامِسَةُ عَلَامَةُ إِرَادَةِ اللّٰهِ بِعَبْدِهِ الْخَيْرَ۔

(۵) اللہ کے اپنے بندے سے بھلائی کے ارادہ کی پہچان۔

السَّادِسَةُ إِرَادَةُ اللّٰهِ بِهِ الشَّرَّ

(۶) اللہ کے اپنے بندے سے برائی کے ارادہ کی پہچان۔

السَّابِعَةُ عَلَامَةُ حُبِّ اللّٰهِ لِلْعَبْدِ

(۷) اللہ کی اپنے بندے کے محبت کی علامت

الثَّامِنَةُ تَحْرِيمُ السُّخْطِ

(۸) اللہ کی تقدیر پر ناراض ہونا حرام ہے۔

التَّاسِعَةُ ثَوَابُ الرِّضَى بِالْبَلَاءِ

(۹) مصیبت پر راضی ہونے کا ثواب۔

بَابُ مَا جَاءَ فِی الرِّیَاءِ

ریاء کا بیان

وَقَوْلُ اللّٰہِ تَعَالٰی قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یُوْحٰٓی اِلَیَّ اَنَّمَآ اِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ فَمَنْ کَانَ یَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّہٖ فَلْیَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا یُشْرِکْ بِعِبَادَۃِ رَبِّہٖٓ اَحَدًا

-۱۸-۱۱۰

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا، کہہ دے کہ میں تم جیسا ہی ایک آدمی ہوں، میری طرف یہ وحی ہوتی ہے کہ تمہارا معبود صرف ایک ہے سو جو اپنے رب کی ملاقات کی امید رکھتا ہو اسے چاہئے کہ نیک عمل کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ مَرْفُوْعًا قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اَنَا اَغْنَی الشُّرَکَاءِ عَنِ الشِّرْکِ مَنْ عَمِلَ عَمَلًا اَشْرَکَ مَعِیَ فِیْہِ غَیْرِیْ تَرَکْتُہٗ وَشِرْکَہٗ، رَوَاہُ مُسْلِمٌ

ابوہریرہ کہتے ہیں آپ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں تمام شریک والوں میں زیادہ بے پرواہ ہوں شرک سے، جو کوئی ایسا کام کرے جس میں میرے ساتھ کسی غیر کو شریک کرے۔ تو میں اسے اور اس کے شرک کو چھوڑ دیتا ہوں، مسلم نے روایت کیا۔

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ مَرْفُوْعًا اَلَا اُخْبِرُکُمْ بِمَا ھُوَ اَخْوَفُ عَلَیْکُمْ عِنْدِیْ مِنَ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ قَالُوْا بَلٰی، قَالَ الشِّرْکُ الْخَفِیُّ یَقُوْمُ الرَّجُلُ فَیُصَلِّیْ فَیُزَیِّنُ صَلٰوتَہٗ لِمَا یَرٰی مِنْ نَظَرِ رَجُلٍ، رَوَاہُ اَحْمَدُ۔

ابوسعید خدری کہتے ہیں آپ نے فرمایا، کیا میں تمہیں وہ بات نہ بتاؤں جس کا خوف مجھے تم پر مسیح دجال سے زیادہ ہے؟ بولے ہاں، فرمایا شرک خفی، اس طرح کہ ایک شخص نماز کے لئے کھڑا ہو پھر اپنی نماز کو محض کسی آدمی کے دیکھنے کے لئے عمدہ پڑھے۔ احمد نے روایت کیا۔

فِیْہِ مَسَائِلُ

اَلْاُوْلٰی تَفْسِیْرُ اٰیَۃِ الْکَھْفِ۔

اَلثَّانِیَۃُ الْاَمْرُ الْعَظِیْمُ فِیْ رَدِّ الْعَمَلِ الصَّالِحِ اِذَا دَخَلَہٗ شَیْءٌ لِغَیْرِ اللّٰہِ

اَلثَّالِثَۃُ ذِکْرُ السَّبَبِ الْمُوْجِبِ لِذٰلِکَ وَھُوَ کَمَالُ الْغِنٰی

اَلرَّابِعَۃُ اَنَّ مِنَ الْاَسْبَابِ اَنَّہٗ خَیْرُ الشُّرَکَاءِ

اَلْخَامِسَۃُ خَوْفُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی اَصْحَابِہٖ مِنَ الرِّیَاءِ

اَلسَّادِسَۃُ اَنَّہٗ فَسَّرَ ذٰلِکَ اَنَّ الْمَرْءَ یُصَلِّیْ لِلّٰہِ لٰکِنْ یُزَیِّنُھَا لِمَا یَرٰی مِنْ نَظَرِ رَجُلٍ

اس میں (۶) مطالب ہیں

(۱) آیۂ کہف کی تفسیر

(۲) یہ عظیم الشان فیصلہ کہ جس کام میں اللہ کے ساتھ دوسرا شریک کیا جائے وہ مردود ہے

(۳) اس کے مردود ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہر چیز سے بالکل مستغنی ہے،

(۴) ایک سبب یہ ہے کہ وہ تمام شریکوں میں بہتر و برتر ہے۔

(۵) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابہ پر ریاء سے خوف کرنا،

(۶) ریاء کی تفسیر آپ نے اس طرح فرمائی کہ کوئی اللہ کے لئے نماز پڑھے مگر کسی کے دکھانے کے واسطے اسے خشوع سے ادا کرے۔

بَابٌ مِّنَ الشِّرْکِ اِرَادَۃُ الْاِنْسَانِ بِعَمَلِہِ الدُّنْیَا

اس بات کا بیان کہ شرک میں سے یہ ہے کہ کوئی اپنے عمل سے محض دنیا طلب کرے

وَقَوْلُہٗ تَعَالٰی مَنْ کَانَ یُرِیْدُ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا وَزِیْنَتَھَا نُوَفِّ اِلَیْھِمْ اَعْمَالَھُمْ فِیْھَا وَھُمْ فِیْھَا لَا یُبْخَسُوْنَ۔ -۱۵-

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان جو کوئی صرف دنیا کی زندگی اور اس کی زیب و زینت چاہے ہم ایسوں کو ان کے عمل کا نتیجہ دنیا میں دیدیتے

أُولٰئِكَ الَّذِينَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ إِلَّا النَّارُ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوا فِيهَا وَبَاطِلٌ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۱۶-۱۱

ہیں، ان کے لیے اس میں کچھ کمی نہیں کی جاتی یہ وہ لوگ ہیں کہ ان کے واسطے آخرت میں بجز آگ کے کچھ نہیں اور ان کے دنیا کے سب کام دنیا میں ہی برباد اور تلف کر دیئے جاتے ہیں۔

فِي الصَّحِيحِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعِسَ عَبْدُ الدِّينَارِ، تَعِسَ عَبْدُ الدِّرْهَمِ تَعِسَ عَبْدُ الْخَمِيصَةِ، تَعِسَ عَبْدُ الْخَمِيلَةِ، إِنْ أُعْطِيَ رَضِيَ، وَإِنْ لَمْ يُعْطَ سَخِطَ، تَعِسَ وَانْتَكَسَ، وَإِذَا شِيكَ فَلَا انْتَقَشَ، طُوبَى لِعَبْدٍ آخِذٍ بِعِنَانِ فَرَسِهِ فِي سَبِيلِ اللهِ أَشْعَثَ رَأْسُهُ مُغْبَرَّةٍ قَدَمَاهُ إِنْ كَانَ فِي الْحِرَاسَةِ كَانَ فِي الْحِرَاسَةِ، وَإِنْ كَانَ فِي السَّاقَةِ كَانَ فِي السَّاقَةِ، إِنِ اسْتَأْذَنَ لَمْ يُؤْذَنْ لَهُ، وَإِنْ شَفَعَ لَمْ يُشَفَّعْ

صحیح بخاری میں ابوہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اشرفی کا بندہ بدبخت ہے، روپیہ کا بندہ بھی بدبخت ہے، چادر اور کمبل کا بندہ بھی بدبخت ہے، اگر اسے دیا جائے خاموش رہتا ہے اور اگر نہ دیا جائے ناراض ہو جاتا ہے۔ یہ بدبخت ہوا اور ٹھوکر کھائے، اور جب اسے کانٹا لگے نہ نکالا جائے، خوشخبری اس بندہ کو کہ اللہ کی راہ میں اپنے گھوڑے کی لگام پکڑے ہوئے ہے پراگندہ سر، خاک آلود قدم، اگر پہرے پر ہے تو پہرے پر، اور اگر فوج کے پچھلے حصہ میں ہے تو اسی میں۔ اگر رخصت مانگے رخصت نہ دی جائے اور اگر سفارش کرے کوئی نہ سنے

فیہ مسائل

الْأُولٰى إِرَادَةُ الْإِنْسَانِ الدُّنْيَا بِعَمَلِ الْآخِرَةِ

الثَّانِيَةُ تَفْسِيرُ آيَةِ هُودٍ

اس میں (۷) مطالب ہیں

(۱) انسان کا آخرت کے کام سے دنیا کی نیت کرنا۔

(۲) آیہ ہود کی تفسیر

الثَّالِثَةُ تَسْمِيَةُ الْإِنْسَانِ الْمُسْلِمِ عَبْدَ الدِّينَارِ وَالدِّرْهَمِ وَالْخَمِيصَةِ

الرَّابِعَةُ تَفْسِيرُ ذٰلِكَ بِأَنَّهُ إِنْ أُعْطِيَ رَضِيَ وَإِنْ لَمْ يُعْطَ سَخِطَ

الْخَامِسَةُ قَوْلُهُ تَعِسَ وَانْتَكَسَ

السَّادِسَةُ قَوْلُهُ وَإِذَا شِيكَ فَلَا انْتَقَشَ

السَّابِعَةُ الثَّنَاءُ عَلَى الْمُجَاهِدِ الْمَوْصُوفِ بِتِلْكَ الصِّفَاتِ

(۳) مسلمانوں کو اشرفی، روپیہ اور کپڑے کا بندہ بتانا

(۴) اس کی تشریح اس طرح کہ اگر اسے دیا جائے تو خوش ہو، ورنہ ناراض ہو جائے۔

(۵) اس کے واسطے بددعا کرنا کہ یہ بدبخت ہو اور ٹھوکر کھائے۔

(۶) یہ فرمانا کہ جب اس کو کانٹا لگے تو نہ نکالا جائے۔

(۷) مجاہد مذکور کی تعریف جس کا بیان آپ نے فرمایا۔

بَابُ مَنْ أَطَاعَ الْعُلَمَاءَ وَالْأُمَرَاءَ فِي تَحْرِيمِ مَا أَحَلَّ اللهُ أَوْ تَحْلِيلِ مَا حَرَّمَ فَقَدِ اتَّخَذَهُمْ أَرْبَابًا

اس بات کا بیان کہ جس نے علماء اور حاکموں کی اطاعت حلال کے حرام کرنے یا حرام کے حلال کرنے میں کی سو اس نے انکو رب بنا دیا

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يُوشِكُ أَنْ تَنْزِلَ عَلَيْكُمْ حِجَارَةٌ مِنَ السَّمَاءِ أَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَقُولُونَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ

ابن عباس نے کہا قریب ہے کہ تم پر آسمان سے پتھر برسیں۔ میں کہتا ہوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اور تم کہتے ہو ابوبکر و عمر نے کہا۔

وَقَالَ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ عَجِبْتُ لِقَوْمٍ عَرَفُوا الْاِسْنَادَ وَصِحَّتَهٗ يَذْهَبُوْنَ اِلٰى رَاْيِ سُفْيَانَ وَاللّٰهُ تَعَالٰى يَقُوْلُ فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ

۶۳-۲۴

اَتَدْرِيْ مَا الْفِتْنَةُ اَلْفِتْنَةُ الشِّرْكُ لَعَلَّهٗ اِذَا رَدَّ بَعْضَ قَوْلِهٖ اَنْ يَقَعَ فِيْ قَلْبِهٖ شَيْءٌ مِّنَ الزَّيْغِ فَيَهْلِكَ

عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَاُ هٰذِهِ الْاٰيَةَ اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۔۳۱-۹۔ فَقُلْتُ لَهٗ اِنَّا لَسْنَا نَعْبُدُهُمْ قَالَ اَلَيْسَ يُحَرِّمُوْنَ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ فَتُحَرِّمُوْنَهٗ وَيُحِلُّوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ فَتُحِلُّوْنَهٗ فَقُلْتُ بَلٰى قَالَ فَتِلْكَ عِبَادَتُهُمْ، رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَحَسَّنَهٗ

احمد حنبل نے کہا میں ان لوگوں پر تعجب کرتا ہوں جو حدیث کی سند اور صحت معلوم کرنے کے بعد سفیان ثوری کی رائے پر عمل کرتے ہیں، حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے سو ڈریں وہ لوگ کہ آپ کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں اس سے کہ انہیں کوئی فتنہ یا دردناک عذاب پہونچے۔

تجھے معلوم ہے کہ فتنہ کیا ہے، فتنہ شرک ہے، شاید امام احمد کا مقصد یہ ہو کہ جب کوئی حضرت کی حدیث رد کرے اس کے دل میں کچھ کجی پڑ جائے، پس وہ ہلاک ہو جائے۔

عدی بن حاتم کہتے ہیں میں آنحضرت کے پاس آیا، آپ سورہ براءۃ کی یہ آیت پڑھ رہے تھے "ان لوگوں نے اپنے مولویوں اور پیروں کو رب بنایا، اللہ کے سوا اور مسیح بن مریم کو بھی، حالانکہ انہیں صرف ایک معبود کی عبادت کا حکم ہوا تھا جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ ان کے ہر قسم کے شرک سے پاک ہے" میں بولا "ہم نے ان کی عبادت نہیں کی" آپ نے فرمایا، کیا وہ اللہ کی حلال کی ہوئی چیز کو حرام نہیں کرتے جسے تم بھی حرام سمجھتے ہو۔ اور۔ اللہ کی حرام کی ہوئی چیز کو حلال نہیں کرتے جسے تم حلال سمجھتے ہو؟ میں نے کہا ہاں، فرمایا یہی ان کی عبادت ہے، احمد نے روایت کیا اور ترمذی نے بھی اسکو روایت کیا اور حسن کہا۔

فِيْهِ مَسَائِلُ

اَلْاُوْلٰى تَفْسِيْرُ اٰيَةِ النُّوْرِ۔

اَلثَّانِيَةُ تَفْسِيْرُ اٰيَةِ بَرَاءَةَ۔

اَلثَّالِثَةُ التَّنْبِيْهُ عَلٰى مَعْنَى الْعِبَادَةِ الَّتِيْ اَنْكَرَهَا عَدِيٌّ

اَلرَّابِعَةُ تَمْثِيْلُ ابْنِ عَبَّاسٍ بِاَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ وَتَمْثِيْلُ اَحْمَدَ بِسُفْيَانَ۔

اَلْخَامِسَةُ تَغَيُّرُ الْاَحْوَالِ اِلٰى هٰذِهِ الْغَايَةِ حَتّٰى صَارَ عِبَادَةُ الرُّهْبَانِ هِيَ اَفْضَلُ الْاَعْمَالِ وَتُسَمَّى الْوِلَايَةَ، وَعِبَادَةُ الْاَحْبَارِ هِيَ الْعِلْمُ وَالْفِقْهُ، ثُمَّ تَغَيَّرَتِ الْاَحْوَالُ اِلٰى اَنْ عُبِدَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّيْسَ مِنَ الصَّالِحِيْنَ وَعُبِدَ بِالْمَعْنَى الثَّانِيْ مَنْ هُوَ مِنَ الْجَاهِلِيْنَ

اس میں (۵) مطالب ہیں

(۱) آیہ نور کی تفسیر

(۲) آیہ براءۃ کی تفسیر

(۳) عبادت کے معنی کا بیان جس کا عدی نے انکار کیا،

(۴) ابن عباس کا ابوبکر و عمر کا نام لیکر کہنا، اور احمد بن حنبل کا سفیان ثوری کا نام لینا۔

(۵) دنیا کی حالت اس درجہ بدل گئی کہ پیروں کی عبادت تمام کاموں میں افضل شمار ہونے لگی، اور اسی کو "ولایت" کہتے ہیں، اور علماء کی عبادت کا نام علم و فقہ رکھا گیا، پھر حالت اس درجہ بدلی کہ بدکاروں کی عبادت کیجاتی ہے جو پیر بنے ہوئے ہیں، اور جاہلوں کی عبادت کیجاتی ہے جو مولوی کہلاتے ہیں۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بیان میں کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو دعویٰ کرتے ہیں

أَنَّهُمْ آمَنُوا بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيدُونَ أَنْ يَتَحَاكَمُوا إِلَى الطَّاغُوتِ وَقَدْ أُمِرُوا أَنْ يَكْفُرُوا بِهِ وَيُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُضِلَّهُمْ ضَلَالًا بَعِيدًا (۶۰) وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا إِلَى مَا أَنْزَلَ اللَّهُ وَإِلَى الرَّسُولِ رَأَيْتَ الْمُنَافِقِينَ يَصُدُّونَ عَنْكَ صُدُودًا (۶۱) فَكَيْفَ إِذَا أَصَابَتْهُمْ مُصِيبَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ ثُمَّ جَاءُوكَ يَحْلِفُونَ بِاللَّهِ إِنْ أَرَدْنَا إِلَّا إِحْسَانًا وَتَوْفِيقًا (۶۲) أُولَئِكَ الَّذِينَ يَعْلَمُ اللَّهُ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ وَعِظْهُمْ وَقُلْ لَهُمْ فِي أَنْفُسِهِمْ قَوْلًا بَلِيغًا (۶۳) وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللَّهِ وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَحِيمًا (۶۴) فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۔ ۶۵-۴۔

✣ ✣ ✣

✣ ✣

✣

کہ وہ اس چیز پر ایمان لائے جو تجھ پر اور تجھ سے پہلے اتاری گئی" چاہتے ہیں کہ طاغوت کے پاس فیصلہ لیجائیں حالانکہ انہیں حکم دیا گیا کہ اس سے کفر کریں، اور شیطان یہ چاہتا ہے کہ انہیں دور کی گمراہی میں ڈال دے، اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آؤ اللہ کی کتاب اور اس کے رسول کی طرف، تو تو دیکھتا ہے ان منافقوں کو کہ تجھ سے دور بھاگتے ہیں پس کیسا ہوگا جبکہ انہیں کوئی مصیبت ان کے عمل کی بدولت پہونچے، پھر وہ تیرے پاس پہونچیں، اللہ کی قسمیں کھاتے ہوئے کہ ہمنے تو صرف بھلائی اور آشتی و صلح کا قصد کیا تھا، یہ وہی لوگ ہیں کہ اللہ ان کے دلوں کی باتوں کو خوب جانتا ہے، پس ان سے درگزر کر، اور نصیحت کر، اور انہیں دل میں اثر کرنیوالی بات بتا، اور ہم نے کسی رسول کو نہیں بھیجا، مگر صرف اس لئے کہ اس کی اطاعت کیجائے اللہ کے حکم سے اور اگر یہ لوگ جبکہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تیرے پاس آکر اللہ سے معافی مانگتے، اور رسول بھی ان کے واسطے معافی کی دعا کرتے تو بالضرور اللہ کو توبہ قبول کرنیوالا مہربان پاتے، پس ہرگز نہیں تیرے رب کی قسم یہ ہرگز ایمان نہ لائیں گے، یہانتک کہ تجھے حاکم نہ مانیں اس بات میں

✣ ✣ ✣

✣ ✣

✣

وَقَوْلُهُ تَعَالَى وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ قَالُوا إِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُونَ ۔

۱۱-۲-

وَقَوْلُهُ تَعَالَى وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا ۔ ۸۵-۷

وَقَوْلُهُ تَعَالَى أَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُونَ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللَّهِ حُكْمًا لِقَوْمٍ يُوقِنُونَ ۔۔ ۵۰-۵

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يَكُونَ هَوَاهُ تَبَعًا لِمَا جِئْتُ بِهِ، قَالَ النَّوَوِيُّ حَدِيثٌ صَحِيحٌ رَوَيْنَاهُ فِي كِتَابِ الْحُجَّةِ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ۔

وَقَالَ الشَّعْبِيُّ كَانَ بَيْنَ رَجُلٍ مِنَ الْمُنَافِقِينَ وَرَجُلٍ مِنَ الْيَهُودِ خُصُومَةٌ فَقَالَ الْيَهُودِيُّ نَتَحَاكَمُ إِلَى مُحَمَّدٍ عَرَفَ أَنَّهُ لَا يَأْخُذُ الرِّشْوَةَ، وَقَالَ الْمُنَافِقُ نَتَحَاكَمُ إِلَى الْيَهُودِ لِعِلْمِهِ أَنَّهُمْ يَأْخُذُونَ الرِّشْوَةَ، فَاتَّفَقَا أَنْ يَأْتِيَا كَاهِنًا فِي جُهَيْنَةَ

کہ آپس میں اختلاف کریں، پھر تیرے فیصلہ سے اپنے دلوں میں کچھ خلش نہ پائیں، اور اچھی طرح سے اسے قبول کریں۔

اور فرمایا، اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ زمین میں فساد نہ کرو۔ کہتے ہیں ہم تو صرف اصلاح کرتے ہیں،

اور فرمایا، اور زمین میں اصلاح کے بعد فساد نہ کرو۔

اور فرمایا، کیا جاہلیت کا فیصلہ چاہتے ہیں، اور اللہ سے بہتر کوئی فیصلہ دے سکتا ہے یقین والوں کے لئے،

عبداللہ بن عمرو بن عاص کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم میں کوئی ایماندار نہیں ہو سکتا، جب تک کہ اس کی خواہش میرے احکام کے تابع نہ ہو، النووی نے کہا یہ حدیث صحیح ہے ہم نے اسے کتاب الحجۃ میں بسند صحیح روایت کیا ہے،

شعبی کہتے ہیں ایک منافق اور ایک یہودی میں کچھ جھگڑا ہوا یہودی بولا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلو وہ جانتا تھا کہ آپ رشوت نہیں لیتے، منافق نے کہا یہود کے پاس چلو، کیونکہ یہ رشوت لیا کرتے تھے پھر دونوں کا اس بات پر اتفاق ہوا کہ جہینہ

فبما كان إليه فنزلت: ألم تر إلى
الذين يزعمون الآيتين الخ
وقيل نزلت في رجلين اختصما
فقال أحدهما نترافع إلى النبي
صلى الله عليه وسلم وقال الآخر
إلى كعب بن الأشرف، ثم ترافعا
إلى عمر، فذكر له أحدهما القصة
فقال للذي لم يرض برسول الله
صلى الله عليه وسلم أكذلك؟
قال نعم، فضربه بالسيف فقتله.

کے کاہن سے اپنے مقدمہ کا فیصلہ لیں،
پس یہ آیت نازل ہوئی، الم تر الی الذین
یزعمون الخ بعض نے کہا دو آدمیوں میں
کچھ خصومت تھی، ایک نے کہا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلو، دوسرا بولا
کعب بن اشرف یہودی کے پاس چلو، پھر
دونوں حضرت عمر کے پاس آئے، ایک
نے پورا قصہ بتا دیا، حضرت نے اس شخص
سے دریافت کیا جو آنحضرت کے پاس جانا
نہ چاہتا تھا، کہ کیا ایسا واقعہ ہے؟ اس نے
اقرار کیا، حضرت عمر نے ایک تلوار مار کر اس کی
گردن اڑا دی،

فیہ مسائل

اس میں (۸) مطالب ہیں،

الأولى تفسير آية النساء وما
فيها من الإعانة على فهم الطاغوت
الثانية تفسير آية البقرة وإذا قيل
لهم لا تفسدوا في الأرض الآية
الثالثة تفسير آية الأعراف ولا
تفسدوا في الأرض بعد إصلاحها
الرابعة تفسير أفحكم الجاهلية
يبغون.
الخامسة ما قال الشعبي في سبب

(۱) آیہ سورہ نساء کی تفسیر اور طاغوت کے
معنے سمجھنے میں اس کی جو مدد ہو سکتی ہے،
(۲) آیہ سورہ بقرہ کی تفسیر۔
(۳) آیہ سورہ اعراف کی تفسیر۔
(۴) آیہ سورہ مائدہ افحکم الجاہلیۃ کی تفسیر
(۵) عامر شعبی تابعی نے جو آیہ نساء کا شان

نزول الآية الأولى
السادسة تفسير الإيمان الصادق
والكاذب
السابعة قصة عمر مع المنافق
الثامنة كون الإيمان لا يحصل لأحد
حتى يكون هواه تبعا لما جاء به
الرسول صلى الله عليه وسلم

نزول بیان کیا،
(۶) سچے اور جھوٹے ایمان کی تشریح۔
(۷) حضرت عمر کا منافق سے جو واقعہ ہوا۔
(۸) کسی کو ایمان نہیں حاصل ہوتا، جب تک
کہ اس کی خواہش حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے احکام کے تابع نہ ہو جائے،

باب من جحد شيئا من الأسماء والصفات

اس شخص کا حکم جو اللہ کے نام یا صفات کا انکار کرے

وقول الله تعالى: وهم يكفرون
بالرحمن قل هو ربي لا إله إلا هو عليه
توكلت وإليه متاب. ۱۳-۳۰

اور اللہ کا فرمان: اور وہ رحمان کا انکار کرتے
ہیں، تو کہدے وہ میرا رب ہے کوئی عبادت
کے لائق نہیں، مگر وہی، اسی پر میں نے
بھروسہ کیا، اور اسی سے میں توبہ کرتا ہوں،

وفي صحيح البخاري قال علي: حدثوا
الناس بما يعرفون أتريدون أن
يكذب الله ورسوله.

صحیح بخاری میں حضرت علی سے مروی ہے
وہ کہتے ہیں لوگوں کو وہ باتیں سناؤ جنہیں
وہ پہچانیں، کیا تم چاہتے ہو کہ اللہ ورسول
کو جھٹلائیں؟

وروى عبد الرزاق عن معمر عن ابن
طاوس عن أبيه عن ابن عباس أنه
رأى رجلا انتفض لما سمع حديثا

عبد الرزاق نے بواسطہ معمر ابن طاؤس کی
روایت کی وہ اپنے باپ طاؤس کے واسطے
سے ابن عباس سے روایت کرتا ہے، انہوں نے

عن النبي صلى الله عليه وسلم في الصفات استنكارا لذلك فقال ما فَرَقُ هؤلاء يجدون رقة عند محكمه ويهلكون عند متشابهه انتهى، ولما سمعت قريش رسول الله صلى الله عليه وسلم يذكر الرحمن انكروا ذلك فانزل الله فيهم وهم يكفرون بالرحمن۔

ایک شخص کو دیکھا کہ اسے کپکپی آگئی، جب اس نے صفات باری تعالیٰ میں آنحضرت کی کوئی حدیث سنی، گویا اس نے انکار کیا، ابن عباس بولے ان کا ڈر عجیب ہے محکم آیتوں پر رقت ہوتی ہے، اور متشابہ پر ہلاک ہوتے ہیں۔ عبد الرزاق کا کلام ختم ہوا، اور جب قریش نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمان کا ذکر کرتے ہوئے سنا اس کا انکار کیا، پس اللہ تعالیٰ نے ان کی بابت آیت نازل فرمائی، "وہ رحمان کا انکار کرتے ہیں"

فيه مسائل

الاولى عدم الايمان بجحد شيء من الاسماء والصفات۔

الثانية تفسير آية الرعد۔

الثالثة ترك الحديث بما لم يفهم السامع

الرابعة ذكر العلة انه يفضي الى تكذيب الله ورسوله ولو لم يتعمد المنكر

الخامسة كلام ابن عباس لمن استنكر شيئا من ذلك وانه اهلكه

اس میں (۵) مطالب ہیں

(۱) اللہ کے کسی نام وصفت کے انکار سے ایمان نہیں رہتا،

(۲) آیہ رعد کی تفسیر

(۳) سننے والے کی عقل کے مطابق گفتگو کرنی چاہیے،

(۴) اس کی یہ وجہ بیان کرنی کہ اللہ و رسول کو جھٹلایا جاتا ہو اگرچہ قصداً نہ ہو۔

(۵) ابن عباس کا قول اس شخص کی بابت جس نے بعض صفات کا انکار کیا، اور کہ یہ اس کی ہلاکت کا باعث ہوا،

باب قول الله تعالى

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بیان میں

يعرفون نعمت الله ثم ينكرونها واكثرهم الكافرون ۱۶-۸۳

وہ اللہ کی نعمتوں کو پہچانتے ہوئے انکار کرتے ہیں اور اکثر انہیں سے کافر ہیں

قال مجاهد ما معناه هو قول الرجل هذا مالي ورثته عن آبائي، وقال عون بن عبد الله يقولون لولا فلان لم يكن كذا، قال ابن قتيبة يقولون هذا بشفاعة آلهتنا۔

مجاہد نے کہا، یہ انسان کا کہنا کہ میرا مال ہے اپنے باپ سے ورثہ میں پایا، عون بن عبد اللہ کہتے ہیں یہ اس طرح کہتے ہیں اگر فلاں نہ ہوتا تو یہ کام نہ ہوتا، ابن قتیبہ نے کہا کہتے ہیں یہ ہمارے معبودوں کی سفارش کا نتیجہ ہے

※

وقال ابو العباس بعد حديث زيد بن خالد الذي فيه ان الله تعالى قال اصبح من عبادي مؤمن بي وكافر الحديث وقد تقدم وهذا كثير في الكتاب والسنة يذم سبحانه من يضيف انعامه الى غيره ويشرك به قال بعض السلف هو كقولهم كانت الريح طيبة والملاح حاذقا ونحو ذلك مما هو جار على السنة

ابو العباس ابن تیمیہ نے زید بن خالد جہنی کی اس حدیث کے بعد جس میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے کہ آج صبح میرے بندوں میں سے بہت سے مومن اور کافر ہو گئے یہ حدیث اوپر گذر چکی ہے(۱) اس طرح کہا، ایسا حکم کتاب وسنۃ میں بہت ہے، اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی برائی کرتا ہے جو اس کے انعام ورحمت کی کسی دوسرے کی طرف نسبت کرتے ہیں، اور اس کا شریک ٹھہراتے ہیں، بعض سلف کا قول ہے اس کی مثال یہ

(۱) اس حدیث کو [illegible] دیکھو۔

كَثِيْرٌ۔

کر کوئی کُتّے ہوا خوب تھی، اور ملاح چالاک تھا اور مثل اس کے جو عام طور پر زبانوں پر رائج ہے

فِيْهِ مَسَائِلُ

اس میں (۴) مطالب ہیں

اَلْاُوْلٰى تَفْسِيْرُ مَعْرِفَةِ النِّعْمَةِ وَاِنْكَارِهَا

(۱) نعمت کے پہچاننے اور اس کے انکار کا بیان۔

اَلثَّانِيَةُ مَعْرِفَةُ اَنَّ هٰذَا جَارٍ عَلٰى اَلْسِنَةٍ كَثِيْرَةٍ۔

(۲) یہ بھی جاننا چاہئے کہ اکثر لوگوں کی زبان پر ایسا جاری ہے،

اَلثَّالِثَةُ تَسْمِيَةُ الْكَلَامِ اِنْكَارًا لِلنِّعْمَةِ۔

(۳) اس قسم کے کلام کو نعمت کا انکار فرمانا

اَلرَّابِعَةُ اِجْتِمَاعُ الضِّدَّيْنِ فِي الْقَلْبِ

(۴) دل میں ضدین کا جمع ہونا[1]،

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى

اللہ تعالیٰ کے اس قول کا بیان:-

فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۲۲-۷

پس تم اللہ تعالیٰ کا شریک نہ ٹھہراؤ، حالانکہ تم جانتے ہو،

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فِي الْاٰيَةِ اَلْاَنْدَادُ هُوَ الشِّرْكُ اَخْفٰى مِنْ دَبِيْبِ النَّمْلِ عَلٰى صَفَاةٍ سَوْدَاءَ فِيْ ظُلْمَةِ اللَّيْلِ

ابن عباس نے کہا انداد کا شرک اسقدر پوشیدہ ہے جیسے کوئی سیاہ چیونٹی سیاہ پتھر پر اندھیری رات میں چلے،

(۱) اس طرح کہ ایمان بھی ہو اور کفر بھی، حالانکہ ان کا جمع ہونا محال ہے۔

وَهُوَ اَنْ تَقُوْلَ وَاللّٰهِ وَحَيَاتِكَ يَا فُلَانَةُ وَحَيَاتِيْ، وَتَقُوْلُ لَوْلَا كُلَيْبَةُ هٰذَا لَاَتَانَا اللُّصُوْصُ، وَلَوْلَا الْبَطُّ فِي الدَّارِ لَاَتَى اللُّصُوْصُ، وَقَوْلُ الرَّجُلِ لِصَاحِبِهٖ مَاشَاءَ اللّٰهُ وَشِئْتَ، وَقَوْلُ الرَّجُلِ لَوْلَا اللّٰهُ وَفُلَانٌ لَا تَجْعَلْ فِيْهَا فُلَانًا هٰذَا كُلُّهٗ بِهٖ شِرْكٌ رَوَاهُ ابْنُ اَبِيْ حَاتِمٍ۔

یہ اس طرح ہو کہ تو کہے اللہ کی قسم، تیری جان کی قسم اے فلاں میری جان کی قسم اور اس طرح کہ کہے اگر اس کی کتیا نہ ہوتی تو ہمارے یہاں چور آجاتے، اگر گھر میں بطخ نہ ہوتی، تو چور آجاتے، اور اس طرح کہ آدمی کسی سے کہے جو اللہ چاہے اور تم چاہو، اور اس طرح کہ اگر اللہ اور فلاں شخص نہ ہوتا، اس میں فلاں کو نہ ملا یہ سب اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا ہے، ابن ابی حاتم نے اسے روایت کیا،

وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللّٰهِ فَقَدْ كَفَرَ اَوْ اَشْرَكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَحَسَّنَهٗ وَصَحَّحَهُ الْحَاكِمُ

حضرت عمر کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس نے غیر اللہ کی قسم کھائی، اس نے کفر یا شرک[1] کیا، اسے ترمذی نے روایت کرکے حسن کہا، اور حاکم نے صحیح کہا،

وَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ لَاَنْ اَحْلِفَ بِاللّٰهِ كَاذِبًا اَحَبُّ اِلَيَّ اَنْ اَحْلِفَ بِغَيْرِهٖ صَادِقًا۔

ابن مسعود نے کہا اگر میں اللہ کی جھوٹی قسم کھاؤں اس سے بہتر ہے کہ غیر اللہ کی سچی قسم کھاؤں[2]

وَعَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْلُوْا مَاشَاءَ اللّٰهُ وَمَاشَاءَ فُلَانٌ، وَلٰكِنْ قُوْلُوْا مَاشَاءَ اللّٰهُ۔

حذیفہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں، آپ نے فرمایا، جو اللہ چاہے اور فلاں شخص چاہے اس طرح نہ بولو۔ اگر بولنا ہو تو یہ بولو جو اللہ چاہے

(۱) یہ راوی کا شک ہے۔ (۲) اس سے یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ اللہ کی جھوٹی قسم گناہ نہیں، صحابی یہ بتانا چاہتے ہیں، کہ ہر حال میں غیر اللہ کی قسم بہت بڑا گناہ ہے خواہ سچی بات پر ہی کھائی جائے،

ثُمَّ شَاءَ فُلَانٌ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِسَنَدٍ صَحِيحٍ

وَجَاءَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ أَنَّهُ يَكْرَهُ أَعُوذُ بِاللهِ وَبِكَ، وَيُجَوِّزُ أَنْ يَقُولَ بِاللهِ ثُمَّ بِكَ وَقَالَ وَيَقُولُ لَوْلَا اللهُ ثُمَّ فُلَانٌ وَلَا تَقُولُوا لَوْلَا اللهُ وَفُلَانٌ

پھر جو فلاں چاہے اسے ابو داؤد نے بسند صحیح روایت کیا۔

ابراہیم نخعی کا قول ہے کہ میں خدا کی پناہ چاہتا ہوں اور تیری" نہ کہو، یوں درست ہے میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں پھر تیری اسی طرح وہ کہتے ہیں یہ کہو اگر اللہ نہ ہوتا، پھر فلاں شخص نہ ہوتا، تو ایسا ہو جاتا، اور یہ نہ کہو کہ اگر اللہ اور فلاں نہ ہوتا۔[1]

فِيهِ مَسَائِلُ

الْأُولَى تَفْسِيرُ آيَةِ الْبَقَرَةِ فِي الْأَنْدَادِ.

الثَّانِيَةُ أَنَّ الصَّحَابَةَ يُفَسِّرُونَ الْآيَةَ فِي الشِّرْكِ الْأَكْبَرِ أَنَّهَا تَعُمُّ الْأَصْغَرَ.

الثَّالِثَةُ أَنَّ الْحَلِفَ بِغَيْرِ اللهِ شِرْكٌ.

الرَّابِعَةُ أَنَّهُ إِذَا حَلَفَ بِغَيْرِ اللهِ صَادِقًا فَهُوَ أَكْبَرُ مِنَ الْيَمِينِ الْغَمُوسِ.

الْخَامِسَةُ الْفَرْقُ بَيْنَ الْوَاوِ وَثُمَّ فِي اللَّفْظِ.

اس میں (۵) مطالب ہیں۔

(۱) انداد کی تفسیر جو آیہ بقرہ میں ہے۔

(۲) صحابہ شرک اکبر کی آیتوں کی اس طرح تفسیر کرتے تھے کہ وہ شرک اصغر کو بھی شامل ہوتی ہیں

(۳) غیر اللہ کی قسم کھانا شرک ہے،

(۴) غیر اللہ کی سچی قسم بھی اللہ کے نام کی جھوٹی قسم سے زیادہ بڑا گناہ ہے۔

(۵) واؤ (اور) اور ثم (پھر) کے فرق کا لحاظ

(۱) اس میں گفتگو کے آداب اور مراتب کے لحاظ کی تعلیم دی گئی ہے، نیز شرک کے راستوں کو بند کرنا بھی مقصود ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ لَمْ يَقْنَعْ بِالْحَلِفِ بِاللهِ

اس شخص کا حکم جو اللہ کی قسم پر کفایت نہ کرے

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ، مَنْ حَلَفَ بِاللهِ فَلْيَصْدُقْ، وَمَنْ حُلِفَ لَهُ بِاللهِ فَلْيَرْضَ، وَمَنْ لَمْ يَرْضَ فَلَيْسَ مِنَ اللهِ. رَوَاهُ ابْنُ مَاجَهْ بِسَنَدٍ حَسَنٍ.

ابن عمر کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اپنے باپ داداؤں کی قسم نہ کھاؤ،[1] جو اللہ کی قسم کھائے وہ سچ بولے، اور جس کے واسطے اللہ کی قسم کھائی جائے اسے راضی ہونا چاہئے اور جو راضی نہ ہو تو وہ اللہ والوں سے نہیں، ابن ماجہ نے حسن سند کو روایت کیا

فِيهِ مَسَائِلُ

الْأُولَى النَّهْيُ عَنِ الْحَلِفِ بِالْآبَاءِ.

الثَّانِيَةُ الْأَمْرُ لِلْمَحْلُوفِ لَهُ بِاللهِ أَنْ يَرْضَى.

الثَّالِثَةُ وَعِيدُ مَنْ لَمْ يَرْضَ.

اس میں (۳) مطالب ہیں

(۱) باپ دادا کی قسم حرام ہے،

(۲) جس کے واسطے اللہ کی قسم کھائی جائے اسے راضی ہونا چاہئے،

(۳) جو اللہ کے نام کی قسم پر قناعت نہ کرے، اس کی سزا،

(۱) باپ دادا یا غیر اللہ کے نام کی خواہ ولی یا نبی ہو قسم کھانا شرعاً حرام ہے صحیح بخاری وغیرہ میں ہے آپ نے حضرت عمر کو ایک مرتبہ اپنے باپ کی قسم کھاتے ہوئے سنا، تو بلند آواز سے فرمایا "اپنے باپ دادا کی قسم نہ کھاؤ جسے قسم کھانی ہو وہ اللہ کی قسم کھائے" حضرت عمر نے اس روز سے کبھی خود ایسی قسم کھائی نہ کسی دوسرے کی ایسی قسم نقل کی، اللہ اکبر! احکام شرعیہ کی عظمت جتنی کہ ممنوع چیز کسی طریقے سے زبان پر جاری نہ ہو کہاں آج کل کے مسلمان کہ وقت بے وقت ہر ایک جائز ہونا جائز عمل کرتے ہیں اور مقولہ مشہور "نقل کفر کفر نباشد" کے لحاظ سے بیدھڑک دوسروں کے برے الفاظ نقل کر دیتے ہیں، حقیقت یہ ہے کہ وہ اپنے عمل کا محاسبہ کرتے اور حساب سے ڈرا کرو۔

بَابُ قَوْلِ مَا شَاءَ اللّٰهُ وَشِئْتَ

اس کا بیان کہ "جو اللہ چاہے اور تو چاہے" کیسا ہے

عَنْ قُتَيْلَةَ اَنَّ يَهُوْدِيًّا اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّكُمْ تُشْرِكُوْنَ تَقُوْلُوْنَ مَا شَاءَ اللّٰهُ وَشِئْتَ وَتَقُوْلُوْنَ وَالْكَعْبَةِ فَاَمَرَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَرَادُوْا اَنْ يَحْلِفُوْا اَنْ يَقُوْلُوْا وَرَبِّ الْكَعْبَةِ وَاَنْ يَقُوْلُوْا مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ شِئْتَ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَصَحَّحَهُ

قتیلہ کہتی ہیں، ایک یہودی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر بولا "تم لوگ شرک کرتے ہو اس طرح کہتے ہو جو اللہ چاہے اور تو چاہے، اور کہتے ہو کعبہ کی قسم، پس آپ نے صحابہ کو حکم دیا، کہ جب قسم کھانا چاہو تو کعبہ کی قسم کی جگہ، رب کعبہ کی قسم کھایا کرو، اور جو اللہ چاہے پھر تو چاہے کہا کرو، اسے نسائی نے روایت کیا اور صحیح کہا۔

*

وَلَهُ اَيْضًا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا شَاءَ اللّٰهُ وَشِئْتَ فَقَالَ اَجَعَلْتَنِيْ لِلّٰهِ نِدًّا؟ مَا شَاءَ اللّٰهُ وَحْدَهُ

نسائی میں ابن عباس سے ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا "جو اللہ چاہے اور تم چاہو" آپ نے فرمایا کیا تو نے مجھے اللہ کا شریک بنایا؟ اس طرح کہا کرو جو اکیلا اللہ چاہے،

*

وَلِابْنِ مَاجَةَ عَنِ الطُّفَيْلِ اَخِيْ عَائِشَةَ لِاُمِّهَا قَالَ رَاَيْتُ كَاَنِّيْ اَتَيْتُ عَلٰى نَفَرٍ مِنَ الْيَهُوْدِ فَقُلْتُ اِنَّكُمْ لَاَنْتُمُ الْقَوْمُ لَوْلَا اَنَّكُمْ تَقُوْلُوْنَ عُزَيْرٌ ابْنُ اللّٰهِ، قَالُوْا وَاَنْتُمْ لَاَنْتُمُ الْقَوْمُ لَوْلَا اَنَّكُمْ تَقُوْلُوْنَ مَا شَاءَ اللّٰهُ وَشَاءَ مُحَمَّدٌ

ابن ماجہ میں بی بی عائشہ کے ماں جائی بھائی طفیل سے مروی ہے کہ میں نے خواب میں ایسا دیکھا کہ گویا میں یہودیوں کی ایک جماعت پر پہونچا میں نے کہا تم اچھے لوگ ہو اگر یہ نہ کہو کہ عزیر اللہ کا بیٹا ہے وہ بولے کہ تم بھی اچھے لوگ ہو اگر یہ نہ کہو "جو اللہ اور محمد چاہے۔"

*

ثُمَّ مَرَرْتُ بِنَفَرٍ مِنَ النَّصَارٰى فَقُلْتُ اِنَّكُمْ لَاَنْتُمُ الْقَوْمُ لَوْلَا اَنَّكُمْ تَقُوْلُوْنَ الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ، قَالُوْا وَاِنَّكُمْ لَاَنْتُمُ الْقَوْمُ لَوْلَا اَنَّكُمْ تَقُوْلُوْنَ مَا شَاءَ اللّٰهُ وَشَاءَ مُحَمَّدٌ، فَلَمَّا اَصْبَحْتُ اَخْبَرْتُ بِهَا مَنْ اَخْبَرْتُ ثُمَّ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرْتُهُ قَالَ هَلْ اَخْبَرْتَ بِهَا اَحَدًا؟ قُلْتُ نَعَمْ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ طُفَيْلًا رَاٰى رُؤْيَا اَخْبَرَ بِهَا مَنْ اَخْبَرَ مِنْكُمْ وَاِنَّكُمْ قُلْتُمْ كَلِمَةً كَانَ يَمْنَعُنِيْ كَذَا وَكَذَا اَنْ اَنْهَاكُمْ عَنْهَا، فَلَا تَقُوْلُوْا مَا شَاءَ اللّٰهُ وَشَاءَ مُحَمَّدٌ وَلٰكِنْ قُوْلُوْا مَا شَاءَ اللّٰهُ وَحْدَهُ۔

پھر میرا ایک عیسائی جماعت پر گذر ہوا میں نے کہا، تم اچھے لوگ ہو اگر یہ نہ کہو کہ مسیح اللہ کا بیٹا ہے، وہ بولے تم بھی اچھے لوگ ہو، اگر یہ نہ کہا کرو، "جو اللہ چاہے اور محمد چاہے"،

پس صبح میں نے چند آدمیوں کو بتایا، پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر آپ کو خبر دی، آپ نے فرمایا تم نے کسی کو بتادیا؟ میں نے کہا ہاں، آپ (منبر پر کھڑے) ہوئے، اللہ کی حمد وثنا کی، پھر فرمایا، لیکن اس کے بعد یہ طفیل نے ایک خواب دیکھا جس کی اطلاع تم میں سے بعض کو دی ہے اور تم ایک جملہ ایسا بولا کرتے تھے کہ میں شرم کے خیال سے اس سے منع نہ کرتا تھا، پس آئندہ جو اللہ چاہے اور محمد چاہے مت کہا کرو۔ جو اللہ وحدہ لا شریک چاہے کہو۔

*

فِيْهِ مَسَائِلُ

اس میں (۹) مطالب ہیں

اَلْاُوْلٰى مَعْرِفَةُ الْيَهُوْدِ بِالشِّرْكِ الْاَصْغَرِ

(۱) یہود کا شرک اصغر سے واقف ہونا،

اَلثَّانِيَةُ فَهْمُ الْاِنْسَانِ اِذَا كَانَ لَهُ

(۲) انسان کی سمجھ جبکہ اس کی کوئی خواہش

ہوئے

اَلثَّالِثَةُ قَوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجَعَلْتَنِيْ لِلّٰهِ نِدًّا، فَكَيْفَ بِمَنْ قَالَ

ہو،

(۳) آپ کا غضب کے فرمانا: کہ کیا تو نے مجھے اللہ کا شریک ٹھہرایا، پس کیا حال ہوگا اس شخص کا جس نے یہ شعر کہا (یعنی صاحب بردہ)

يَا أَكْرَمَ الْخَلْقِ مَا لِيْ مَنْ أَلُوْذُ بِهٖ
سِوَاكَ عِنْدَ حُلُوْلِ الْحَادِثِ الْعَمَمِ
وَالْبَيْتَيْنِ بَعْدَهٗ

(۴) اے معزز ترین مخلوق تیرے سوا کوئی ایسی ذات نہیں جس کی عام مصیبت کے وقت میں پناہ لے سکوں، اور دو بیت اس کے بعد کے۔

اَلرَّابِعَةُ أَنَّ هٰذَا لَيْسَ مِنَ الشِّرْكِ الْأَكْبَرِ لِقَوْلِهٖ يَسْنَعُنِيْ كَذَا وَكَذَا۔

(۴) یہ شرک اکبر نہیں، کیونکہ آپ نے فرمایا، مجھے فلاں فلاں چیز روکتی تھی،

اَلْخَامِسَةُ أَنَّ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةَ مِنْ أَقْسَامِ الْوَحْيِ

(۵) نیک خواب بھی وحی کی قسم میں سے ہے بشرطیکہ وحی سے تصدیق ہو جائے

اَلسَّادِسَةُ أَنَّهَا قَدْ تَكُوْنُ سَبَبًا لِشَرْعِ بَعْضِ الْأَحْكَامِ

(۶) بعض نیک خوابوں سے احکام شرعی کی بنیاد قائم ہوتی ہے، (مثلاً اذان وغیرہ)

بَابُ مَنْ سَبَّ الدَّهْرَ فَقَدْ آذَى اللّٰهَ

اس بات کا بیان کہ جس نے زمانہ کو گالی دی اس نے اللہ کو تکلیف دی

وَقَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰى: وَقَالُوْا مَا هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَا

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان، اور وہ بولے یہ تو صرف ہماری اس دنیا کی زندگی ہے جس میں

إِلَّا الدَّهْرُ وَمَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ إِنْ هُمْ إِلَّا يَظُنُّوْنَ - ۴۵-۲۴

ہم زندہ ہوتے اور مرتے ہیں، اور ہمیں تو صرف زمانہ فنا کرتا ہے۔ حالانکہ انہیں اس کا کچھ علم نہیں، وہ تو صرف قیاس دوڑاتے ہیں۔

فِي الصَّحِيْحِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى يُؤْذِيْنِيْ ابْنُ آدَمَ يَسُبُّ الدَّهْرَ، وَأَنَا الدَّهْرُ، أُقَلِّبُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ، وَفِيْ رِوَايَةٍ لَا تَسُبُّوا الدَّهْرَ فَإِنَّ اللّٰهَ هُوَ الدَّهْرُ۔

صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہ سے ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں، آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آدمی مجھے ایذا دیتا ہے اس طرح کہ دہر کو گالی دیتا ہے اور دہر تو میں ہی ہوں، میں ہی رات و دن کو بدلتا رہتا ہوں، ایک روایت میں ہے، دہر کو گالی نہ دو، اس لئے کہ اللہ ہی دہر ہے

فِيْهِ مَسَائِلُ

اس میں (۴) مطالب ہیں۔

اَلْأُوْلٰى النَّهْيُ عَنْ سَبِّ الدَّهْرِ۔

(۱) زمانہ کو گالی دینا حرام ہے

اَلثَّانِيَةُ تَسْمِيَتُهٗ أَذَى اللّٰهِ

(۲) اس سے اللہ کو ایذا پہنچتی ہے،

اَلثَّالِثَةُ التَّأَمُّلُ فِيْ قَوْلِهٖ فَإِنَّ اللّٰهَ هُوَ الدَّهْرُ

(۳) یہ بتانا کہ اس جملہ میں غور کرو کہ "اللہ ہی دہر ہے"۔

اَلرَّابِعَةُ أَنَّهٗ قَدْ يَكُوْنُ سَابًّا وَلَوْ لَمْ يَقْصِدْهُ بِقَلْبِهٖ۔

(۴) گالی کے واسطے دل کی نیت ضروری نہیں، بلکہ بعض مرتبہ بلا نیت بھی گالی ہو جاتی ہے،

بَابُ التَّسَمِّیْ بِقَاضِی الْقُضَاةِ وَنَحْوِهٖ

قاضی القضاۃ وغیرہ القاب کا حکم

فِی الصَّحِیْحِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ اِنَّ اَخْنَعَ اِسْمٍ عِنْدَ اللّٰهِ رَجُلٌ تَسَمّٰی مَلِكَ الْاَمْلَاكِ لَا مَالِكَ اِلَّا اللّٰهُ، قَالَ سُفْیَانُ مِثْلُ شَاهَانْ شَاهْ وَفِیْ رِوَایَةٍ اَغْیَظُ رَجُلٍ عِنْدَ اللّٰهِ وَاَخْبَثُهٗ۔

صحیح بخاری و مسلم میں ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ حقیر وہ شخص ہے جو شاہان شاہ لقب رکھے درحقیقت اللہ کے سوا کوئی بادشاہ نہیں سفیان نے اس کا ترجمہ شاہان شاہ (بادشاہوں کا بادشاہ) کیا، ایک روایت میں زیادہ غضب کے قابل اور زیادہ ذلیل آیا ہے، اخنع کے معنے زیادہ ذلیل و خوار

قَوْلُهٗ اَخْنَعُ یَعْنِیْ اَوْضَعُ۔

فِیْهِ مَسَائِلُ

اَلْاُوْلٰی النَّهْیُ عَنِ التَّسَمِّیْ بِمَلِكِ الْاَمْلَاكِ
اَلثَّانِیَةُ اَنَّ مَا فِیْ مَعْنَاهُ مِثْلُهٗ كَمَا قَالَ سُفْیَانُ
اَلثَّالِثَةُ التَّفَطُّنُ لِلتَّغْلِیْظِ فِیْ هٰذَا وَنَحْوِهٖ مَعَ الْقَطْعِ بِاَنَّ الْقَلْبَ لَمْ یَقْصِدْ مَعْنَاهُ
اَلرَّابِعَةُ التَّفَطُّنُ اَنَّ هٰذَا لِاَجْلِ

اس میں (۴) مطالب ہیں

(۱) ملک الاملاک (شاہان شاہ) کے لقب کی حرمت،
(۲) اسکے ہم معنے مثلاً قاضی القضاۃ وغیرہ کا بھی یہی حکم ہے جیسا کہ سفیان نے کہا،
(۳) غور کرو، اس میں کس قدر سختی وارد ہوئی حالانکہ قطعاً دل سے اس کے معنی مقصود نہیں ہوتے
(۴) یہ بھی غور کرنا چاہیے کہ یہ صرف اللہ

تعالی کے لئے مخصوص ہے۔ اللہ سبحانہ

بَابُ احْتِرَامِ اَسْمَاءِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَتَغْیِیْرِ الْاِسْمِ لِاَجْلِ ذٰلِكَ

اللہ تعالی کے نام کا احترام، اور کسی نام کو اس وجہ سے بدل دینا

عَنْ اَبِیْ شُرَیْحٍ اَنَّهٗ كَانَ یُكْنٰی اَبَا الْحَكَمِ فَقَالَ لَهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَكَمُ، وَاِلَیْهِ الْحُكْمُ، فَقَالَ اِنَّ قَوْمِیْ اِذَا اخْتَلَفُوْا فِیْ شَیْءٍ اَتَوْنِیْ فَحَكَمْتُ بَیْنَهُمْ فَرَضِیَ كِلَا الْفَرِیْقَیْنِ، فَقَالَ مَا اَحْسَنَ هٰذَا! فَمَا لَكَ مِنَ الْوَلَدِ؟ قَالَ شُرَیْحٌ وَمُسْلِمٌ وَعَبْدُ اللّٰهِ قَالَ فَمَنْ اَكْبَرُهُمْ؟ قُلْتُ شُرَیْحٌ قَالَ فَاَنْتَ اَبُوْ شُرَیْحٍ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ وَغَیْرُهٗ

ابو شریح کہتے ہیں میری کنیت ابو الحکم تھی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ حکم ہے، اور حکم اسی کا ہے، وہ بولا میری قوم جب کسی چیز میں اختلاف کرتی ہے، تو میں انہیں فیصلہ کرتا ہوں، ......

.........، دونوں فریق اس پر راضی ہو جاتے ہیں، آپ نے فرمایا، یہ کیا خوب ہے تیری کوئی اولاد ہے، کہا شریح مسلم، عبد اللہ، فرمایا ان میں بڑا کون ہے میں نے کہا شریح، فرمایا تو ابو شریح ہے، اسے ابو داؤد وغیرہ نے روایت کیا،

فِیْهِ مَسَائِلُ

اس میں (۳) مطالب ہیں

الأولى: احترام أسماء الله تعالى وصفاته ولو لم يقصد معناه.

الثانية: تغيير الاسم لأجل ذلك.

الثالثة: اختيار أكبر الأبناء للكنية.

(۱) اللہ کے نام اور صفات کا احترام اگرچہ اس کے معنی مقصود نہ ہوں،

(۲) کسی ایسے نام کا جو اللہ کے لئے مخصوص ہو بدل دینا،

(۳) بڑے بیٹے کے نام پر کنیت رکھنا۔

بَابُ مَنْ هَزَلَ بِشَيْءٍ فِيهِ ذِكْرُ اللّٰهِ أَوِ الْقُرْآنِ أَوِ الرَّسُولِ

اس شخص کا حکم جو اللہ کی کسی بات یا قرآن یا رسول اللہ سے ٹھٹھا کرے

وَقَوْلُ اللّٰهِ تَعَالَى: ﴿وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ، قُلْ أَبِاللّٰهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِئُونَ﴾ ۶۵-۹۔

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان، اور البتہ اگر تم ان سے دریافت کرو گے، وہ بولیں گے بلاشک ہم مذاق کر رہے تھے اور کھیلتے تھے کہدے، کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے تم ٹھٹھا کرتے تھے؟(۱)

(۱) اس کے بعد کی آیت میں نتیجہ ظاہر فرمایا: "لا تعتذروا قد کفرتم بعد ایمانکم" تم عذر مت کرو، کیونکہ ایمان کے بعد تم کفر کر چکے، یعنی جب اللہ کے رسول، اللہ کی آیتوں، اللہ کے دین سے تم نے مذاق کیا، اس کو مسخراپن کو نہیں کوئی جرم نہ سمجھا، تو تمہارا ایمان ختم ہو گیا، اور تم کھلم کھلا کافر اور اسلام کے بعد مرتد، واجب القتل ہو گئے،

عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَمُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ وَزَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ وَقَتَادَةَ دَخَلَ حَدِيثُ بَعْضِهِمْ فِي بَعْضٍ أَنَّهُ قَالَ رَجُلٌ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ: مَا رَأَيْنَا مِثْلَ قُرَّائِنَا هٰؤُلَاءِ أَرْغَبَ بُطُونًا وَلَا أَكْذَبَ أَلْسُنًا وَلَا أَجْبَنَ عِنْدَ اللِّقَاءِ، يَعْنِي رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابَهُ الْقُرَّاءَ، فَقَالَ لَهُ عَوْفُ بْنُ مَالِكٍ: كَذَبْتَ وَلٰكِنَّكَ مُنَافِقٌ لَأُخْبِرَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَهَبَ عَوْفٌ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

+ + +

+

لِيُخْبِرَهُ فَوَجَدَ الْقُرْآنَ قَدْ سَبَقَهُ، فَجَاءَ ذٰلِكَ الرَّجُلُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدِ ارْتَحَلَ وَرَكِبَ نَاقَتَهُ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَتَحَدَّثُ حَدِيثَ الرَّكْبِ نَقْطَعُ بِهِ عَنَّا الطَّرِيقَ، قَالَ ابْنُ عُمَرَ: كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ مُتَعَلِّقًا بِنِسْعَةِ نَاقَةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنَّ الْحِجَارَةَ تَنْكُبُ رِجْلَيْهِ وَهُوَ يَقُولُ إِنَّمَا

ابن عمر اور محمد بن کعب قرظی، اور زید بن اسلم اور قتادہ سب سے مروی ہے، آپس میں ایک دوسرے کی حدیث مل گئی ہے، کہ ایک منافق شخص نے غزوۂ تبوک میں کہا ہم نے ان مسلم والوں کی طرح کوئی نہیں دیکھا جو بڑے بڑے پیٹ رکھتے ہیں اور سب سے زیادہ جھوٹ بولتے، اور جنگ کے وقت زیادہ تر بزدلی کرتے ہیں، اس کی مراد اس سے آنحضرت اور صحابہ کرام تھے عوف بن مالک نے اس سے کہا تو جھوٹا اور پکا منافق ہے، میں یہ بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بالضرور بیان کروں گا، عوف آنحضرت کے حضور میں پہونچا، کہ آپ کو اطلاع دے مگر وحی اس سے پہلے آپ پر آچکی تھی، وہ منافق بھی عذرخواہی کے لئے آنحضرت کے پاس آیا، آپ سوار ہو چکے تھے بولا یا رسول اللہ ہم لوگ آپس میں دل بہلانے اور سواروں کی گپ لڑا رہے تھے، جس سے راستہ کاٹنا مقصود تھا، ابن عمر کہتے ہیں، گویا میں اس وقت اس کو دیکھ رہا ہوں کہ آپ کی اونٹنی کا تسمہ پکڑے ہوئے ہے، اور پتھر اس کے پیروں کو ہٹا رہے ہیں، وہ کہتا تھا بلاشبہ ہم مذاق اور کھیل کرتے تھے

كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ، فَيَقُولُ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبِاللّٰهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُونَ مَا يَلْتَفِتُ إِلَيْهِ وَمَا يَزِيدُهُ عَلَيْهِ.

آپ یہ کہتے کیا اللہ سے اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے تم مذاق کرتے تھے؟
آپ اس کی طرف نہ توجہ فرماتے تھے نہ اس سے زیادہ کچھ بولتے تھے

فِيهِ مَسَائِلُ

الْأُولَى وَهِيَ الْعَظِيمَةُ أَنَّ مَنْ هَزَلَ بِهٰذَا أَنَّهُ كَافِرٌ.

الثَّانِيَةُ أَنَّ هٰذَا هُوَ تَفْسِيرُ الْآيَةِ فِيمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ كَائِنًا مَنْ كَانَ.

الثَّالِثَةُ الْفَرْقُ بَيْنَ النَّمِيمَةِ وَبَيْنَ النَّصِيحَةِ لِلّٰهِ وَلِرَسُولِهِ.

الرَّابِعَةُ الْفَرْقُ بَيْنَ الْعَفْوِ الَّذِي يُحِبُّهُ اللّٰهُ وَبَيْنَ الْغِلْظَةِ عَلَى أَعْدَاءِ اللّٰهِ.

الْخَامِسَةُ أَنَّ مِنَ الْأَعْذَارِ مَا لَا يَنْبَغِي أَنْ يُقْبَلَ.

اس میں (۵) مطالب ہیں

(۱) یہ سب سے اہم بات ہے کہ جو دینی امور سے مذاق و تمسخر کرے وہ کھلا کافر ہے
(۲) آیۃ توبہ کے یہی معنی ہیں جو ایسا کرے وہ کافر ہے خواہ کوئی بھی ہو۔
(۳) چغلی اور اللہ و رسول کی خیر خواہی میں فرق ہے۔
(۴) اچھا ہے معافی اور سختی و غلظت میں فرق سمجھنا چاہیے جس معافی سے اللہ خوش ہوتا ہے، اور جو سختی اللہ کے دشمنوں کو کرنی چاہیے۔
(۵) بعض عذر ایسے ہیں کہ قابل قبول نہیں

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى وَلَئِنْ أَذَقْنَاهُ رَحْمَةً مِّنَّا

اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بیان میں اور البتہ اگر ہم اسے اپنی طرف سے رحمت پہونچائیں

مِنْ بَعْدِ ضَرَّاءَ مَسَّتْهُ لَيَقُولَنَّ هٰذَا لِي وَمَا أَظُنُّ السَّاعَةَ قَائِمَةً وَلَئِنْ رُّجِعْتُ إِلَى رَبِّي إِنَّ لِي عِنْدَهُ لَلْحُسْنَى. فَلَنُنَبِّئَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِمَا عَمِلُوا وَلَنُذِيقَنَّهُمْ مِنْ عَذَابٍ غَلِيظٍ. -۵۰-۴۱

قَالَ مُجَاهِدٌ هٰذَا بِعَمَلِي وَأَنَا الْمَحْقُوقُ بِهِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يُرِيدُ مِنْ عِنْدِي وَقَوْلُهُ قَالَ إِنَّمَا أُوتِيتُهُ عَلَى عِلْمٍ عِنْدِي. -۷۸-۲۸

قَالَ قَتَادَةُ عَلَى عِلْمٍ مِنِّي بِوُجُوهِ الْمَكَاسِبِ، وَقَالَ آخَرُونَ عَلَى عِلْمٍ مِنَ اللّٰهِ أَنِّي لَهُ أَهْلٌ وَهٰذَا مَعْنَى قَوْلِ مُجَاهِدٍ أُوتِيتُهُ عَلَى شَرَفٍ

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ ثَلَاثَةً مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَبْرَصَ وَأَقْرَعَ وَأَعْمَى فَأَرَادَ اللّٰهُ أَنْ يَبْتَلِيَهُمْ فَبَعَثَ إِلَيْهِمْ مَلَكًا فَأَتَى الْأَبْرَصَ فَقَالَ أَيُّ شَيْءٍ أَحَبُّ إِلَيْكَ قَالَ لَوْنٌ حَسَنٌ

تکلیف و دکھ کے بعد تو کہتا ہے کہ یہ میرے لئے ہے، اور میرے خیال میں قیامت نہیں آئے گی، اور اگر بفرض محال میں اپنے رب کی طرف لوٹایا گیا تو بیشک اس کے پاس میرے لئے بہتری ہوگی، بالضرور ہم کافروں کو ان کے عمل کی خبر دیں گے، اور یقیناً ہم انہیں سخت عذاب چکھائیں گے

مجاہد کا قول ہے کہ اس کے یہ معنی ہیں کہ یہ مال میری محنت سے ملا ہے اور میں اس کا مستحق ہوں، ابن عباس نے کہا کہ یہ مال میرے پاس سے ہے اور اللہ تعالیٰ کا فرمان، قارون بولا کہ یہ مال مجھے میرے علم سے ملا ہے، قتادہ نے کہا کہ میرے اس علم سے یہ حاصل ہوا ہے جو کمائی کے متعلق مجھے ہے، بعضوں نے کہا یہ اللہ کے علم سے مجھے ملا کہ میں اس کا اہل ہوں، اور یہی مجاہد کے قول کا مطلب ہے کہ مجھے میری بزرگی پر ملا،

ابو ہریرہ نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل میں تین قسم کے شخص کوڑھی، گنجا، اندھا تھے، اللہ نے ان کی آزمائش فرمائی، ان کے پاس ایک فرشتہ بھیجا، یہ کوڑھی کے پاس آیا، اور بولا تجھے کیا پسند ہے؟ بولا اچھا رنگ اور اچھی

وجلد حسن ويذهب عني الذي قد قذرني الناس به، فمسحه فذهب عنه قذره، فأعطي لونا حسنا وجلدا حسنا، قال فأي المال أحب إليك؟ فقال الإبل أو البقر شك إسحاق، فأعطي ناقة عشراء، وقال بارك الله لك فيها، قال فأتى الأقرع فقال أي شيء أحب إليك؟ قال شعر حسن، ويذهب عني الذي قد قذرني الناس به، فمسحه فذهب عنه وأعطي شعرا حسنا، فقال أي المال أحب إليك؟ قال البقر أو الإبل، فأعطي بقرة حاملا، قال بارك الله لك فيها، فأتى الأعمى فقال أي شيء أحب إليك؟ قال أن يرد الله إلي بصري فأبصر به الناس، فمسحه فرد الله إليه بصره، قال فأي المال أحب إليك؟ قال الغنم، فأعطي شاة والدا، فأنتج هذان وولد هذا، فكان لهذا واد من الإبل ولهذا واد من البقر ولهذا واد من الغنم۔

چمڑی اور مجھ سے یہ بیماری دور ہو جائے جس کی وجہ سے لوگ مجھ سے گھنیاتے ہیں، اسپر فرشتہ نے ہاتھ پھیرا وہ اچھا ہو گیا، اور وہ برائی چلی گئی، اسے اچھا رنگ اور اچھا چمڑا ملا، پھر بولا تجھے کون سا مال زیادہ مرغوب ہے؟ بولا اونٹ یا گائے (راوی اسحٰق کا شک ہے) پس اسے حاملہ اونٹنی دی گئی، اور بولا اللہ تیرے واسطے اس میں برکت دے، کہا پھر گنجے کے پاس آیا اور اس سے کہا، تجھے کیا پسند ہے؟ بولا اچھے بال، اور مجھ سے یہ گنج دور ہو جائے جس کی وجہ سے لوگ مجھ سے گھنیاتے ہیں۔ اسکے بدن پر ہاتھ پھیرا اسکا گنج دور ہو گیا اور اچھے بال دیئے گئے، اسوقت دریافت کیا، کونسا مال تجھ کو پسند ہے؟ بولا گائے یا اونٹ، اسکو حاملہ گائے دی گئی، اور بولا اللہ اس میں تجھے برکت دے، پھر اندھے کے پاس آیا اور بولا تجھے کیا پسند ہے؟ بولا یہ چاہتا ہوں کہ میری بینائی آجائے، میں لوگوں کو دیکھوں، اس کی آنکھوں پر ہاتھ پھیرا اللہ نے اس کی بینائی واپس کر دی، بولا تجھے کون سا مال زیادہ مرغوب ہے؟ کہا بکری، اسے حاملہ بکری دی، کچھ عرصہ میں ان سب کے یہاں بچے اس قدر ہوئے کہ ایک کا ایک میدان اونٹوں کا ہو گیا اور دوسرے کا گائے کا۔

قال ثم إنه أتى الأبرص في صورته وهيئته فقال رجل مسكين قد انقطعت بي الحبال في سفري فلا بلاغ لي اليوم إلا بالله ثم بك، أسألك بالذي أعطاك اللون الحسن والجلد الحسن والمال بعيرا أتبلغ به في سفري، فقال الحقوق كثيرة، فقال له كأني أعرفك ألم تكن أبرص يقذرك الناس فقيرا فأعطاك الله عز وجل المال، فقال إنما ورثت هذا المال كابرا عن كابر، فقال إن كنت كاذبا فصيرك الله إلى ما كنت۔ قال وأتى الأقرع في صورته، فقال له مثل ما قال لهذا، ورد عليه مثل ما رد عليه، فقال إن كنت كاذبا فصيرك الله إلى ما كنت، قال وأتى الأعمى في صورته، فقال رجل مسكين۔

اور تیسرے کا بکری کا۔

پھر وہی فرشتہ کوڑھی کے پاس اس کی پہلی شکل و صورت میں آیا اور کہا مسکین و لاچار ہوں، میرے تمام سامان سفر ختم ہو چکے اب آج میں اپنے وطن میں اللہ کی مدد پھر تیری مدد کے بغیر نہیں پہونچ سکتا، میں تجھ سے اس ذات کے وسیلے سے سوال کرتا ہوں جس نے تجھے اچھا رنگ اور اچھی چمڑی اور مال دیا کہ مجھے ایک اونٹ دے جس سے میں اپنے وطن پہونچ سکوں، اس نے کہا بہت سی ضرورتیں ہیں، وہ بولا غالباً میں تجھے پہچانتا ہوں، کیا تو کوڑھی نہ تھا؟ تجھ سے لوگ گھنیاتے تھے، فقیر نہ تھا؟ تجھے اللہ عزوجل نے مال دیا، اس نے کہا یہ مال میرا موروثی ہے میں نے اسے اپنے باپ دادا سے پایا، وہ بولا اگر تو جھوٹ بولتا ہے تو اللہ پھر تجھے ویسا ہی کر دے، کہا پھر وہ فرشتہ گنجے کے پاس آیا اسی کی صورت میں اور اس سے بھی کوڑھی کی سی گفتگو کی، اور اس نے ویسا ہی جواب دیا جیسا کوڑھی نے دیا تھا، تو بولا اگر تو جھوٹ بولتا ہے تو اللہ پھر تجھے ویسا ہی کر دے، کہا پھر اندھے کے پاس بھی اس کی صورت میں آیا، اور بولا ایک مسکین اور مسافر ہوں

وَابْنُ سَبِيْلٍ، قَدِ انْقَطَعَتْ بِيَ الْحِبَالُ فِي سَفَرِي فَلَا بَلَاغَ لِيَ الْيَوْمَ إِلَّا بِاللّٰهِ ثُمَّ بِكَ، أَسْأَلُكَ بِالَّذِي رَدَّ عَلَيْكَ بَصَرَكَ شَاةً أَتَبَلَّغُ بِهَا فِي سَفَرِي فَقَالَ قَدْ كُنْتُ أَعْمَى فَرَدَّ اللّٰهُ إِلَيَّ بَصَرِي فَخُذْ مَا شِئْتَ وَدَعْ مَا شِئْتَ فَوَاللّٰهِ لَا أَجْهَدُكَ الْيَوْمَ بِشَيْءٍ أَخَذْتَهُ لِلّٰهِ. فَقَالَ أَمْسِكْ عَلَيْكَ مَالَكَ فَإِنَّمَا ابْتُلِيتُمْ، فَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْكَ وَسَخِطَ عَلَى صَاحِبَيْكَ. أَخْرَجَاهُ۔

میرا تمام سامان و توشہ ختم ہو چکا، آج مجھ اپنی منزل پر بجز اللہ کی مدد اور پھر تمہاری مدد کے کوئی سہارا نہیں معلوم ہوتا، میں تم سے اس ذات کے واسطے سے جس نے تمہاری بینائی لوٹائی، ایک بکرا مانگتا ہوں وہ بولا میں واقعی اندھا تھا، اللہ نے مجھے بینائی عطا فرمائی، تیرا جو جی چاہے لیجا اور جو جی چاہے چھوڑ جا، سو اللہ کی قسم آج میں تجھ سے جو تو اللہ کے نام پر لیگا کوئی جھگڑا نہ کروں گا، وہ بولا تم اپنا مال اپنے پاس رکھو تمہاری آزمائش ہولی، اللہ تجھ سے راضی ہوا اور تیرے دونوں ساتھیوں کو ناراض۔ بخاری و مسلم نے روایت کیا۔

اس میں (۴) مطالب ہیں

(۱) آیہ وَلَئِنْ اَذَقْنَاہُ کی تفسیر،

(۲) لَيَقُوْلَنَّ هٰذَا لِي کے کیا معنی ہیں؟

(۳) اِنَّمَا اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ عِنْدِيْ کے کیا معنی ہیں؟

(۴) اس عجیب قصے میں جو عبرت آموز باتیں ہیں ان پر غور کرو۔

فِيْهِ مَسَائِلُ

اَلْاُوْلٰى تَفْسِيْرُ الْاٰيَةِ

اَلثَّانِيَةُ مَا مَعْنٰى لَيَقُوْلَنَّ هٰذَا لِي

اَلثَّالِثَةُ مَا مَعْنٰى قَوْلِهٖ اِنَّمَا اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ عِنْدِيْ۔

اَلرَّابِعَةُ مَا فِيْ هٰذِهِ الْقِصَّةِ الْعَجِيْبَةِ مِنَ الْعِبَرِ الْعَظِيْمَةِ

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا بیان

فَلَمَّآ اٰتٰىهُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَهٗ شُرَكَآءَ فِيْمَآ اٰتٰىهُمَا فَتَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۱۹۰

جبکہ انہیں تندرست بچہ دیا، انہوں نے اللہ کا شریک ٹھہرایا، اس چیز میں کہ انہیں دیا، سو اللہ ان کے شرک سے برتر ہے

اَيُشْرِكُوْنَ مَا لَا يَخْلُقُ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ (۱۹۱) وَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ لَهُمْ نَصْرًا وَّلَآ اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ (۱۹۲-۷)

کیا ایسوں کو اس کا شریک نہیں ٹھہراتے، جو خود کچھ پیدا نہیں کرتے، بلکہ وہ خود پیدا کئے گئے ہیں، اور وہ ان کی کچھ مدد نہیں کر سکتے، نہ ہی وہ اپنی جانوں کی کوئی مدد کر سکتے ہیں

قَالَ ابْنُ حَزْمٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى اِتَّفَقُوْا عَلٰى تَحْرِيْمِ كُلِّ اسْمٍ مُعَبَّدٍ لِغَيْرِ اللّٰهِ كَعَبْدِ عَمْرٍو وَعَبْدِ الْكَعْبَةِ وَمَا اَشْبَهَ ذٰلِكَ حَاشَا عَبْدَ الْمُطَّلِبِ

ابن حزم کہتے ہیں، مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ جس نام پر غیر اللہ کی عبودیت ہو وہ حرام ہے جیسے عمر کا بندہ، کعبہ کا بندہ اور جو نام اس قسم کے ہوں، صرف عبد المطلب[1] اس کو مستثنیٰ ہے

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا کا نام شیبۃ تھا، یہ مدینہ میں اپنے والدہ کے پاس تھے، چچا مطلب انہیں مدت کے بعد جب واپس لائے تو لوگوں نے انہیں دیکھ کر کہا مطلب غلام لایا، مطلب نے کہا یہ میرا غلام نہیں بھتیجا ہے، مگر عبد المطلب کی شہرت ہو گئی، اس کے جواز کی دلیل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس قسم کے شرک کے نام بدل دیا کرتے تھے جس میں غیر اللہ کی عبودیت کا اظہار ہو مگر اسے نہیں بدلا، غزوہ حنین میں فرمایا اَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ، اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ۔ گویا یہ نام بطور لقب مشہور ہو گیا۔

وعن ابن عباس في الآية لما تغشاها آدم حملت أتاهما إبليس فقال إني صاحبكما الذي أخرجتكما من الجنة لتطيعنني أو لأجعلن له قرني أيل فيخرج من بطنك فيشقه ولأفعلن ولأفعلن يخوفهما سمياه عبد الحارث فأبيا أن يطيعاه فخرج ميتا ثم حملت فأتاهما فقال مثل قوله فأبيا أن يطيعاه فخرج ميتا ثم حملت فأتاهما فذكر لهما فأدركهما حب الولد فسمياه عبد الحارث، فذلك قوله جعلا له شركاء فيما آتاهما، رواه ابن أبي حاتم، وله بسند صحيح عن قتادة، قال شركاء في طاعته ولم يكن في عبادته۔

ابن عباس نے اعراف کی آیت مذکورہ کی یہ تفسیر کی ہے جب آدم حوالے تو یہ حاملہ ہوئیں، اسوقت ابلیس ان کے پاس آیا، اور کہا میں وہی ہوں جس نے تمہیں جنت سے نکالا تم میری بات مانو ورنہ اس کے سر پر بارہ سنگھے کی دو سینگ کردونگا جو تمہارا پیٹ چیر کر نکلیگا اور ایسا ایسا کرونگا اسطرح انہیں ڈرایا، ورنہ سکا نام عبد الحرث رکھنا، ان دونوں نے اس کی اطاعت نہ کی، بچہ ہوا، مگر مردہ پھر دوبارہ حمل رہا تب بھی شیطان نے آکر ایسی ہی گفتگو کی، انہوں نے اس کی بات نہ مانی، بچہ مردہ ہوا، پھر سہ بارہ حاملہ ہوئیں، تب آکر پھر کہا، انہیں بچے کی محبت آگئی، اور اس کا نام عبد الحارث رکھا یہی معنی ہیں جعلا لہ شرکاء کے اسے ابن ابی حاتم نے روایت کیا، ابن ابی حاتم نے بسند صحیح قتادہ سے یہ روایت کی کہ اس کی بات ماننے میں شرک کیا، اس کی عبادت نہیں کی تھی،

وله بسند صحيح عن مجاهد في قوله لئن آتيتنا صالحا، قال أشفقا أن لا يكون إنسانا وذكر معناه عن الحسن وسعيد وغيرهما۔

نیز ابن ابی حاتم نے بسند صحیح مجاہد سے اس آیت لئن آتینا کی تفسیر میں یہ روایت کیا ہے وہ ڈرے کہ بیادا بچہ بصورت انسانی نہ ہوا ور اسی طرح حسن بصری اور سعید وغیرہ سے یہی مروی ہے۔

فيه مسائل

الأولى تحريم كل اسم معبد لغير الله۔
الثانية تفسير الآية۔
الثالثة أن هذا الشرك في مجرد تسمية لم تقصد حقيقتها۔
الرابعة أن هبة الله للرجل البنت السوية من النعم۔
الخامسة ذكر السلف الفرق بين الشرك في الطاعة والشرك في العبادة۔

اس میں (۵) مطالب ہیں

(۱) ہر نام جس پر غیر اللہ کی بندگی و عبودیت ہو حرام ہے، (مثلاً غلام رسول عبد النبی وغیرہ)
(۲) آیہ اعراف کی تفسیر
(۳) یہ شرک محض نام رکھ لینے میں ہے جس میں اس کے معنے مقصود نہیں۔
(۴) اللہ کسی کو تندرست بیٹی دے تو یہ بھی اس کی نعمت ہے۔
(۵) سلف صالحین کا شرک فی الطاعۃ اور شرک فی العبادۃ میں فرق بیان کرنا۔

باب قول الله تعالى

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا بیان

وَلِلّٰهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوهُ بِهَا وَذَرُوا الَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِي أَسْمَائِهِ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ۔

اور صرف اللہ کے لئے ہی اچھے نام ہیں، سوتم ان ناموں کے ساتھ اسی کو پکارو، اور ان لوگوں کو چھوڑ دو، جو اس کے ناموں میں کجرفتاری کرتی ہیں عنقریب انہیں ان کے کرتوت کی سزا دی جائے گی۔

ذَکَرَ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ يُلْحِدُوْنَ فِیْ اَسْمَآئِهٖ يُشْرِكُوْنَ

ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے بیان کیا ہے وہ کہتے ہیں "یلحدون" کے معنی شرک کرنا۔

وَعَنْهُ سَمَّوُا اللَّاتَ مِنَ الْاِلٰهِ وَالْعُزّٰی مِنَ الْعَزِيْزِ

اور ایک روایت میں اس طرح ہے کہ الحاد یہ ہو کہ اللہ کو اللات اور عزیز کو عزیٰ بنایا۔

وَعَنِ الْاَعْمَشِ يُدْخِلُوْنَ فِيْهَا مَا لَيْسَ مِنْهَا۔

اعمش کا قول ہو کہ الحاد کے معنی یہ ہیں کہ اس میں وہ نام اضافہ کرتے ہیں جو اس کے نہیں ہیں۔

فِيْهِ مَسَائِلُ

اَلْاُوْلٰی اِثْبَاتُ الْاَسْمَآءِ

اَلثَّانِيَةُ كَوْنُهَا حُسْنٰی

اَلثَّالِثَةُ الْاَمْرُ بِدُعَائِهٖ بِهَا

اَلرَّابِعَةُ تَرْكُ مَنْ عَارَضَ مِنَ الْجَاهِلِيْنَ الْمُلْحِدِيْنَ

اَلْخَامِسَةُ تَفْسِيْرُ الْاِلْحَادِ فِيْهَا

اَلسَّادِسَةُ وَعِيْدُ مَنْ اَلْحَدَ

اس میں (۶) مطالب ہیں

(۱) اللہ کے لئے نام ہیں،

(۲) وہ سب نام اچھے ہیں،

(۳) اللہ کو انہیں ناموں سے پکارا جائے

(۴) جاہلوں ملحدوں میں سے جو اس کا انکار کرے۔ اسے چھوڑ دو یعنی اس کی بات نہ مانی

(۵) اللہ کے ناموں میں کس قسم کا الحاد ہوتا تھا!

(۶) ملحد کی کیا سزا ہے؟

بَابُ لَا يُقَالُ السَّلَامُ عَلَى اللّٰهِ

السلام علے اللہ کی ممانعت

فِی الصَّحِيْحِ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ

صحیح بخاری و مسلم میں ابن مسعود سے مروی ہو

(۱) یعنی مورث بت بنا ہے۔

عَنْهُ كُنَّا اِذَا كُنَّا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِی الصَّلٰوةِ قُلْنَا السَّلَامُ عَلَی اللّٰهِ مِنْ عِبَادِهٖ، اَلسَّلَامُ عَلٰی فُلَانٍ، فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْلُوا السَّلَامُ عَلَی اللّٰهِ، فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّلَامُ

کہ جب ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے تو کہا کرتے اللہ پر اس کے نیک بندوں کا سلام ہو، فلاں شخص پر سلام ہو، آپ نے فرمایا، تم لوگ اس طرح نہ کہو کہ اللہ پر سلام ہو، اس لئے کہ اللہ تو خود سلام ہے۔[1]

فِيْهِ مَسَائِلُ

اَلْاُوْلٰی تَفْسِيْرُ السَّلَامِ

اَلثَّانِيَةُ اَنَّهٗ تَحِيَّةٌ

اَلثَّالِثَةُ اَنَّهَا لَا تَصْلُحُ لِلّٰهِ۔

اَلرَّابِعَةُ الْعِلَّةُ فِیْ ذٰلِكَ

اَلْخَامِسَةُ تَعْلِيْمُهُمُ التَّحِيَّةَ الَّتِیْ تَصْلُحُ لِلّٰهِ

اس میں (۵) مطالب ہیں

(۱) سلام کی تفسیر،

(۲) سلام ایک دعا و تحفہ ہے،

(۳) یہ اللہ کے لئے درست نہیں،

(۴) اس کی وجہ کہ وہ خود اللہ کا نام ہے،

(۵) آپ نے صحابہ کو وہ دعا بتائی جو اللہ کی ذات کے شایان ہے،

بَابُ قَوْلِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ اِنْ شِئْتَ

اس بات کا بیان کہ یہ نہ کہنا چاہیے "اے اللہ اگر تیری چاہی مجھے بخشدے"

فِی الصَّحِيْحِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَقُوْلُ اَحَدُكُمُ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ اِنْ شِئْتَ اللّٰهُمَّ ارْحَمْنِیْ اِنْ

صحیح بخاری و مسلم میں ابو ہریرہ سے ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم میں کوئی اس طرح دعا نہ کرے اے اللہ مجھے بخشدے اگر تو چاہے، مجھ پر رحم کر اگر

(۱) [illegible]

شِئْتَ لِيَعْزِمِ الْمَسْأَلَةَ فَإِنَّ لَا مُكْرِهَ لَهُ

وَلْيُسْلِمْ وَلْيُعَظِّمِ الرَّغْبَةَ فَإِنَّ اللهَ لَا يَتَعَاظَمُهُ شَيْءٌ أَعْطَاهُ

تو چاہے، پختہ طور پر سوال کرے، اس لئے کہ اللہ کو دبانے والا کوئی نہیں
مسلم کے لفظ یہ ہیں اللہ کو بڑی سے بڑی رغبت کرے، اس لئے کہ اللہ کے یہاں کوئی چیز بڑی نہیں ہے۔

فِيْهِ مَسَائِلُ

الْأُوْلَى النَّهْيُ عَنِ الْاِسْتِثْنَاءِ فِي الدُّعَاءِ

الثَّانِيَةُ بَيَانُ الْعِلَّةِ فِي ذٰلِكَ۔
الثَّالِثَةُ قَوْلُهُ لِيَعْزِمِ الْمَسْأَلَةَ

الرَّابِعَةُ إِعْظَامُ الرَّغْبَةِ
الْخَامِسَةُ التَّعْلِيْلُ لِهٰذَا الْأَمْرِ۔

اس میں (۵) مطالب ہیں

(۱) اللہ سے دعا کرنے میں اس کی مرضی پر چھوڑنا منع ہے۔
(۲) اس کی وجہ۔
(۳) آپ کا یہ حکم کہ سوال پوری طرح پختگی سے کیا جائے،
(۴) اللہ سے بڑی سے بڑی بات مانگی جائے
(۵) اس کی وجہ کہ کوئی چیز اس کے نزدیک بڑی نہیں،

بَابُ لَا يَقُوْلُ عَبْدِيْ وَأَمَتِيْ

اسکا بیان کہ اپنے لونڈی غلام کو اپنا عبد و امہ نہ کہے،

فِي الصَّحِيْحِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَقُلْ أَحَدُكُمْ أَطْعِمْ رَبَّكَ

صحیح مسلم وغیرہ میں ابوہریرہ سے مروی ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم میں سے کوئی یہ نہ کہے اپنے رب کو کھانا کھلا

وَضِّئْ رَبَّكَ، وَلْيَقُلْ سَيِّدِيْ وَمَوْلَايَ وَلَا يَقُلْ عَبْدِيْ وَأَمَتِيْ، وَلْيَقُلْ فَتَايَ وَفَتَاتِيْ وَغُلَامِيْ۔

وضو کرا، اور کہے میرا سردار، میرا آقا، اور آقا اپنے غلام کو عبدی اور لونڈی کو امتی نہ کہے بلکہ یہ کہے میرا غلام میرا خادم میری خادمہ

فِيْهِ مَسَائِلُ

الْأُوْلَى النَّهْيُ عَنْ قَوْلِ عَبْدِيْ وَأَمَتِيْ۔
الثَّانِيَةُ لَا يَقُوْلُ الْعَبْدُ رَبِّيْ وَلَا يُقَالُ لَهُ أَطْعِمْ رَبَّكَ۔
الثَّالِثَةُ تَعْلِيْمُ الْأَوَّلِ قَوْلَ فَتَايَ وَفَتَاتِيْ وَغُلَامِيْ
الرَّابِعَةُ تَعْلِيْمُ الثَّانِيْ قَوْلَ سَيِّدِيْ وَمَوْلَايَ
الْخَامِسَةُ التَّنْبِيْهُ لِلْمُرَادِ وَهُوَ تَحْقِيْقُ التَّوْحِيْدِ حَتّٰى فِي الْأَلْفَاظِ،

اس میں (۵) مطالب ہیں

(۱) عبدی اور امتی کے استعمال کی ممانعت
(۲) غلام اپنے آقا کو میرا رب نہ کہے نہ کوئی آقا سے کہے اپنے رب کو کھانا کھلا۔
(۳) آقا کو یہ تعلیم دی کہ میرا غلام میرا خادم وغیرہ کہے،
(۴) غلام کو تعلیم دی کہ میرا سردار و آقا کہا کرے۔
(۵) اصل مقصد سے آگاہ کرنا یعنی الفاظ میں بھی توحید کا خاص لحاظ رکھا جائے،

بَابُ لَا يُرَدُّ مَنْ سَأَلَ بِاللهِ

اللہ کے نام سے مانگنے والیکو رد نہ کرنے کا بیان

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَأَلَ بِاللهِ فَأَعْطُوْهُ، وَمَنِ اسْتَعَاذَ بِاللهِ، فَأَعِيْذُوْهُ وَمَنْ

ابن عمر کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو اللہ کے نام سے مانگے اسے دو اور جو اللہ کے نام سے پناہ مانگے پناہ دو اور جو دعوت دے، قبول کرو،

دَعَاكُمْ فَأَجِيبُوهُ وَمَنْ صَنَعَ إِلَيْكُمْ مَعْرُوفًا فَكَافِئُوهُ، فَإِنْ لَمْ تَجِدُوا مَا تُكَافِئُونَهُ فَادْعُوا لَهُ حَتَّى تَرَوْنَ أَنَّكُمْ قَدْ كَافَأْتُمُوهُ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَالنَّسَائِيُّ بِسَنَدٍ صَحِيحٍ۔

اور جو کوئی تمہارے ساتھ سلوک کرے اس کا بدلہ دو، اگر بدلہ نہ دے سکو تو اس کے لیے اسقدر دعا کرو کہ تم سمجھ لو کہ اس کا بدلہ دے چکے ہو، ابوداؤد اور نسائی نے صحیح سند سے اسے روایت کیا،

فِيهِ مَسَائِلُ

الْأُولَى إِعَاذَةُ مَنِ اسْتَعَاذَ بِاللهِ۔
الثَّانِيَةُ إِعْطَاءُ مَنْ سَأَلَ۔
الثَّالِثَةُ إِجَابَةُ الدَّعْوَةِ۔
الرَّابِعَةُ الْمُكَافَأَةُ عَلَى الصَّنِيعَةِ۔
الْخَامِسَةُ أَنَّ الدُّعَاءَ مُكَافَأَةٌ لِمَنْ لَمْ يَقْدِرْ عَلَيْهِ۔
السَّادِسَةُ قَوْلُهُ حَتَّى تَرَوْنَ أَنَّكُمْ قَدْ كَافَأْتُمُوهُ

اس میں (۶) مطالب ہیں

(۱) اللہ کے نام کو پناہ مانگنے والے کو پناہ دینا
(۲) جو اللہ کے نام کو سوال کرے، اسے دینا،
(۳) دعوت قبول کرنا،
(۴) احسان کا بدلہ دینا،
(۵) جو بدلہ کی طاقت نہ رکھے، اس کے واسطے دعا دینا اس کے قائم مقام ہے،
(۶) اسقدر دعا دے کہ گویا احسان کا پورا عوض ہوگیا

بَابُ لَا يُسْأَلُ بِوَجْهِ اللهِ إِلَّا الْجَنَّةُ

اللہ کے نام سے صرف جنت مانگنی چاہیے

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُسْأَلُ بِوَجْهِ اللهِ إِلَّا الْجَنَّةُ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ۔

جابر کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے نام صرف جنت مانگنی چاہیے اسے ابوداؤد نے روایت کیا،

فِيهِ مَسَائِلُ

الْأُولَى النَّهْيُ عَنْ أَنْ يُسْأَلَ بِوَجْهِهِ سِوَى غَايَةِ الْمَطَالِبِ

※

الثَّانِيَةُ إِثْبَاتُ صِفَةِ الْوَجْهِ۔

※

اس میں (۲) مطالب ہیں

(۱) اس بات کی ممانعت کہ اللہ کے نام سے کوئی چیز بجز انتہائی مقصود (جنت کے) نہ مانگی جائے
(۲) اللہ تعالیٰ کے لئے "وجہ" کا ثبوت جس کے معنی منہ ہوتے ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي اللَّوِّ

اگر کا حکم

وَقَوْلُ اللهِ تَعَالَى. يَقُولُونَ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ مَا قُتِلْنَا هَاهُنَا ۳-۱۵۴

وَقَوْلُهُ تَعَالَى. الَّذِينَ قَالُوا لِإِخْوَانِهِمْ وَقَعَدُوا لَوْ أَطَاعُونَا مَا قُتِلُوا ۳-۱۶۸

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا، وہ کہتے ہیں اگر ہمارے ہاتھ میں کوئی بات ہوتی تو ہم یہاں قتل نہ ہوتے،

اور فرمایا، جنہوں نے اپنے بھائیوں سے کہا اور خود بیٹھ رہے، اگر یہ ہماری بات مانتے تو قتل نہ ہوتے

※

فِي الصَّحِيحِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ احْرِصْ عَلَى مَا يَنْفَعُكَ وَاسْتَعِنْ بِاللهِ وَلَا تَعْجَزْ، وَإِنْ أَصَابَكَ شَيْءٌ. فَلَا تَقُلْ لَوْ أَنِّي فَعَلْتُ لَكَانَ كَذَا وَكَذَا، وَلَكِنْ

صحیح مسلم وغیرہ میں ابوہریرہ سے مروی ہے، آپ نے فرمایا، حرص کر اس بات پر جو تجھے نفع دے، اور اللہ سے مدد مانگ، اور عاجز نہ بن، اگر تجھے کوئی مصیبت پہنچے تو یہ نہ کہنا، اگر میں ایسا کرتا تو ایسا ایسا ہوتا

قُلْ قَدَّرَ اللّٰہُ وَمَا شَاءَ فَعَلَ فَاِنَّ لَوْ تَفْتَحُ عَمَلَ الشَّیْطَانِ ۔

لیکن کہہ اللہ نے مقدر کیا، اور جو اس نے چاہا، وہ ہوا، اس لئے کہ اگر "شیطانی عمل کا دروازہ کھول دیتا ہے،

فِیْہِ مَسَائِلُ

اَلْاُوْلٰی تَفْسِیْرُ الْاٰیَتَیْنِ فِی اٰلِ عِمْرٰنَ

اَلثَّانِیَۃُ النَّھْیُ الصَّرِیْحُ عَنْ قَوْلِ لَوْ اِذَا اَصَابَکَ شَیْءٌ

اَلثَّالِثَۃُ تَعْلِیْلُ الْمَسْاَلَۃِ بِاَنَّ ذٰلِکَ یَفْتَحُ عَمَلَ الشَّیْطَانِ ۔

اَلرَّابِعَۃُ الْاِرْشَادُ اِلَی الْکَلَامِ الْحَسَنِ

اَلْخَامِسَۃُ الْاَمْرُ بِالْحِرْصِ عَلٰی مَا یَنْفَعُ مَعَ الْاِسْتِعَانَۃِ بِاللّٰہِ ۔

اَلسَّادِسَۃُ النَّھْیُ عَنْ ضِدِّ ذٰلِکَ وَ ھُوَ الْعَجْزُ ۔

اس میں (۶) مطالب ہیں

(۱) آل عمران کی دونوں آیتوں کی تفسیر۔

(۲) جب کوئی مصیبت پہونچے تو "اگر" نہ کہنا چاہیے،

(۳) اس کی علت کا بیان فرمانا کہ اس سے شیطانی عمل کا دروازہ کھل جاتا ہے۔

(۴) عمدہ کلام کا حکم فرمانا،

(۵) آپ کا حکم فرمانا کہ اپنے مفید مطلب کام کا شوق کرو، اور اللہ سے مدد مانگو۔

(۶) اس کے خلاف کام سے ممانعت جس کا نام عجز یعنی کمزوری ہے،

بَابُ النَّھْیِ عَنْ سَبِّ الرِّیْحِ

ہوا کو لعنت کرنے کی ممانعت

عَنْ اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَسُبُّوا الرِّیْحَ فَاِذَا رَاَیْتُمْ مَا تَکْرَھُوْنَ

اُبی بن کعب کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہوا کو لعنت نہ کرو، پس جب تم کوئی ناپسند

فَقُوْلُوْا اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْاَلُکَ مِنْ خَیْرِ ھٰذِہِ الرِّیْحِ وَخَیْرِ مَا فِیْھَا وَخَیْرِ مَا اُمِرَتْ بِہٖ، وَنَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ ھٰذِہِ الرِّیْحِ وَشَرِّ مَا فِیْھَا وَشَرِّ مَا اُمِرَتْ بِہٖ صَحَّحَہُ التِّرْمِذِیُّ ۔

دیکھو تو کہو اے اللہ ہم تجھ کو اس ہوا کی بہتری چاہتے ہیں، اور جو اس میں ہو اور اس چیز کی بھی جس کا اسے حکم کیا گیا، اور تیری پناہ مانگتے ہیں اس ہوا کی برائی سے اور جو اس میں ہو، اور اس چیز کی برائی سے جس کا اسے حکم دیا گیا، اسے ترمذی نے صحیح کہا،

✣ ✣ ✣ ✣
✣ ✣ ✣

فِیْہِ مَسَائِلُ

اَلْاُوْلَی النَّھْیُ عَنْ سَبِّ الرِّیْحِ

اَلثَّانِیَۃُ الْاِرْشَادُ اِلَی الْکَلَامِ النَّافِعِ اِذَا رَاَی الْاِنْسَانُ مَا یَکْرَہُ ۔

اَلثَّالِثَۃُ الْاِرْشَادُ اِلٰی اَنَّھَا مَامُوْرَۃٌ

اَلرَّابِعَۃُ اَنَّھَا قَدْ تُؤْمَرُ بِخَیْرٍ وَقَدْ تُؤْمَرُ بِشَرٍّ ۔

اس میں (۴) مطلب ہیں

(۱) ہوا کو لعنت کرنے کی ممانعت،

(۲) انسان کو بھلے کلام کی تعلیم جب وہ کوئی ناپسند بات دیکھے۔

(۳) یہ بتانا کہ ہوا بھی محکوم ہے۔

(۴) یہ بھی بتایا گیا کہ کبھی ہوا کو بھلائی کا حکم ہوتا ہے کبھی برائی کا۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی یَظُنُّوْنَ بِاللّٰہِ غَیْرَ

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بیان میں کہ وہ اللہ سے بدگمانی کرتے

الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاھِلِیَّۃِ یَقُوْلُوْنَ ھَلْ لَّنَا مِنَ الْاَمْرِ مِنْ شَیْءٍ قُلْ اِنَّ الْاَمْرَ کُلَّہٗ لِلّٰہِ یُخْفُوْنَ فِیْ اَنْفُسِھِمْ مَّا لَا یُبْدُوْنَ

ہیں جاہلوں کی سی، کہتے ہیں کیا ہمارے لئے بھی حکم میں سے کچھ ہے کہدے کہ حکم سب صرف اللہ کے لئے ہے، اپنے دل میں

لَكَ يَقُولُونَ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ مَّا قُتِلْنَا هَاهُنَا. قُلْ لَوْ كُنْتُمْ فِي بُيُوتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِينَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ إِلَىٰ مَضَاجِعِهِمْ وَلِيَبْتَلِيَ اللَّهُ مَا فِي صُدُورِكُمْ وَلِيُمَحِّصَ مَا فِي قُلُوبِكُمْ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ۔

۱۵۴ - ۳

وہ بات چھپاتے ہیں جو تجھ سے ظاہر نہیں کرتے، کہتے ہیں، اگر ہمارے واسطے حکم میں سے کوئی بات ہوتی تو ہم یہاں قتل نہ ہوتے، کہدے کہ اگر تم اپنے گھروں میں ہوتے، تو بھی وہ لوگ جن پر قتل لکھا گیا اپنی خوابگاہوں کے لئے باہر ضرور جاتے، اور تاکہ اللہ تمہارے دلوں کی آزمائش کرے، اور تاکہ ظاہر کردے تمہارے دل کی باتیں اور اللہ دل کی باتیں جانتا ہے

وَقَوْلُهُ تَعَالَىٰ: الظَّانِّينَ بِاللَّهِ ظَنَّ السَّوْءِ عَلَيْهِمْ دَائِرَةُ السَّوْءِ وَغَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَلَعَنَهُمْ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا۔ ۶-۴۸

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اللہ پر برا گمان کرتے ہیں، ان پر برائی کا گھیرا ہے، اور اللہ کا غضب اور اس کی لعنت ہے، اور ان کے لئے جہنم تیار کی گئی ہے، اور بہت برا ٹھکانہ ہے۔

قَالَ ابْنُ الْقَيِّمِ فِي الْآيَةِ الْأُولَىٰ: فُسِّرَ هَٰذَا الظَّنُّ بِأَنَّهُ سُبْحَانَهُ لَا يَنْصُرُ رَسُولَهُ وَأَنَّ أَمْرَهُ سَيَضْمَحِلُّ وَفُسِّرَ أَنَّ مَا أَصَابَهُ لَمْ يَكُنْ بِقَدَرِ اللَّهِ وَحِكْمَتِهِ، وَإِنْكَارِ الْقَدَرِ وَإِنْكَارِ أَنْ يُتِمَّ أَمْرَ رَسُولِهِ وَأَنْ يُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ، وَهَٰذَا هُوَ ظَنُّ السَّوْءِ الَّذِي ظَنَّ الْمُنَافِقُونَ وَالْمُشْرِكُونَ فِي سُورَةِ الْفَتْحِ، وَإِنَّمَا كَانَ هَٰذَا ظَنَّ السَّوْءِ

ابن قیم رحمہ اللہ نے کہا اس بدظنی کی تفسیر یہ ہے کہ اللہ اپنے رسول کی مدد نہ کرے گا، اور اس کا معاملہ عنقریب فنا ہو جائیگا، اور یہ کہ جو مصیبت پہنچی ہے اللہ کی تقدیر و حکمت سے نہیں پہنچی پھر بتایا کہ یہ اللہ کی حکمت اور اس کی تقدیر کا انکار کرتے ہیں، اور یہ کہ اللہ کے رسول کا معاملہ پورا نہ ہوگا، اور یہ دین سب پر غالب آئیگا اور یہی وہ برا گمان ہے جو منافقوں اور مشرکوں نے خیال کیا، جو سورہ فتح میں ہے اور یہ ظن سوء (برا گمان)

لِأَنَّهُ ظَنُّ غَيْرِ مَا يَلِيقُ بِهِ سُبْحَانَهُ وَمَا يَلِيقُ بِحِكْمَتِهِ وَحَمْدِهِ وَوَعْدِهِ الصَّادِقِ، فَمَنْ ظَنَّ أَنَّهُ يُدِيلُ الْبَاطِلَ عَلَى الْحَقِّ إِدَالَةً مُسْتَقِرَّةً يَضْمَحِلُّ مَعَهَا الْحَقُّ، أَوْ أَنْكَرَ أَنْ يَكُونَ قَدَرُهُ لِحِكْمَةٍ بَالِغَةٍ يَسْتَحِقُّ عَلَيْهَا الْحَمْدَ، بَلْ زَعَمَ أَنَّ ذَٰلِكَ لِمَشِيئَةٍ مُجَرَّدَةٍ، فَذَٰلِكَ ظَنُّ الَّذِينَ كَفَرُوا فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ كَفَرُوا مِنَ النَّارِ۔

اس لئے کہ وہ ایسا گمان ہے جو اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق نہیں اور اس کی حکمت و بزرگی اور سچے وعدہ کے خلاف ہے، پس جو شخص یہ سمجھے کہ اللہ تعالیٰ باطل کو حق پر ایسا غلبہ دیگا جو ہمیشہ قائم رہے، اور حق اس کی وجہ سے فنا ہو جائے، یا اس بات کا انکار کرے کہ اس کی تقدیر پوری حکمت کی بناء پر نہیں کہ جس پر وہ تعریف کا مستحق ہو بلکہ یہ گمان کرے کہ یہ محض اس کی مشیت پر ہے پس یہ کافروں کا گمان ہے سو کافروں کو جہنم کی آگ کی سزا ہے۔

وَأَكْثَرُ النَّاسِ يَظُنُّونَ بِاللَّهِ ظَنَّ السَّوْءِ فِيمَا يَخْتَصُّ بِهِمْ وَفِيمَا يَفْعَلُهُ بِغَيْرِهِمْ، وَلَا يَسْلَمُ مِنْ ذَٰلِكَ إِلَّا مَنْ عَرَفَ اللَّهَ وَأَسْمَاءَهُ وَصِفَاتِهِ وَمُوجِبَ حِكْمَتِهِ وَحَمْدِهِ، فَلْيَعْتَنِ اللَّبِيبُ النَّاصِحُ لِنَفْسِهِ بِهَٰذَا، وَلْيَتُبْ إِلَى اللَّهِ وَلْيَسْتَغْفِرْهُ مِنْ ظَنِّهِ بِرَبِّهِ ظَنَّ السَّوْءِ، وَلَوْ فَتَّشْتَ مَنْ فَتَّشْتَ لَرَأَيْتَ عِنْدَهُ تَعَنُّتًا عَلَى الْقَدَرِ وَمَلَامَةً لَهُ۔

اور اکثر لوگ اللہ سے برا گمان کرتے ہیں اس بابت کہ ان سے خاص ہے اور اس بابت کہ وہ غیروں سے کرتا ہے، اور اس سے کوئی سلامت نہیں رہتا، مگر جو اللہ کو پہچانے اور اس کے نام و صفت کو اور اس کی حکمت و تعریف کے اسباب کو، پس ہر عقلمند کو جو اپنے نفس کی خیر خواہی کرتا ہو، یہ چاہئے کہ اس کا خیال کرے، اور اللہ کے حضور میں توبہ و استغفار کرے، اور اپنے رب کی بابت برے گمان سے بچے، اگر تو لوگوں کو بغور دیکھے گا تو اکثر کو ایسا پائیگا کہ وہ تقدیر کی بابت بے راہی اور ملامت کا پہلو لئے ہوئے ہیں (جا بجا اکثر میں)

وَاِنَّهٗ کَانَ یَنْبَغِیْ اَنْ یَّکُوْنَ کَذَا وَکَذَا، فَمُسْتَقِلٌّ وَّمُسْتَکْثِرٌ، وَفَتِّشْ نَفْسَکَ هَلْ اَنْتَ سَالِمٌ؟

فَاِنْ تَنْجُ مِنْهَا تَنْجُ مِنْ ذِیْ عَظِیْمَةٍ وَّاِلَّا فَاِنِّیْ لَا اِخَالُکَ نَاجِیًا

اور یہ کہتے ہیں اس طرح یا اس طرح ہونا چاہیے تھا، سو بعض کم خیال کرتے ہیں اور بعض زیادہ غرض دونوں طرح کے لوگ ہیں، خود اپنے جی میں بھی غور کرو کیا تم بچے ہوئے ہو؟

اگر تو اس سے بچ گیا ہو تو بڑی بات سے بچا ہے ورنہ میں تجھے بچنے والا نہیں سمجھتا۔

❖ ❖ ❖

❖

فیہ مسائل

اَلْاُوْلٰی تَفْسِیْرُ اٰیَةِ اٰلِ عِمْرَانَ

اَلثَّانِیَةُ تَفْسِیْرُ اٰیَةِ الْفَتْحِ

اَلثَّالِثَةُ الْاِخْبَارُ بِاَنَّ ذٰلِکَ اَنْوَاعٌ لَّا تُحْصٰی

اَلرَّابِعَةُ اَنَّهٗ لَا یَسْلَمُ مِنْ ذٰلِکَ اِلَّا مَنْ عَرَفَ الْاَسْمَاءَ وَالصِّفَاتِ وَعَرَفَ نَفْسَهٗ

اس میں (۴) مطالب ہیں

(۱) آیہ آل عمران کی تفسیر

(۲) آیہ سورہ فتح کی تفسیر

(۳) بُرے گمان کی بہت سی قسمیں ہیں جنکا شمار نہیں ہو سکتا

(۴) اس کو وہی سلامت رہ سکتا ہے جو اللہ کے نام و صفات کو پہچانے، اور اپنے نفس کو بھی اچھی طرح سمجھے،

بَابُ مَا جَاءَ فِیْ مُنْکِرِی الْقَدَرِ

تقدیر کے منکرین کا بیان

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ وَالَّذِیْ نَفْسُ ابْنِ عُمَرَ بِیَدِهٖ لَوْ کَانَ لِاَحَدِهِمْ مِثْلُ

ابن عمر نے کہا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر کسی ایک کے

اُحُدٍ ذَهَبًا ثُمَّ اَنْفَقَهٗ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ مَا قَبِلَهُ اللّٰهُ مِنْهُ حَتّٰی یُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ ثُمَّ اسْتَدَلَّ بِقَوْلِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْاِیْمَانُ اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِکَتِهٖ وَکُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَتُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ خَیْرِهٖ وَشَرِّهٖ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

پاس احد کے برابر سونا ہو، پھر وہ اسے اللہ کی راہ میں خرچ کرے تو ہرگز اللہ اسے اس شخص سے قبول نہ کریگا جب تک وہ تقدیر پر ایمان نہ لائے، پھر انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول پیش کیا، کہ ایمان یہ ہے کہ تو اللہ اور اس کے فرشتوں اور کتابوں، اور رسولوں اور پچھلے دن پر ایمان لائے، اور ہر قسم کی تقدیر بھلی اور بری دونوں پر ایمان لائے، مسلم نے اسکو روایت کیا،

❖ ❖ ❖ ❖ ❖

❖ ❖ ❖

وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ اَنَّهٗ قَالَ لِابْنِهٖ یَا بُنَیَّ اِنَّکَ لَنْ تَجِدَ طَعْمَ الْاِیْمَانِ حَتّٰی تَعْلَمَ اَنَّ مَا اَصَابَکَ لَمْ یَکُنْ لِیُخْطِئَکَ وَمَا اَخْطَاَکَ لَمْ یَکُنْ لِیُصِیْبَکَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ اَوَّلَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ الْقَلَمُ، فَقَالَ لَهُ اکْتُبْ فَقَالَ رَبِّ وَمَاذَا اَکْتُبُ قَالَ اکْتُبْ مَقَادِیْرَ کُلِّ شَیْءٍ حَتّٰی تَقُوْمَ السَّاعَةُ، یَا بُنَیَّ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ مَّاتَ عَلٰی غَیْرِ هٰذَا فَلَیْسَ مِنِّیْ۔ وَفِیْ رِوَایَةٍ لِاَحْمَدَ اِنَّ اَوَّلَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ الْقَلَمَ فَقَالَ لَهُ اکْتُبْ فَجَرٰی فِیْ تِلْکَ السَّاعَةِ بِمَا هُوَ کَائِنٌ

عبادہ بن صامت نے اپنے بیٹے سے کہا اے بیٹے! تو ہرگز ایمان کا مزہ نہ پائیگا یہاں تک کہ یہ سمجھ لے کہ جو چیز تجھے پہونچنے والی ہے تجھ سے ٹلنے والی نہیں، اور جو تجھ سے ٹل جائے ہرگز تجھے پہونچنے والی نہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے، کہ اللہ تعالی نے سب سے پہلے قلم بنایا اس سے کہا لکھ۔ وہ بولا اے رب کیا لکھوں، کہا ہر چیز کی تقدیر جو قیامت تک ہونی ہے لکھ، اے بیٹے! میں نے آنحضرت کو سنا فرماتے تھے، جو اس کے علاوہ کسی بات پر مرا سو وہ مجھ سے نہیں ہے، احمد کی ایک روایت میں یہ ہے کہ اللہ نے سب سے پہلے قلم بنایا اسے فرمایا لکھ ان تمام باتوں کو جو قیامت تک

إلى يوم القيامة. وفي رواية لابن وهب قال رسول الله صلى الله عليه وسلم فمن لم يؤمن بالقدر خيره وشره أحرقه الله بالنار.

وفي المسند والسنن عن ابن الديلمي قال أتيت أبي بن كعب فقلت في نفسي شيء من القدر فحدثني لعل الله يذهبه من قلبي فقال لو أنفقت مثل أحد ذهبا ما قبله الله منك حتى تؤمن بالقدر وتعلم أن ما أصابك لم يكن ليخطئك وما أخطأك لم يكن ليصيبك ولو مت على غير هذا لكنت من أهل النار. قال فأتيت عبد الله بن مسعود وحذيفة بن اليمان وزيد بن ثابت فكلهم حدثني بمثل ذلك عن النبي صلى الله عليه وسلم. حديث صحيح رواه الحاكم في صحيحه.

ہونے والی ہیں لکھنے لگا، ابن وہب کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو ہر قسم کی تقدیر بھلی اور بری پر ایمان نہ لائے، اسے اللہ آگ میں جلائے گا،

مسند احمد اور سنن ابی داؤد وغیرہ میں ابن الدیلمی سے ہے وہ کہتا ہے کہ میں ابی بن کعب کے پاس آیا اور بولا میرے دل میں تقدیر کی بابت کچھ خدشہ ہے مجھے کوئی ایسی حدیث سنائیے کہ شاید اللہ میرے دل کی یہ بات دور کر دے، ابی بولا اگر تو احد کے برابر سونا خرچ کریگا تو ہرگز اللہ تجھ سے اس وقت تک قبول نہ کریگا جب تک کہ تو تقدیر پر ایمان نہ لائے اور یہ یقین نہ کرے کہ جو تجھے پہونچا ہے وہ ٹلنے والا نہ تھا، اور جو نہیں پہونچا پہونچنے والا نہ تھا، اگر تو اس کے علاوہ کسی عقیدہ پر مرا تو جہنمی ہوگا، ابن الدیلمی کہتا ہے پھر میں ابن مسعود اور حذیفہ بن یمان اور زید بن ثابت کے پاس آیا سبنے اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا۔ یہ صحیح حدیث ہے، حاکم نے اپنی صحیح میں اس کو روایت کیا۔

فيه مسائل

الأولى بيان فرض الإيمان بالقدر.
الثانية بيان كيفية الإيمان.
الثالثة إحباط عمل من لم يؤمن به.

الرابعة الإخبار أن أحدا لا يجد طعم الإيمان حتى يؤمن به.

الخامسة ذكر أول ما خلق الله.
السادسة أنه جرى بالمقادير في تلك الساعة إلى قيام الساعة.
السابعة براءته صلى الله عليه وسلم ممن لم يؤمن به.
الثامنة عادة السلف في إزالة الشبهة بسؤال العلماء.

التاسعة أن العلماء أجابوه بما يزيل شبهته وذلك أنهم نسبوا الكلام إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقط

اس میں (۹) مطالب ہیں

(۱) تقدیر پر ایمان لانے کی فرضیت کا بیان
(۲) ایمان کی کیفیت کا بیان،
(۳) جو تقدیر پر ایمان نہ لائے اس کے عمل کا برباد ہونا،
(۴) یہ بتانا کہ کسی کو ایمان کا مزا حاصل نہیں ہوتا جب تک کہ تقدیر پر ایمان نہ لائے،
(۵) سب سے پہلے اللہ تعالی نے کیا پیدا کیا،
(۶) قلم نے تمام مقدرات کو جو قیامت تک ہونے والی ہیں لکھا۔
(۷) آپ کا اس شخص سے بیزار ہونا، جو تقدیر پر ایمان نہ لائے،
(۸) سلف صالحین کی عادت تھی کہ جب کسی مسئلہ میں شبہ ہوتا تو علماء سے دریافت کرکے اسے دور کیا کرتے تھے،
(۹) علماء نے اسکے شبہ کو اس طرح دور کیا کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ تھا اسے بتا دیا، پس انہوں نے صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف فیصلہ کی نسبت کی، نہ اور کسی کیطرف،

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُصَوِّرِينَ

تصویر بنانے والوں کا بیان

عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذَهَبَ يَخْلُقُ كَخَلْقِي فَلْيَخْلُقُوْا ذَرَّةً اَوْ لِيَخْلُقُوْا حَبَّةً اَوْ لِيَخْلُقُوْا شَعِيْرَةً اَخْرَجَاهُ۔

ابو ہریرہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اور کون بڑا ظالم ہے اس سے کہ میری جیسی بناوٹ بنانا چاہتا ہے پس وہ ایک ذرہ بنائیں، ایک دانہ بنائیں ایک جو بنائیں، بخاری مسلم۔

وَلَهُمَا عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ الَّذِيْنَ يُضَاهِئُوْنَ بِخَلْقِ اللّٰهِ۔

بخاری و مسلم میں بی بی عائشہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، سب سے زیادہ سخت عذاب ان لوگوں کو ہوگا جو اللہ کے بنانے میں شکل شباہت کرتے ہیں

وَلَهُمَا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ كُلُّ مُصَوِّرٍ فِي النَّارِ يُجْعَلُ لَهُ بِكُلِّ صُوْرَةٍ صَوَّرَهَا نَفْسٌ يُعَذَّبُ بِهَا فِي جَهَنَّمَ

بخاری و مسلم میں ابن عباس سے روایت ہے وہ کہتے ہیں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا "ہر ایک تصویر بنانیوالا جہنم میں جائیگا، اس کے واسطے ہر تصویر کے عوض ایک ایک جان کیجائے گی جس کے ذریعہ اسے جہنم میں عذاب دیا جائیگا

٭

وَلَهُمَا عَنْهُ مَرْفُوْعًا مَنْ صَوَّرَ صُوْرَةً فِي الدُّنْيَا كُلِّفَ اَنْ يَنْفُخَ فِيْهَا الرُّوْحَ

بخاری و مسلم میں ابن عباس کو مروی ہے کہ آپ نے فرمایا جو شخص کوئی صورت دنیا میں

وَلَيْسَ بِنَافِخٍ

وَلِمُسْلِمٍ عَنْ اَبِي الْهَيَّاجِ قَالَ قَالَ لِي عَلِيٌّ اَلَا اَبْعَثُكَ عَلٰى مَا بَعَثَنِي عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ لَا تَدَعَ صُوْرَةً اِلَّا طَمَسْتَهَا وَلَا قَبْرًا مُشْرِفًا اِلَّا سَوَّيْتَهُ

بنائیگا اور روز قیامت یہ حکم دیا جائیگا کہ اس میں روح پھونکے مگر وہ پھونک نہ سکیگا، مسلم میں ابو الہیاج اسدی سے مروی ہے کہ حضرت علی نے مجھ سے کہا، کیا میں تجھے اس کام پر نہ بھیجوں جس پر مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا تھا، یہ کہ کوئی تصویر نہ چھوڑے مگر اسے مٹا دے، اور نہ بلند قبر مگر اسے زمین سے برابر کر دے،

٭ ٭ ٭

٭

فِيهِ مَسَائِل

اس میں (۷) مطالب ہیں

الْاُوْلٰى التَّغْلِيْظُ الشَّدِيْدُ فِي الْمُصَوِّرِيْنَ

(۱) تصویر بنانیوالوں کے لئے سخت وعید ہے

الثَّانِيَةُ التَّنْبِيْهُ عَلَى الْعِلَّةِ وَهُوَ تَرْكُ الْاَدَبِ مَعَ اللّٰهِ لِقَوْلِهِ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذَهَبَ يَخْلُقُ كَخَلْقِي

(۲) تصویر بنانیکی وجہ یہ بتائی کہ یہ خود اللہ تعالیٰ کی جناب میں بے ادبی ہے، جیسا کہ فرمایا، "اور کون ہے بڑا ظالم اس شخص سے کہ میری بناوٹ سی بنانا چاہتا ہے"

٭

الثَّالِثَةُ التَّنْبِيْهُ عَلٰى قُدْرَتِهِ وَعَجْزِهِمْ لِقَوْلِهِ فَلْيَخْلُقُوْا ذَرَّةً اَوْ شَعِيْرَةً

(۳) اللہ کی قدرت اور مخلوق کی عاجزی کا اظہار اس طرح کہ فرمایا ایک ذرہ بنائیں یا ایک جو ہی بنائیں،

٭

الرَّابِعَةُ التَّصْرِيْحُ بِاَنَّهُمْ اَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا

(۴) اس بات کی تصریح کہ ان تصویر بنانے والوں کو سب سے سخت عذاب ہوگا،

الْخَامِسَةُ اَنَّ اللّٰهَ يَخْلُقُ بِعَدَدِ كُلِّ صُوْرَةٍ نَفْسًا يُعَذَّبُ بِهَا فِي جَهَنَّمَ

(۵) مصور کے لئے اللہ ہر ایک تصویر کے عوض ایک جان دیگا جس کے ذریعہ اسے جہنم کا عذاب ہوگا،

٭

السَّادِسَةُ اَنَّهُ يُكَلَّفُ اَنْ يَنْفُخَ فِيْهَا

(۶) مصور سے کہا جائیگا کہ اس میں روح

الرُّوحِ۔

السَّابِعَۃُ الْاَمْرُ بِطَمْسِہَا اِذَا وُجِدَتْ

پہونکے۔

(۷) تصویر کے مٹانے کا حکم جہاں کہیں ہو

بَابُ مَا جَاءَ فِیْ کَثْرَۃِ الْحَلِفِ

کثرت سے قسم کھانیکا حکم

وَقَوْلُ اللّٰہِ تَعَالٰی وَاحْفَظُوْا اَیْمَانَکُمْ

۵/۸۹

اور اللہ تعالٰی نے فرمایا "اور اپنی قسموں کی حفاظت کرو۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اَلْحَلِفُ مَنْفَقَۃٌ لِلسِّلْعَۃِ مَمْحَقَۃٌ لِلْکَسْبِ اَخْرَجَاہُ۔

ابو ہریرہ کہتے ہیں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا فرماتے تھے، قسم سامان کو بیچنے والی اور کمائی میں سے برکت کو مٹانے والی ہے، بخاری مسلم۔

وَعَنْ سَلْمَانَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، قَالَ ثَلٰثَۃٌ لَا یُکَلِّمُہُمُ اللّٰہُ وَلَا یُزَکِّیْہِمْ وَلَہُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ

اُشَیْمِطٌ زَانٍ، وَعَائِلٌ مُسْتَکْبِرٌ، وَرَجُلٌ جَعَلَ اللّٰہَ بِضَاعَتَہٗ لَا یَشْتَرِیْ اِلَّا بِیَمِیْنِہٖ وَلَا یَبِیْعُ اِلَّا بِیَمِیْنِہٖ۔ رَوَاہُ الطَّبَرَانِیْ بِسَنَدٍ صَحِیْحٍ۔

سلمان کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تین آدمی ایسے ہیں کہ نہ اللہ ان سے بات کریگا، اور نہ انہیں پاک کریگا۔ اور ان کے واسطے دردناک عذاب ہے، ایک بوڑھا زناکار، دوسرا فقیر تکبر کرنے والا، تیسرا وہ شخص کہ اللہ کو اپنی پونجی بنالی کہ کوئی چیز خریدتا ہے نہ بیچتا ہے مگر اس کی قسم کھاکر اسے طبرانی نے بسند صحیح روایت کیا

وَفِی الصَّحِیْحِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَیْنٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَیْرُ اُمَّتِیْ قَرْنِیْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَہُمْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَہُمْ قَالَ عِمْرَانُ فَلَا اَدْرِیْ اَذَکَرَ بَعْدَ قَرْنِہٖ مَرَّتَیْنِ اَوْ ثَلٰثًا ثُمَّ اِنَّ بَعْدَکُمْ قَوْمًا یَشْہَدُوْنَ وَلَا یُسْتَشْہَدُوْنَ وَیَخُوْنُوْنَ وَلَا یُؤْتَمَنُوْنَ وَیَنْذِرُوْنَ وَلَا یُوْفُوْنَ وَیَظْہَرُ فِیْہِمُ السِّمَنُ۔

صحیح بخاری ومسلم میں عمران بن حصین سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا، میری امت کا بہترین قرن وہ ہے جس میں میں ہوں، پھر جو ان کے بعد آئیں پھر وہ جو ان کے بعد آئیں گے، عمران کہتا ہے مجھے نہیں معلوم کہ آپ نے اپنے قرن کے بعد دو بار کہا یا تین بار، پھر فرمایا بیشک تمہارے بعد ایسی قوم آئیگی کہ گواہی دیں گے اور ان سے گواہی نہیں طلب کی گئی ہوگی، اور خیانت کریں گے، اور امانت دار نہ ہوں گے، اور نذر مانیں گے اور وفا نہ کریں گے، اور ان میں موٹاپا ظاہر ہوگا،

وَفِیْہِ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ خَیْرُ النَّاسِ قَرْنِیْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَہُمْ، ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَہُمْ ثُمَّ یَجِیْءُ قَوْمٌ تَسْبِقُ شَہَادَۃُ اَحَدِہِمْ یَمِیْنَہٗ وَیَمِیْنُہٗ شَہَادَتَہٗ، قَالَ اِبْرَاہِیْمُ کَانُوْا یَضْرِبُوْنَنَا عَلَی الشَّہَادَۃِ وَالْعَہْدِ وَنَحْنُ صِغَارٌ

نیز صحیح بخاری میں ابن مسعود کر مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہترین قرن میرا ہے، پھر ان لوگوں کا جو ان کے بعد آئیں گے، پھر ان کے بعد والوں کا، پھر ایسی قوم ہوگی کہ ان کی گواہی قسم سے پہلے اور قسم گواہی سے پہلے ہوگی، ابراہیم نخعی کہتے ہیں، ہمیں گواہی اور عہد پر بچپن میں مارا کرتے تھے۔

فِیْہِ مَسَائِلُ

الْاُوْلٰی الْوَصِیَّۃُ بِحِفْظِ الْاَیْمَانِ،

الثَّانِیَۃُ الْاِخْبَارُ بِاَنَّ الْحَلِفَ مَنْفَقَۃٌ لِلسِّلْعَۃِ مَمْحَقَۃٌ لِلْبَرَکَۃِ۔

اس میں (۸) مطالب ہیں

(۱) قسم کو حفاظت کی تاکید

(۲) یہ بیان فرمانا کہ قسم سے سودا بکتا ہے اور برکت مٹ جاتی ہے

الثالثة: الوعيد الشديد فيمن لا يبيع ولا يشتري إلا بيمينه.

(۳) سخت عذاب کا بیان اس شخص کی بابت کہ کسی قسم کے بغیر نہ خریدے نہ بیچے،

الرابعة: التنبيه على أن الذنب يعظم مع قلة الداعي.

(۴) بلا وجہ گناہ کرنا اس گناہ کو اور بڑھا دیتا ہے،

الخامسة: ذم الذين يحلفون ولا يستحلفون.

(۵) ان لوگوں کی برائی جو خود قسم کھاتے ہیں حالانکہ کوئی ان سے قسم نہیں لیتا۔

السادسة: ثناؤه صلى الله عليه وسلم على القرون الثلاثة أو الأربعة وذكر ما يحدث بعدهم.

(۶) آپ کی قرون ثلثہ یا اربعہ کی تعریف اور ان کے بعد جو ہوگا اس کا بیان

السابعة: أن الذين يشهدون ولا يستشهدون.

(۷) ان لوگوں کا بیان جو بلا گواہی طلب کے گواہی دیں گے

الثامنة: كون السلف يضربون الصغار على الشهادة والعهد.

(۸) سلف صالحین اپنے بچوں کو گواہی اور عہد پر مارا کرتے تھے،

بَابُ مَا جَاءَ فِي ذِمَّةِ اللهِ وَذِمَّةِ نَبِيِّهِ

اللہ اور رسول کے ذمہ کا بیان

وَقَوْلُهُ: وَأَوْفُوا بِعَهْدِ اللهِ إِذَا عَاهَدْتُمْ وَلَا تَنْقُضُوا الْأَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللهَ عَلَيْكُمْ كَفِيلًا إِنَّ اللهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُونَ ۱۶-۹۱

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان، اور اللہ کے عہد کو جب تم کوئی عہد کرو، پورا کرو اور قسموں کو پختہ کرنے کے بعد نہ توڑ دو۔ حالانکہ تم نے اللہ کو اسپر ضامن بنایا، بلاشک اللہ تمہارے سب کام جانتا ہے۔

عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَمَّرَ أَمِيرًا عَلَى جَيْشٍ أَوْ سَرِيَّةٍ أَوْصَاهُ بِتَقْوَى اللهِ وَمَنْ مَعَهُ مِنَ الْمُسْلِمِينَ خَيْرًا، فَقَالَ: اغْزُوا بِسْمِ اللهِ فِي سَبِيلِ اللهِ، قَاتِلُوا مَنْ كَفَرَ بِاللهِ، اغْزُوا وَلَا تَغُلُّوا وَلَا تَغْدِرُوا وَلَا تُمَثِّلُوا وَلَا تَقْتُلُوا وَلِيدًا، وَإِذَا لَقِيتَ عَدُوَّكَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ فَادْعُهُمْ إِلَى ثَلَاثِ خِصَالٍ أَوْ خِلَالٍ فَأَيَّتُهُنَّ مَا أَجَابُوكَ فَاقْبَلْ مِنْهُمْ وَكُفَّ عَنْهُمْ، ثُمَّ ادْعُهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ فَإِنْ أَجَابُوكَ فَاقْبَلْ مِنْهُمْ، ثُمَّ ادْعُهُمْ إِلَى التَّحَوُّلِ مِنْ دَارِهِمْ إِلَى دَارِ الْمُهَاجِرِينَ وَأَخْبِرْهُمْ أَنَّهُمْ إِنْ فَعَلُوا ذَلِكَ فَلَهُمْ مَا لِلْمُهَاجِرِينَ وَعَلَيْهِمْ مَا عَلَى الْمُهَاجِرِينَ، فَإِنْ أَبَوْا أَنْ يَتَحَوَّلُوا مِنْهَا فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّهُمْ يَكُونُونَ كَأَعْرَابِ الْمُسْلِمِينَ يَجْرِي عَلَيْهِمْ حُكْمُ اللهِ تَعَالَى،

وَلَا يَكُونُ لَهُمْ فِي الْغَنِيمَةِ وَالْفَيْءِ شَيْءٌ

بریدہ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی شخص کو بڑی فوج یا چھوٹے لشکر کا افسر بناتے، اسے اللہ کے تقوی کی وصیت فرماتے، اور جو اس کے ساتھ مسلمان ہیں ان کے ساتھ حسن سلوک کی۔ پھر فرماتے اللہ کے نام سے غزوہ کرو، اللہ کی راہ میں جو اللہ سے کفر کرتا ہے اس سے جنگ کرو، غزوہ کرو، اور خیانت نہ کرو، نہ عہد توڑنا نہ مثلہ کرنا ناک کان وغیرہ کاٹنا، نہ بچوں کو مارنا، اور جب مشرکوں میں سے کسی ایک دشمن کے مقابل میں ہو تو تین باتوں میں سے ایک کی طرف بلانا، پس وہ ان میں سے جسکو قبول کریں تو قبول کرلینا، اور جنگ سے رک جانا، انہیں اسلام کیطرف بلانا اگر وہ اسے قبول کرلیں تو بھی قبول کرلینا، پھر انہیں دار الکفر سے دار الاسلام یعنی مہاجرین کے مقام کی دعوت دینا کہ وہاں ہجرت کرو۔ اور یہ بتانا کہ اگر ہجرت کریں گے تو انہیں وہ حق حاصل ہوگا، جو مہاجرین کو ہے اور ان پر وہ بار ہوگا جو ان پر ہے اگر وہ ہجرت نہ کریں تو انہیں بتانا کہ وہ ان بدوی مسلمانوں کی طرح ہونگے جن پر اللہ کا حکم جاری ہوتا ہے، اور انہیں مال غنیمت اور فی[1] میں سے کچھ نہ دیگا

(۱) مال غنیمت وہ مال جو جنگ خونریزی سے حاصل ہو، فی وہ مال ہے جو بلا جنگ حاصل ہو۔

إِلَّا أَنْ يُجَاهِدُوا مَعَ الْمُسْلِمِينَ فَإِنْ هُمْ أَبَوْا فَاسْأَلْهُمُ الْجِزْيَةَ فَإِنْ هُمْ أَجَابُوكَ فَاقْبَلْ مِنْهُمْ وَكُفَّ عَنْهُمْ فَإِنْ هُمْ أَبَوْا فَاسْتَعِنْ بِاللهِ وَقَاتِلْهُمْ وَإِذَا حَاصَرْتَ أَهْلَ حِصْنٍ فَأَرَادُوكَ أَنْ تَجْعَلَ لَهُمْ ذِمَّةَ اللهِ وَذِمَّةَ نَبِيِّهِ فَلَا تَجْعَلْ لَهُمْ ذِمَّةَ اللهِ وَذِمَّةَ نَبِيِّهِ وَلٰكِنِ اجْعَلْ لَهُمْ ذِمَّتَكَ وَذِمَّةَ أَصْحَابِكَ فَإِنَّكُمْ إِنْ تُخْفِرُوا ذِمَمَكُمْ وَذِمَّةَ أَصْحَابِكُمْ أَهْوَنُ مِنْ أَنْ تُخْفِرُوا ذِمَّةَ اللهِ وَذِمَّةَ نَبِيِّهِ وَإِذَا حَاصَرْتَ أَهْلَ حِصْنٍ فَأَرَادُوكَ أَنْ تُنْزِلَهُمْ عَلَى حُكْمِ اللهِ فَلَا تُنْزِلْهُمْ عَلَى حُكْمِ اللهِ وَلٰكِنْ أَنْزِلْهُمْ عَلَى حُكْمِكَ فَإِنَّكَ لَا تَدْرِي أَتُصِيبُ فِيهِمْ حُكْمَ اللهِ أَمْ لَا؟

مگر ایسی صورت میں کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ جہاد کریں، سو اگر وہ اسلام لانے سے انکار کریں تو ان سے جزیہ طلب کرنا اگر وہ جزیہ دینے پر راضی ہوں، تو قبول کرنا اور جنگ نہ کرنا، اگر وہ اس سے بھی انکار کریں تو اللہ سے مدد مانگ کر ان سے جنگ کرنا، اور جب تو کسی قلعہ والوں کا محاصرہ کرے اور وہ چاہیں کہ تو ان کے واسطے اللہ و رسول کا ذمہ کرے سو تو ان کے واسطے اللہ و رسول کا ذمہ نہ کر لیکن اپنا اور اپنے ساتھیوں کا ذمہ کرنا اس لئے کہ اگر تم اپنا اور اپنے ساتھیوں کا ذمہ توڑ دو۔ تو یہ کمتر ہے اس سے کہ اللہ و رسول کا ذمہ توڑ دو۔ اور جب تو کسی قلعہ والوں کا محاصرہ کرے، اور وہ یہ چاہیں کہ انھیں تو اللہ کے حکم پر اتارے تو اللہ کے حکم پر نہ اتارنا، لیکن اپنے حکم پر اتارنا اس لئے کہ تجھے معلوم نہیں کہ تو اللہ کا حکم ان میں پا سکتا ہے یا نہیں۔ مسلم نے اسے روایت کیا۔

فیہ مسائل

اس میں (۷) مطالب ہیں

الْأُولَى الْفَرْقُ بَيْنَ ذِمَّةِ اللهِ وَذِمَّةِ نَبِيِّهِ وَذِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ

(۱) اللہ و رسول اور عام مسلمانوں کے ذمہ میں فرق

الثَّانِيَةُ الْإِرْشَادُ إِلَى أَقَلِّ الْأَمْرَيْنِ خَطَرًا

(۲) آپ کا اس معاملہ کی ہدایت کرنا جو دو باتوں میں سے کم خطرہ رکھتا ہے۔

الثَّالِثَةُ قَوْلُهُ اغْزُوا بِسْمِ اللهِ فِي سَبِيلِ اللهِ

(۳) آپ کا یہ فرمانا کہ اللہ کے نام سے غزوہ کرو اللہ کی راہ میں۔

الرَّابِعَةُ قَوْلُهُ قَاتِلُوا مَنْ كَفَرَ بِاللهِ

(۴) آپ کا یہ فرمان کہ جو اللہ سے کفر کرتا ہے اس سے جنگ کرو۔

الْخَامِسَةُ قَوْلُهُ اسْتَعِنْ بِاللهِ وَقَاتِلْهُمْ

(۵) آپ کا یہ فرمانا کہ اللہ سے مدد مانگ کر ان سے جنگ کرنا

السَّادِسَةُ الْفَرْقُ بَيْنَ حُكْمِ اللهِ وَحُكْمِ الْعُلَمَاءِ

(۶) اللہ کے حکم اور علماء کے حکم میں فرق

السَّابِعَةُ فِي كَوْنِ الصَّحَابِيِّ يَحْكُمُ عِنْدَ الْحَاجَةِ بِحُكْمٍ لَا يَدْرِي أَيُوَافِقُ حُكْمَ اللهِ أَمْ لَا؟

(۷) صحابی بھی ضرورت کے وقت کبھی ایسا حکم کر سکتا ہے جسے وہ نہیں جانتا کہ اللہ کے حکم کے موافق ہے یا نہیں؟

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْإِقْسَامِ عَلَى اللهِ

اللہ پر قسم کھانے کا بیان

عَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَجُلٌ وَاللهِ لَا يَغْفِرُ اللهُ لِفُلَانٍ فَقَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ مَنْ ذَا الَّذِي يَتَأَلَّى عَلَيَّ أَنْ لَا أَغْفِرَ لِفُلَانٍ إِنِّي

جندب بن عبداللہ بجلی کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ایک شخص نے کہا اللہ کی قسم اللہ فلاں شخص کو نہ بخشے گا، اللہ نے فرمایا، یہ کون ہوتا ہے کہ مجھ پر ایسی قسم کھائے کہ فلاں کو میں نہ بخشوں گا میں نے

قَدْ غَفَرْتُ لَهُ وَاَحْبَطْتُ عَمَلَكَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ، وَفِيْ حَدِيْثِ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ الْقَائِلَ رَجُلٌ عَابِدٌ قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ تَكَلَّمَ بِكَلِمَةٍ اَوْبَقَتْ دُنْيَاهُ وَاٰخِرَتَهُ

اسے بخشدیا اور اس قسم کھانے والے کے سب عمل برباد کئے، مسلم نے اسے روایت کیا، ابوہریرہ کی روایت میں یہ ہے کہ یہ کہنے والا ایک عابد شخص تھا، ابوہریرہ کہتے ہیں اس ایک بات نے اس کی دنیا و آخرت برباد کردی،

فِيْهِ مَسَائِلُ

اس میں (۵) مطالب ہیں

اَلْاُوْلٰى اَلتَّحْذِيْرُ مِنَ التَّاَلِّيْ عَلَى اللّٰهِ۔

(۱) اللہ پر قسم کھانے کی برائی،

اَلثَّانِيَةُ كَوْنُ النَّارِ اَقْرَبَ اِلٰى اَحَدِنَا مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهٖ۔

(۲) آگ ہم سے ہمارے جوتہ کے تسمے سے بھی زیادہ قریب ہے۔

اَلثَّالِثَةُ اَنَّ الْجَنَّةَ مِثْلُ ذٰلِكَ۔

(۳) جنت بھی اسی طرح ہم کو زیادہ قریب ہے

اَلرَّابِعَةُ فِيْهِ شَاهِدٌ لِقَوْلِهٖ اِنَّ الرَّجُلَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ اِلٰى اٰخِرِهٖ

(۴) اس میں حجت ہے اس بات کی کہ انسان کبھی ایسا کلمہ بولتا ہے جس کا خیال بھی نہیں کرتا اور اس کی وجہ سے جہنمی ہوجاتا ہے،

اَلْخَامِسَةُ اَنَّ الرَّجُلَ قَدْ يُغْفَرُ لَهُ بِسَبَبٍ هُوَ مِنْ اَكْرَهِ الْاُمُوْرِ اِلَيْهِ۔

(۵) انسان کی بعض وقت ایسے معاملہ سے مغفرت ہوجاتی ہے جو اس کے نزدیک زیادہ برا ہوتا ہے۔

بَابُ لَا يُسْتَشْفَعُ بِاللّٰهِ عَلٰى خَلْقِهٖ

اللہ کی سفارش مخلوق کے پاس نہ لیجانا چاہیے

عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

جبیر بن مطعم کہتے ہیں کہ ایک بدو آنحضرت

قَالَ جَاءَ اَعْرَابِيٌّ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ نُهِكَتِ الْاَنْفُسُ وَجَاعَ الْعِيَالُ، وَهَلَكَتِ الْاَمْوَالُ فَاسْتَسْقِ لَنَا رَبَّكَ فَاِنَّا نَسْتَشْفِعُ بِاللّٰهِ عَلَيْكَ وَبِكَ عَلَى اللّٰهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُبْحَانَ اللّٰهِ! سُبْحَانَ اللّٰهِ فَمَا زَالَ يُسَبِّحُ حَتّٰى عُرِفَ ذٰلِكَ فِيْ وُجُوْهِ اَصْحَابِهٖ ثُمَّ قَالَ وَيْحَكَ اَتَدْرِيْ مَا اللّٰهُ؟ اِنَّ شَاْنَ اللّٰهِ اَعْظَمُ مِنْ ذٰلِكَ اِنَّهُ لَا يُسْتَشْفَعُ بِاللّٰهِ عَلٰى اَحَدٍ وَذَكَرَ الْحَدِيْثَ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ

صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، اور کہا یا رسول اللہ جانیں تلف ہوگئیں، اور بچے بھوکے مرگئے، اور مال برباد ہوگیا، پس آپ اللہ سے ہمارے واسطے دعا کیجئے ہم اللہ کو آپ کے پاس سفارشی بناتے ہیں، اور آپ کو اللہ کے پاس، آپ نے فرمایا اللہ پاک ہے اللہ پاک ہے! آپ اس طرح تسبیح کہتے رہے، یہاں تک کہ اس کا اثر صحابہ کے چہروں پر نمودار ہوا، پھر فرمایا تجھ پر افسوس! تو جانتا ہے اللہ کیا ہے؟ اللہ کی شان اس سے بہت بلند ہے، اللہ کو کسی کے حضور میں سفارشی نہیں لیجاتے، اور پوری حدیث بیان کی، یہ ابوداؤد میں ہے

فِيْهِ مَسَائِلُ

اس میں (۵) مطالب ہیں

اَلْاُوْلٰى اِنْكَارُهٗ عَلٰى مَنْ قَالَ نَسْتَشْفِعُ بِاللّٰهِ عَلَيْكَ۔

(۱) اس کے یہ کہنے پر کہ "ہم اللہ کو آپ کے پاس سفارشی بناتے ہیں" آپ کا سخت انکار کرنا،

اَلثَّانِيَةُ تَغَيُّرُهٗ تَغَيُّرًا عُرِفَ فِيْ وُجُوْهِ اَصْحَابِهٖ مِنْ هٰذِهِ الْكَلِمَةِ

(۲) آپ کے چہرے کا بگڑ جانا، یہاں تک کہ صحابہ بھی اس بات سے متاثر ہوئے،

اَلثَّالِثَةُ اَنَّهٗ لَمْ يُنْكِرْ عَلَيْهِ قَوْلَهٗ وَنَسْتَشْفِعُ بِكَ عَلَى اللّٰهِ

(۳) آپ نے یہ جملہ ناپسند نہ فرمایا کہ "ہم اللہ کے حضور میں آپ کو شفارشی لیجاتے ہیں"، کیونکہ یہ درست ہے۔

الرابعۃ التنبیہ علی تفسیر سبحان اللہ۔

(۴) سبحان اللہ کے معنی کا بیان،

الخامسۃ ان المسلمین یسألونہ الاستسقاء۔

(۵) مسلمان آپ سے پانی کے لئے دعا طلب کیا کرتے تھے

بَابُ مَا جَاءَ فِی حِمَایَۃِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حِمَی التَّوْحِیْدِ وَسَدِّہٖ طُرُقَ الشِّرْکِ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا توحید کی حفاظت فرمانا، اور شرک کے راستے بند کرنا

عن عبد اللہ بن الشخیر رضی اللہ عنہ قال انطلقت فی وفد بنی عامر الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقلنا انت سیدنا فقال السید اللہ تبارک وتعالی، قلنا وافضلنا فضلا واعظمنا طولا فقال قولوا بقولکم او بعض قولکم ولا یستجرینکم

عبد اللہ بن الشخیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میں بنی عامر کی جماعت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہونچا، ہم نے آپ سے کہا آپ ہمارے سردار ہیں، فرمایا سردار اللہ ہے جو برکت والا بلند ہے، ہم نے کہا آپ ہم سے افضل اور بہت بڑے احسان کرنے والے ہیں، فرمایا یہ یا اسی طرح کی باتیں کرو۔ اور شیطان کے پھندے میں

الشیطان، رواہ ابو داود بسند جید۔

وعن انس رضی اللہ عنہ ان ناسا قالوا یا رسول اللہ یا خیرنا وابن خیرنا وسیدنا وابن سیدنا، فقال یا ایہا الناس قولوا بقولکم ولا یستہوینکم الشیطان انا محمد عبد اللہ ورسولہ ما احب ان ترفعونی فوق منزلتی التی انزلنی اللہ عز وجل رواہ النسائی بسند جید

نہ آجانا، اسے ابوداود نے قوی سند سے روایت کیا،

انس کہتے ہیں چند لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، اور بولے یا رسول اللہ! اے وہ کہ ہم میں سب سے بہتر اور سب سے بہتر کے بیٹے ہو! اور سردار اور سردار کے بیٹے ہو! فرمایا اے لوگو! اپنی معمولی باتیں کرو۔ اور شیطان تمہیں نہ بہکائے، میں محمد ہوں اور اللہ کا بندہ اور اس کا رسول میں نہیں چاہتا کہ تم مجھے اس مرتبہ سے بڑھا دو جس پر اللہ نے مجھے رکھا ہے، اسے نسائی نے بسند قوی روایت کیا۔

فیہ مسائل

الاولی تحذیر الناس من الغلو۔

الثانیۃ ما ینبغی ان یقول من قیل لہ انت سیدنا۔

الثالثۃ قولہ لا یستجرینکم الشیطان مع انہم لم یقولوا الا الحق۔

الرابعۃ قولہ ما احب ان ترفعونی فوق منزلتی۔

اس میں (۴) مطالب ہیں

(۱) لوگوں کو غلو سے بچانا،

(۲) جس سے کوئی "سیدنا" کہے اسے کیا کہنا چاہئے۔

(۳) آپ کا یہ فرمانا کہ تمہیں شیطان نہ بہکائے، حالانکہ انہوں نے حق بات کہی تھی۔

(۴) آپ کا یہ فرمانا کہ میں نہیں چاہتا کہ مجھے میرے رتبہ سے بڑھاؤ۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ

اللہ کے اس قول کا بیان "نہیں سمجھے وہ اللہ کو جیسا سمجھنا چاہیے"

وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌ بِيَمِيْنِهٖ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ۔

۳۹-۶۷

اور ساری زمین اس کی مٹھی میں ہوگی قیامت کے روز، اور سب آسمان بھی لپیٹے ہوئے اس کے داہنے ہاتھ میں، وہ پاک اور برتر ہے، اس سے کہ یہ شریک کرتے ہیں،

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ جَاءَ حَبْرٌ مِّنَ الْاَحْبَارِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اِنَّا نَجِدُ اَنَّ اللّٰهَ يَجْعَلُ السَّمٰوٰتِ عَلٰى اِصْبَعٍ وَالْاَرَضِيْنَ عَلٰى اِصْبَعٍ وَالشَّجَرَ عَلٰى اِصْبَعٍ وَالْمَاءَ عَلٰى اِصْبَعٍ وَالثَّرٰى عَلٰى اِصْبَعٍ وَسَائِرَ الْخَلْقِ عَلٰى اِصْبَعٍ فَيَقُوْلُ اَنَا الْمَلِكُ، فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهٗ تَصْدِيْقًا لِقَوْلِ الْحَبْرِ، ثُمَّ قَرَأَ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ

ابن مسعود کہتے ہیں کہ یہودیوں کا ایک عالم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، اور بولا، اے محمد! ہم اپنی کتاب میں پاتے ہیں کہ اللہ ساتوں آسمانوں کو ایک انگلی پر کرے گا، اور زمینوں کو ایک انگلی پر، اور درختوں کو ایک پر، اور پانی کو ایک پر، اور کیچڑ کو ایک پر، اور تمام مخلوق کو ایک پر، پھر فرمائیگا میں بادشاہ ہوں، پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے، یہاں تک کہ آپ کی ڈاڑھیں دکھنے لگیں اس عالم کی تصدیق میں، پھر آپ نے

حَقَّ قَدْرِهٖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ الْاٰيَةَ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ وَالْجِبَالَ وَالشَّجَرَ عَلٰى اِصْبَعٍ ثُمَّ يَهُزُّهُنَّ فَيَقُوْلُ اَنَا الْمَلِكُ اَنَا اللّٰهُ،

یہ آیت پڑھی، اور انہوں نے اللہ کو نہیں سمجھا جیسا کہ سمجھنا چاہیے، اور سب زمین اس کی مٹھی میں ہوگی روز قیامت، مسلم کی ایک روایت میں اس طرح ہے کہ پہاڑ اور درخت ایک انگلی پر ہوں گے اور پھر اللہ تعالیٰ انہیں ہلا کر فرمائیگا میں بادشاہ ہوں میں معبود ہوں،

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّلْبُخَارِيِّ يَجْعَلُ السَّمٰوٰتِ عَلٰى اِصْبَعٍ وَالْمَاءَ وَالثَّرٰى عَلٰى اِصْبَعٍ وَسَائِرَ الْخَلْقِ عَلٰى اِصْبَعٍ اَخْرَجَاهُ۔

بخاری کی ایک روایت میں اس طرح ہے کہ اور سب آسمانوں کو ایک انگلی پر کریگا اور پانی اور کیچڑ کو ایک پر اور تمام مخلوق کو ایک پر، یہ بخاری ومسلم کی روایت ہے۔

وَلِمُسْلِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوْعًا يَطْوِي اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ثُمَّ يَاْخُذُهُنَّ بِيَدِهِ الْيُمْنٰى ثُمَّ يَقُوْلُ اَنَا الْمَلِكُ اَيْنَ الْجَبَّارُوْنَ؟ اَيْنَ الْمُتَكَبِّرُوْنَ؟

مسلم میں ابن عمر سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ سب آسمانوں کو روز قیامت لپیٹ کر اپنے سیدھے ہاتھ میں لیگا، پھر فرمائیگا میں بادشاہ ہوں، کہاں ہیں زبردست؟ کہاں ہیں تکبر کرنے والے؟

ثُمَّ يَطْوِي الْاَرَضِيْنَ السَّبْعَ ثُمَّ يَاْخُذُهُنَّ بِشِمَالِهٖ، ثُمَّ يَقُوْلُ اَنَا الْمَلِكُ اَيْنَ الْجَبَّارُوْنَ؟ اَيْنَ الْمُتَكَبِّرُوْنَ؟

پھر ساتوں زمینوں کو لپیٹ کر اپنے بائیں ہاتھ میں لیگا، پھر فرمائیگا، میں بادشاہ ہوں، کہاں ہیں زبردست، کہاں ہیں تکبر کرنیوالے؟

وَرُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا مَا السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرَضُوْنَ السَّبْعُ فِيْ كَفِّ الرَّحْمٰنِ اِلَّا كَخَرْدَلَةٍ فِيْ يَدِ اَحَدِكُمْ

ابن عباس کہتے ہیں کہ ساتوں آسمان اور زمینیں اللہ کے ہاتھ میں اس طرح ہوں گے جیسے کہ تمہارے ہاتھ میں رائی کا دانہ،

وَقَالَ ابْنُ جَرِيْرٍ حَدَّثَنِيْ يُوْنُسُ اَنَا ابْنُ وَهْبٍ

ابن جریر نے بطریق یونس ابن وہب سے

قَالَ قَالَ ابْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ فِي الْكُرْسِيِّ إِلَّا كَدَرَاهِمَ سَبْعَةٍ أُلْقِيَتْ فِي تُرْسٍ قَالَ وَقَالَ أَبُوْ ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا الْكُرْسِيُّ فِي الْعَرْشِ إِلَّا كَحَلْقَةٍ مِنْ حَدِيْدٍ أُلْقِيَتْ بَيْنَ ظَهْرَيْ فَلَاةٍ مِنَ الْأَرْضِ۔

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ بَيْنَ السَّمَاءِ الدُّنْيَا وَالَّتِي تَلِيْهَا خَمْسُمِائَةِ عَامٍ وَبَيْنَ كُلِّ سَمَاءٍ خَمْسُمِائَةِ عَامٍ وَبَيْنَ السَّمَاءِ السَّابِعَةِ وَالْكُرْسِيِّ خَمْسُمِائَةِ عَامٍ وَبَيْنَ الْكُرْسِيِّ وَالْمَاءِ خَمْسُمِائَةِ عَامٍ وَالْعَرْشُ فَوْقَ الْمَاءِ وَاللّٰهُ فَوْقَ الْعَرْشِ لَا يَخْفٰى عَلَيْهِ شَيْءٌ مِنْ أَعْمَالِكُمْ أَخْرَجَهُ ابْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ زِرٍّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، وَرَوَاهُ بِنَحْوِهِ الْمَسْعُوْدِيُّ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَهُ الْحَافِظُ الذَّهَبِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى، قَالَ وَلَهُ طُرُقٌ۔

روایت کی وہ ابن زید سے روایت کرتے ہیں کہا میرے باپ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ساتوں آسمان کرسی کے مقابلہ میں سات درہم کے برابر ہیں کہ ایک ڈھال میں ڈالے گئے، ابو ذر نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا فرماتے تھے "کرسی عرش کے سامنے ایک چھلے کی طرح ہے جو چٹیل میدان میں ڈالا جائے،

ابن مسعود کہتے ہیں پہلے اور دوسرے آسمان میں پانچ سو برس کا فاصلہ ہے، اور ہر دو آسمانوں میں پانچ سو برس کا فاصلہ ہے، ساتویں آسمان اور کرسی میں بھی پانچ سو برس کا فاصلہ اور کرسی اور پانی میں پانچ سو برس کا فاصلہ ہے، عرش پانی پر ہے، اور اللہ تعالی عرش پر، اس پر تمہارا کوئی کام پوشیدہ نہیں، اسے ابن مہدی نے حماد بن سلمہ کے واسطہ سے عاصم کو روایت کیا، وہ زر سے، وہ ابن مسعود سے، اور اسی طرح مسعودی نے عاصم کے واسطہ ابو وائل سے روایت کی انہوں نے ابن مسعود سے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ذکر کیا اور کہا اس کے متعدد طرق ہیں،

وَعَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ تَدْرُوْنَ كَمْ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ؟ قُلْنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ قَالَ بَيْنَهُمَا مَسِيْرَةُ خَمْسِمِائَةِ سَنَةٍ وَكِثَفُ كُلِّ سَمَاءٍ إِلَى سَمَاءٍ مَسِيْرَةُ خَمْسِمِائَةِ سَنَةٍ وَكِثَفُ كُلِّ سَمَاءٍ مَسِيْرَةُ خَمْسِمِائَةِ سَنَةٍ وَبَيْنَ السَّمَاءِ السَّابِعَةِ وَالْعَرْشِ بَحْرٌ بَيْنَ أَسْفَلِهِ وَأَعْلَاهُ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَاللّٰهُ تَعَالٰى فَوْقَ ذٰلِكَ وَلَيْسَ يَخْفٰى عَلَيْهِ شَيْءٌ مِنْ أَعْمَالِ بَنِي آدَمَ أَخْرَجَهُ أَبُوْ دَاوُدَ وَغَيْرُهُ

حضرت عباس کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم جانتے ہو کہ آسمان و زمین میں کیا فاصلہ ہے؟ ہم نے کہا اللہ و رسول خوب جانتے ہیں، فرمایا ان میں پانچ سو برس کا فاصلہ ہے، اور ہر ایک آسمان کو دوسرے آسمان تک پانچسو برس کا فاصلہ ہے اور ہر آسمان کا دل پانچ سو برس کے برابر ہے، اور ساتویں آسمان اور عرش میں ایک دریا ہے جس کے نیچے اور اوپر اسی قدر فاصلہ ہے، جیسا کہ آسمان و زمین میں۔ اور اللہ تعالی اس کے اوپر ہے۔ کوئی چیز اس پر بنی آدم کے کاموں سے پوشیدہ نہیں اسے ابو داود وغیرہ نے روایت کیا

فیہ مسائل

اس میں (۱۹) مطالب ہیں

الْأُولٰى تَفْسِيْرُ قَوْلِهِ وَالْأَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

الثَّانِيَةُ أَنَّ هٰذِهِ الْعُلُوْمَ وَأَمْثَالَهَا بَاقِيَةٌ عِنْدَ الْيَهُوْدِ الَّذِيْنَ فِي زَمَنِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يُنْكِرُوْهَا وَلَمْ يَتَأَوَّلُوْهَا۔

الثَّالِثَةُ أَنَّ الْحَبْرَ لَمَّا ذَكَرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَّقَهُ وَنَزَلَ الْقُرْآنُ بِتَقْرِيْرِ ذٰلِكَ

(۱) اس آیت وَالْأَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهُ کی تفسیر

(۲) یہ اور اس کے مثل بہت سی باتیں ان یہود کے پاس بھی باقی تھیں جو آپ کے زمانہ میں تھے، انہوں نے نہ ان کا انکار کیا، اور نہ تاویل کی۔

(۳) جب یہود کے عالم نے یہ بات آنحضرت سے ذکر کی تو آپ نے اس کی تصدیق کی اور قرآن مجید نے بھی اس کی تصدیق کی۔

اَلرَّابِعَةُ وُقُوْعُ الضِّحْكِ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا ذَكَرَ الْحَبْرُ هٰذَا الْعِلْمَ الْعَظِيْمَ.

اَلْخَامِسَةُ التَّصْرِيْحُ بِذِكْرِ الْيَدَيْنِ وَاَنَّ السَّمٰوَاتِ فِي الْيَدِ الْيُمْنٰى وَالْاَرَضِيْنَ فِي الْاُخْرٰى

اَلسَّادِسَةُ التَّصْرِيْحُ بِتَسْمِيَتِهَا الشِّمَالَ

اَلسَّابِعَةُ ذِكْرُ الْجَبَّارِيْنَ وَالْمُتَكَبِّرِيْنَ عِنْدَ ذٰلِكَ

اَلثَّامِنَةُ قَوْلُهٗ كَخَرْدَلَةٍ فِيْ كَفِّ اَحَدِكُمْ

اَلتَّاسِعَةُ عِظَمُ الْكُرْسِيِّ بِالنِّسْبَةِ اِلَى السَّمَاءِ

اَلْعَاشِرَةُ عِظَمُ الْعَرْشِ بِالنِّسْبَةِ اِلَى الْكُرْسِيِّ

اَلْحَادِيَةَ عَشْرَةَ اَنَّ الْعَرْشَ غَيْرُ الْكُرْسِيِّ وَالْمَاءِ

اَلثَّانِيَةَ عَشْرَةَ كَمْ بَيْنَ كُلِّ سَمَاءٍ اِلٰى سَمَاءٍ

اَلثَّالِثَةَ عَشْرَةَ كَمْ بَيْنَ السَّمَاءِ السَّابِعَةِ وَالْكُرْسِيِّ

اَلرَّابِعَةَ عَشْرَةَ كَمْ بَيْنَ الْكُرْسِيِّ وَالْمَاءِ

اَلْخَامِسَةَ عَشْرَةَ اَنَّ الْعَرْشَ فَوْقَ الْمَاءِ

اَلسَّادِسَةَ عَشْرَةَ اَنَّ اللّٰهَ فَوْقَ الْعَرْشِ

اَلسَّابِعَةَ عَشْرَةَ كَمْ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ

(۴) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس عالم کی بات پر مسکرانا جبکہ اس نے یہ بڑا علم ظاہر کیا۔

(۵) دو ہاتوں کی تصریح اور کہ ساتوں آسمان سیدھے ہاتھ میں ہیں اور زمین دوسرے ہاتھ میں۔

(۶) دوسرے ہاتھ کو صراحتہ بایاں بتانا[1]

(۷) جبار اور متکبروں کا ذکر اس وقت کرنا،

(۸) رائی کے برابر بتانا،

(۹) کرسی کا بہ نسبت آسمان بڑا ہونا،

(۱۰) عرش کا بہ نسبت کرسی بڑا ہونا،

(۱۱) عرش کا کرسی اور پانی کے علاوہ ہونا،

(۱۲) ہر دو آسمان میں کیا فاصلہ ہے؟

(۱۳) ساتویں آسمان اور کرسی میں کیا فاصلہ ہے؟

(۱۴) کرسی اور پانی میں کیا فاصلہ ہے؟

(۱۵) عرش پانی پر ہے۔

(۱۶) اللہ تعالیٰ عرش پر ہے۔

(۱۷) آسمان و زمین میں کیا فاصلہ ہے؟

(۱) اس روایت سے یہ نہ خیال کرنا چاہیے کہ بایاں آپ کا فرمان ہے بلکہ یہ راوی کے الفاظ ہیں کیونکہ صحیح ترین روایتوں میں اللہ کے لیے جو صفت آئی ہے اس میں دونوں ہاتھ یمین کا لفظ ہے یعنی اللہ کے دونوں ہاتھ داہنے ہیں۔ اس جگہ سے معلوم ہوا کہ ید اللہ کی خاص صفت ہے۔ اس کو انسانی ہاتھوں سے کوئی تعلق نہیں۔ اس لئے کنایۃً یہ بیان فرمایا کہ اس کے دونوں ہاتھ داہنے ہیں۔

اَلثَّامِنَةَ عَشْرَةَ كَثْفُ كُلِّ سَمَاءٍ مَسِيْرَةُ خَمْسِمِائَةِ سَنَةٍ

اَلتَّاسِعَةَ عَشْرَةَ اَنَّ الْبَحْرَ الَّذِيْ فَوْقَ السَّمٰوَاتِ بَيْنَ اَسْفَلِهٖ وَاَعْلَاهُ خَمْسُمِائَةِ سَنَةٍ. وَاللّٰهُ اَعْلَمُ.

(۱۸) ہر آسمان کا دل پانچ سو برس کی مسافت ہے۔

(۱۹) جو دریا کہ آسمانوں پر ہے اس کے اوپر اور نیچے کے درمیان پانچ سو برس کا فاصلہ ہے۔ اور اللہ خوب جانتا ہے

والحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ علی محمد وعلی آلہ وصحبہ وسلم تسلیماً کثیراً کثیرا

غزل مناجات از مولوی محمد امام الدین طالب لکھنوی رحمہ اللہ

سب پہ عیاں ہے جز ترے کوئی خدا نہیں
دیتا ہے رزق تو ہی کوئی دوسرا نہیں

دنیا و دیں کی سب مری کر حاجتیں روا
جز تیرے دوسرا کوئی حاجت روا نہیں

میں سر سے لیکے پاؤں تلک ہوں گناہگار
غفار عاصیوں کا کوئی تجھ سوا نہیں

بھٹکے ہوؤں کو لائے ہو بس تو ہی راہ پر
کوئی کسی کا تیرے سوا رہنما نہیں

دنیا میں جس کو پایا نظر آیا بے وفا
دیکھا تو کوئی تیرے سوا باوفا نہیں

افلاس نے کیا ہے بہت تنگ مجھ کو اب
غیر از کشود کچھ مرا اور مدعا نہیں

مجبور ہر امور میں ہوں تو ہی رحم کر
تجھ سا تو مہرباں کوئی دوسرا نہیں

پوری کر اپنے فضل سے دل کی مری مراد
تجھ سا تو کوئی صاحب جود و عطا نہیں

تو ہی ہے کارساز تجھی پر ہے اعتماد
جز تیرے اب امید کسی سے ذرا نہیں

جز تیرے فضل کے نہیں ملتا ہے سیم و زر
وہ کون ہے کہ در کا ترے جو گدا نہیں

رحمت سے تیرے میں ہوں بھلا نا امید کیا!
محروم تیرے در سے تو کوئی گیا نہیں

تو با نصیب کر دے اگر بے نصیب کو
دونوں جہاں میں کوئی بھی مانع ترا نہیں

آنکھوں پر اپنی پردۂ غفلت ہے یا نصیب
ورنہ تو وہ ہے اک آن بھی ہم سے جدا نہیں

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم کل بدعۃ ضلالۃ

فتاویٰ میلاد شریف وغیرہ

از افاضات حضرت مولانا احمد علی صاحب محدث سہارنپوری و قطب عالم حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس اللہ اسرارہم

الناشر

میر محمد، کتب خانہ آرام باغ کراچی

بندہ نواز تو ہے سوا تیرے کر بر مسلا
اللہ اپنا کافی ہے دونوں جہاں میں

کوئی کسی کا دھر میں مشکل کشا نہیں
گھبرائیو کسی طرح طالب ذرا نہیں

رحمت کی صدا میرے کانوں میں پہنچی
غافل نہیں وہ ذرہ تکلیف سے بندوں کے
دنیا کی طرف لے دل مائل نہ ہو تو ہرگز
اللہ ہی سے ہو سائل حاجات دلی کا
گو آرزوئیں تیری لے دل نہ بر آئیں پر
آسان کریگا وہ یکدم میں یہ دشواری
اللہ کی عظمت سے آجائے جسے رونا
داماں نشان رحمت رکھی ہو تو پھر کیا غم

کیا غم ہو جو فوج غم اب دل پہ پڑی ہو
ہر ذرہ کو آنکھ اس کی دن رات لگی ہے
دنیا کی ہے جو لذت سو ایک گھڑی کی ہو
رزاق کی رزاقی واللہ بڑی ہے
مایوس نہ ہو اس کی رحمت تو بڑی ہے
گو تاب تحمل کی زنجیر کڑی ہے
جو اشک مسلسل ہے موتی کی لڑی ہے
گرد غم و کلفت سب چہرے سے جھڑی ہے

میر محمد، کتب خانہ
آرام باغ، کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سوال مجلس مولود شریف کی کس طریق سے جائز ہے اور کس صورت میں ناجائز ہے بدون
رعایت اور بلا ریا کے بیان کرنا چاہئے **جواب** ذکر کرنا پیدائش شریف ہمارے پیغمبر رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ الف الف تحیۃ وسلام کا جو صحیح صحیح روایتوں کے ساتھ ایسے وقتوں میں
کہ وظائف واجبہ سے خالی ہوں اور ایسی کیفیتوں کے ساتھ کہ جو خلاف طریقہ صحابہ اور اہل قرون
ثلثہ کے نہ ہوں اور ایسے عقیدوں کے ساتھ کہ جسمیں شرک و بدعت کے وہم کو بھی گنجائش نہ ہو اور
ایسے آداب کے ساتھ کہ جو مخالف خصلت شریعت صحابہ رضی اللہ عنہم کے نہ ہوں تاکہ مصداق
ما انا علیہ واصحابی کا باہر نہ ہو جاوے اور ایسی مجلس اور محفل میں ہو کہ جو منکرات شرعیہ سے خالی ہو
ایسا ذکر باعث خیر اور موجب برکت کا ہے بشرطیکہ صدق نیت اور اخلاص کے ساتھ ہو اور عقیدہ میں وہ
منجملہ اوراد کا حسنہ مندوبہ کے کہ جو کسی وقت خاص کے ساتھ مقید نہیں ہیں شمار کیا جاوے پس
میں کسی کو اہل اسلام میں سے نہیں جانتا کہ ایسے ذکر کو غیر مشروع یا بدعت جانے اور اللہ تعالی تو
سب سے بڑا خبردار ہے ہاں بعض اوقات التزام بعض امر مستحب کا ایسا کیا جاتا ہے کہ از روئے عمل مثل واجب
کے معلوم ہونے لگتا ہے اور باوجود اسکے اگر اعتقاد اسکے وجوب کا فاعل کو نہ ہو تو اسکے حق میں وہ بدعت
نہ ہوگا لیکن جبکہ یہی امر مستحب بوجہ اصرار اور تکرار بار بار کے عوام کے ذہن اور اعتقاد میں باعث
لزوم اور وجوب کا ہو جاوے اور عوام اسکو واجب جاننے لگیں تو اسوقت ایسے امر مستحب کا
چھوڑ دینا خود مستحب ہو جاتا ہے چہ جائیکہ اکثر عوام اور بعض علما کہ جو دنیا کے علوم میں مصروف
ہیں اور حقیقت سنت اور بدعت سے پورا بہرہ اور حصہ نہیں رکھتے ہیں وہ تو مستحب کو مثل
واجب اور فرض کے عمل میں لاتے ہیں بلکہ اسکے چھوڑنے والے کو اپنے اعتقاد میں نماز کی جماعت
چھوڑنے والے سے بھی زیادہ برا سمجھتے ہیں اور آگے پیچھے اسکو ملوم و مذموم شرعی جانتے ہیں
ایسے وقت میں لازم ہے کہ اس مستحب کو چھوڑنے کے بجائے اسکے کسی دوسرے مستحب وظیفہ اور عمل
کی طرف کہ جو اعمال شرعیہ مندوبہ سے ہیں مثل درود و سلام کے اوپر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور مثل
سبحان اللہ کہنے اور خدا تعالی کی پاکی بیان کرنے اور لا الہ الا اللہ کہنے کے اور سوائے اسکے جو
نوافل روزہ نماز میں کہ جو تنہائی میں مشغول ہو ویں چنانچہ روایت کی ہے بخاری اور مسلم وغیرہ نے
حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ سے کہ جو بڑے صحابہ جلیل الشان میں سے ہیں اور

حضر اور سفر میں ملازم صحبت اور خدمت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رہے ہیں اور پیشواؤں
فقرا صحابہ کبار سے ہیں اور جنکے قول و فعل سے استدلال مذہب حنفیہ میں بہت ہے وہ فرماتے ہیں کہ
تم لوگ کہیں ایسا کام نہ کر بیٹھو کہ تمہاری نماز میں سے کچھ حصہ شیطان کیواسطے ہو جاوے کہ بس دہنی ہی
طرف کے مڑنے کو اپنے اوپر لازم ضروری سمجھ لو ایسا کام نہ کیجیو اسواسطے کہ بیشک میں نے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بائیں طرف بھی مڑتے ہوئے بہت دفعہ دیکھا ہے اور اس حدیث پر مسلم
اور بخاری کا اتفاق ہے اسکو صاحب مشکوۃ نے بیچ باب دعا کے تشہد کے بیان میں کہا صاحب مجمع البحار
نے صفحہ ۴۴۴ میں کہ نکل آئی اس حدیث سے یہ بات کہ بیشک امر مستحب مکروہ ہو جاتا ہے جس وقت
خوف ہو اپنے رتبہ سے نکل جانیکا طیبی شارح مشکوۃ حدیث مذکور کے شرح میں بیان فرماتے
ہیں کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو شخص امر مندوب و مستحب پر ایسا اصرار کرے کہ اسکو واجب
اور لازم کرے اور کبھی جواز اور رخصت پر عمل نہ کرے تو بیشک ایسے شخص کو شیطان نے گمراہ کیا پس جو
شخص خود بدعت یا خلاف شرع پر اصرار کریگا اسکا تو کیا ٹھکانا ہوگا ختم ہوا کلام طیبی کا یعنی فعل مستحب
کو واجب جاننا بدعت سیئہ ہے اور اگر مستحب کے بجا لانے سے عوام الناس اپنے عقیدوں میں واجب
سمجھنے لگیں تو چھوڑنا اسکا مستحب ہے اور یہ سب جبھی ہے کہ کوئی قید غیر مشروع یعنی ایسی قید کہ شارع کی
طرف سے تقیید اسکے ساتھ نہ ہو زیادہ نہ کیجاوے اور اگر زیادہ کیجاویگی یعنی مطلق کو مقید یا مقید کو مطلق کریں
یا کوئی چیز حد شرعی پر کہ ثابت نہیں ہوئی ہے زیادہ کریں گو زیادتی فی نفسہ بجائے خود اپنی ذات سے
مستحب ہو یا مباح یہ بھی بدعات سے ہے جیسا کہ مشکوۃ میں بروایت ترمذی باب العطاس میں لایا
ہے کہ عن نافع ان رجلا الخ الحدیث رواہ الترمذی یعنی روایت ہے امام نافع سے جو شاگرد ہیں
عبداللہ بن عمر جلیل الشان صحابی رضی اللہ عنہما کے وہ فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما کے
سامنے ایک شخص نے چھینک کر یہ الفاظ پڑھے کہ الحمد للہ والسلام علی رسول اللہ ابن عمر نے اسپر انکار فرمایا
اور کہا کہ کیا میں یہ کلمات پڑھونگا کہ الحمد للہ والسلام علی رسول اللہ۔ اور حالانکہ ہم کو نہیں سکھایا ہے رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بلکہ اس شفیق امت نے سکھلایا ہمکو کہ کہا کریں ہم ہر وقت چھینکنے کے الحمد للہ
علے کل حال روایت کیا اسکو ترمذی نے پس مقام غور کا ہے کہ کلمہ والسلام علے رسول اللہ حالانکہ فی
نفسہ منجملہ مستحبات مقصودہ کے اور اعمال ذی فضیلت سے تھا لیکن چونکہ چھینکنے کے وظیفہ پر یہ
کلمات زائد کہے گئے تھے اسواسطے عبداللہ بن عمر نے اسپر انکار فرمایا پس ثابت ہوا کہ مجلس مولود جیسا
کہ اس دیار میں اس ہیئۃ کذائیہ مشہورہ کی ساتھ مروج ہے یعنی حاضر کرنا شیرینی اور طرح طرح

کے تکلفات کا مرتکب ہونا جیسے فرش و فروش قالین وغیرہ اور چراغ اور قندیل و فانوس وغیرہ سامان
روشنی زائد علی الحاجت اور مجمع ہونا اور خلط ملط ہونا چھوٹوں بڑوں کا بلکہ عورتوں اور مردوں
لڑکوں کا اور پڑھنا اشعار کا راگنی میں اور پڑھنا روایتوں موضوعہ کا جو بالکل بے اصل ہیں اور بعض
طالب الدنیا لوگوں نے روپیہ کمانے کیواسطے اُنکو گھڑ کر عوام الناس کے تسخیر کرنے کیلئے اپنی
بات کو چکنی چپڑی کر لیا ہا اور مبالغہ کر کے زور سے پڑھنا صلوٰۃ و تسلیم کا اور ہر ایک کس و ناکس
کو انمیں بلانا خواہ وہ لوگ لباس اور پیراوی بُرے خلاف شرع کے پہنے ہوئے ہوں اور خواہ
داڑھی منڈائے ہوئے ہوں اس بات کا کچھ خیال نہ کرنا اور عجب ہے اور بہت عجب ہے کہ باوجود ان
باتوں خلاف شرع کے اُس مجلس کو مجلس رسول کا کہنا اور اسکا یہی نام رکھنا بلکہ اُس مجلس کو محل نزول
روح پر فتوح حضرت علیہ السلام کا سمجھنا پس ایسی مجلس مولود جو مشابہ ہو حرکات نالائق رافضیوں
فاسقوں کے کہ مثل بنانے روضہ و قبہ حضرات امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما کے ہو کر وہ اسکو جائے نزول
ارواح امامین حسنین کا تصور کرتے ہیں بعینہ زیارت حضرات حسنین کے قرار دیتے ہیں اور مثل
مرثیہ خوانوں کے جوابی اور سلامی مقرر کرنا ایسے مجلس مولود کہ حقیقت میں اسکو مجلس شیطان کہنا چاہئے
بالکل بعید طریقہ سنت سے ہے اور شیطان کے دھوکے اور کید و مکر میں فریب کھانا ہے لیکن اگر
خالص احوال برکت اشتمال اُس حضرت علیہ الصلوۃ والسلام کا جو موافق شرع شریف کے ہو اور
درود بھیجنا روح پاک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اور بیان کرنا اور معلوم کرنا صفات اور کمالات
آں سرور کائنات علیہ التحیات کا موجب کثرت برکت اور زیادتی رحمت کا اور باعث زیادتی
نیکیوں دو جہان کا اور دینے والا بلندی درجات کونین کا ہے کہ نصیب کرے اللہ ہم کو اور کل مومنین کو
برکت کو سردار رسولوں کے کہ صدہا حبیب اللہ کا اُنپر اور سلامتی اور اسکے آل و اولاد اور دوستوں پر اور سب
پر آمین یا اللہ دعا کو قبول فرما اور باقی رہا قیام کہ بیان پیدائش کے وقت کیا جاتا ہے سو اسکا
ثبوت زمانہ میں صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین اور اماموں مجتہدین کے بالکل نہیں ہوا ہے اور بلکہ
اُس سرور مخلوقات کی خود حیات میں صحابہ آپکے لئے قیام نہیں کرتے تھے کیونکہ آپ کو اُنکا کھڑا ہونا
بُرا لگتا تھا اور ایسے تکلفات کو آپ پسند نہیں فرماتے تھے جیسا کہ ترمذی مطبوعہ دہلی کے صفحہ ۱۱۲ میں وارد ہے
عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال لم یکن الخ یعنی صحابہ رضی اللہ عنہم کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے زیادہ کوئی محبوب اور دوست نہ تھا باوجود اسکے جب حضرت کو دیکھتے تو قیام نہ کرتے
کیونکہ جانتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسکو ناپسند اور مکروہ فرماتے ہیں اور کہا ترمذی نے کہ یہ

حدیث حسن اور غریب ہے، اور بعد وفات آنحضرت کے پایا جانا قیام کا جو وقت بیان پیدائش شریف کے
قرون ثلثہ میں ثابت نہیں ہے پس قیام کرنا وقت ذکر پیدائش کے ایک امر جدید ہے اور جسکی کچھ اصل
نہیں سیرت شامی میں لایا ہے کہ اکثر دوستوں کی عادت جاری ہو گئی ہے کہ جس وقت وہ ذکر پیدائش
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سنتے ہیں تو آپ کی تعظیم کیلئے قیام کرتے ہیں اور حالانکہ یہ قیام بدعت ہے
کہ جسکی کچھ اصل نہیں ہے انتہی اور یہ بھی جاننا ضروری ہے کہ جو لوگ یہ قیام کرتے ہیں وہ واسطے تعظیم سید
الانام علیہ السلام کے نہیں ہے بلکہ یہ بھی ایک لوازمات مجلس علاوہ مذکورہ محدثہ سے اور اُسکے اشعار کی ہے
اسواسطے کہ اگر وہ لوگ صرف واسطے تعظیم آنحضرت کے کرتے تو موقوف وقت بیان ولادت پر نہ ہوتا۔
بلکہ جب کہ آپکے تشریف لانیکا مسجد میں یا کسی مجلس میں یا ذکر تشریف آوری آنحضرت کا سفر جہاد و حج
وغیرہ مقامات سے آتا تو ضرور قیام کرتے اسواسطے کہ زمانہ نبوت کا زمانہ ولادت سے زیادہ افضل تھا علاوہ
اسکے قیام مطلقاً پیدائش کے ذکر کے وقت کوئی نہیں کرتا بلکہ مقید کر رکھا ہے اسکو ایسی مجلس کیساتھ کہ جس کو
مولود کی مجلس کہتے ہیں اور لوازمات اور ہیئت مجلس کی انمیں رعایت اور ملحوظ رکھتے ہیں اُسوقت اُس قیام کو
ضروری جانکر کرتے ہیں ورنہ نہیں دیکھا اگر کوئی واعظ منبر پر بیٹھکر درمیان مجلس وعظ کے ذکر پیدائش شریف
کا بیان کرنے لگے تو کسی سننے والے کو قیام کا خیال تک بھی نہیں گذرتا چہ جائیکہ خود قیام پس اسی تجربے
ظاہر ہوا اور اسی عملدرآمد سے معلوم ہوا کہ قیام واسطے اعظام و تعظیم خیر الانام کے نہیں ہے بلکہ فقط شعار
اور لوازم مجلس ہے اور اہتمام اور تیاری مجلس کے جماعت نماز کی تیاری اور اہتمام سے زیادہ سمجھتے ہیں
بلکہ نماز جماعت کو تو کیا بعض آدمی خود نفس نماز کو چھوڑ دیتے ہیں بغرض چھوڑیں تو اس مجلس کے
آنے کو نہ چھوڑیں اور اس میں حاضر ہونے کو واجب اور لازم نماز سے زیادہ جانتے ہیں اور
یہ سب باتیں نفس کی خواہش کی سرزد ہوتی ہیں الا ماشاء اللہ اور حاضر ہونا لڑکوں کا اور عورتوں
کا اور فاسقوں چھوڑنیوالے نماز و روزہ کا اور تماشا گاہ بنانا اُس مجلس کو بوجہ کثرت قندیلوں وغیرہ سامان
روشنی اور فرشوں نفیس اور گلدستوں عجیبے کے اور پڑھنے والے خوش آواز کو تلاش کرنا گو وہ مرد کا
بے ریش حسین ہو اور غزلوں اور شعروں کا راگنی اور نغمہ میں پڑھنا۔ پس ایسی مجلسیں زمانہ میں
صحابہ اور تابعین اور اماموں مجتہدین کے کبھی نہیں پائی گئی ہیں۔ حاشا و کلا۔ ہرگز نہیں بالکل نہیں
بلکہ ایسی مجلسوں پر صادق آتی ہے یہ آیت فرقانی کہ الذین اتخذوا دینہم لعبا و لہوا
و غرتہم الحیوۃ الدنیا یعنی جن لوگوں نے بنا لیا اپنا دین کھیل اور کود کو اور دھوکا دیا اُنکو زندگانی دنیا نے
پس یہ آیت ایسی ہی مجلسوں کے حق میں ہے پناہ مانگتے ہیں ہم اللہ کی رحمت کے ساتھ اپنے نفسوں کی

شرارتوں اور اپنے عملوں کی برائیوں سے یا اللہ کردے داخل ہمکو فرقہ توابین میں کہ جو گناہوں سے دور ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سبحانہ کی طرف رجوع ہوتے ہیں اور داخل ہمکو جماعت متطہرین میں کہ جو پاک صاف ظاہر و باطن رہتے ہیں کہ جنپر خوف ہے اور نہ وہ لوگ قیامت کو رنج کریں گے۔ بحرمت نبی مجید بزرگ کے اور آل انکی امجد کے اے اللہ تیرے ہی ہاتھ میں ہے بھلائی اور تو ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے اے اللہ جو بات حق ہے اسکو حق دکھلا اور جو باطل ہے اس کو باطل دکھلا۔ آمین قبول فرما اس عرض کو۔

(حررہٗ۔ احمد علی سہارنپوری) یعنی یہ جواب حضرت مولانا احمد علی صاحب محدث نے ارقام فرمایا ہے وہ سبحان اللہ کیا اچھا جواب مولانا مجیب لبیب نے عنایت الٰہی سے دیا ہے اور بالتحقیق کہ واسطے اسکی بھلائی ہے۔ فی التحقیق خوب کوشش کی اسبات میں کہ جو بات حق تھی اور جو اصل اصلی پائی جاتی تھی تو حق کہا اسکو اور ثابت کیا بعضے ذکر ولادت سیدنا و نبینا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ایسے طریقے سے جو علماء ربانیین کے نزدیک مختار اور پسندیدہ ہے اسکا ثبوت کیا اور جو بات ناحق اور باطل اور محض گھڑی ہوئی بے اصل تھی اور نہ اسکا وجود قرون ثلثہ مشہود بالخیر میں تھا اور نہ اسکی ثبوت کی کوئی دلیل تھی اسکو بالکل دور باطل کر کے جڑ سے اکھاڑ دیا کہ وہ قیام کرنا حاضرین کا ہے نزدیک ذکر ولادت شریف کے ہیئت مخصوصہ کی ساتھ کہ پڑھنے والیکا کھڑا ہونا اور اسکا ایک دیکھی جگہ متمیز ہو کر اشعار کا گانے میں پڑھنا اور سوائے اسکے مفسدات جو کہ اسمیں مقرر ہیں انکا بجالانا مولانا نے انکو بالکل رد کر دیا اور مثل نصف النہار کے بدیہی البطلان اسکو کر دیا انتہٰی

محمد یعقوب علی عفی عنہ

ہی کیواسطے ہے بھلائی اس امام ہمام عالم دانا پیشوا بڑے کی کہ انہوں نے بیان میں ذکر ولادت سید الانام علیہ و علی آلہ و اصحابہ التحیۃ والسلام کے اور بیان میں قیام کرنے کے خاص ذکر ولادت شریفہ کے کیا عمدہ تقریر رائق اور بیان رشیق فرمایا ہے کہ جسکے پاس بھی باطل کو گذر نہیں ہوتا اور میں امید رکھتا ہوں اللہ کی ذات پاک سے کہ وہ مولانا مجیب کو اجر جزیل اور ثواب جمیل اپنے پاس سے عنایت فرماویگا اور میں بندہ اللہ کا مسکین غلام مصطفےٰ بجنور کا رہنیوالا ہوں اللہ تعالیٰ میری لغزشوں اور برائیوں کو معاف فرما

غلام مصطفےٰ عفی عنہ

اس جواب سے آواز صواب کی آرہی ہے اور لوگوں کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کیطرف بلا رہا ہے اور افراط و تفریط کے دروازے بند کر رکھا ہے اور روزن اور رستے مکر اور مغالطوں کے بند کر رہا ہے اور پھر کس طرح نہ ہو حالانکہ مجیب مصیب اسکا اپنے زمانہ کا جلیل ہے اور اپنے وقت کا نبیل علم والا اور محدث ذیشان ہے کہ نہ اسکا کوئی مثل ہے اور نہ کوئی عدیل خاص کیا اسکو اللہ تعالیٰ نے

واسطے رواج دینے حدیثوں اس رسول کے کہ جسکو بھیجا اللہ تعالیٰ نے طرف خلق کی ساتھ دلیل واضح اور برہان روشن کے صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم اور بندہ گنہگار ضعیف اپنے پروردگار قوی کی رحمت کا محتاج ہوں محمد ابراہیم حنفی مذہب بریلی کا رہنے والا ہوں۔ اصاب المجیب مجیب نے ٹھیک جواب دیا سچا

محمد ابراہیم امیر باز خان واعظ جامع مسجد بریلی

استفتاء ۔ یہ استفتاء کہ مولانا مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی سے در باب عدم جواز مجلس میلاد شریف کے کیا گیا اسکی نقل بعینہ مع سوال کے کیجاتی ہے۔

سوال مجلس مولود شریف میں ذکر پیدائش حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے تعظیماً کھڑے ہونیکا رواج جو اس وقت میں ہو رہا ہے اس کھڑے ہونے کو واجب سمجھنا درست ہے یا نہیں اور اگر واجب نہیں ہے تو واجب کا فتویٰ دینے والا گنہگار ہے یا نہیں اور اگر گنہگار ہے تو کس درجہ کا ہے؟

الجواب وقت ذکر میلاد کے کھڑا ہونا قرون ثلثہ میں کہیں ثابت نہیں ہوتا جناب فخر علیہ السلام کے سیر اور حالات اور ذکر حالات ان قرون میں بطریق وعظ و تدریس و تذاکرہ و تحدیث ہزارہا بار ہوتا تھا مگر کسی روایت میں ثابت نہیں ہوا کہ بوقت ذکر ولادت کوئی کبھی کھڑا ہوا ہو یا کہیں فخر عالم علیہ السلام نے اسکا استحباب یا ادب کچھ کسی طرح ارشاد فرمایا ہو یہ بات کہ خود جناب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واسطے کوئی کھڑا ہوا خارج بحث ہے اور اسکا قیاس اسپر محض جہالت ہے کلام اسمیں ہے کہ آپکے ذکر ولادت پر جیسا معمول سفہاء زمانہ کا ہے کہیں ثابت ہووے سو یہ ہرگز ہرگز ثابت نہیں ہو سکتا۔ پس اولاً تو یہی حجت اسکی بدعت غیر اصل ہونیکو کافی ہے اور جیسا اوپر اسقدر غلو ہوئے کہ عوام جہاں اسکو واجب جاننے لگیں اور تارک پر ملامت کریں تو خواہ مخواہ منکر اور بدعت سیئہ ہوجاویگا یہ تو ایک امر محدث ہے اگر کسی امر ثابت جائز کو بھی عوام واجب سمجھنے لگیں وہ بھی ناجائز منکر ہوجاتا ہے۔ عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ لا یجعل احدکم للشیطان شیئا من صلوٰتہ یری ان حقا علیہ ان لا ینصرف الا عن یمینہ لقد رایت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کثیرا ینصرف عن یسارہ متفق علیہ قال العلی القاری فی شرح ہذا الحدیث من اصر علی امر مندوب وجعلہ عزما ولم یعمل بالرخصۃ فقد اصاب منہ الشیطان من الاضلال فکیف من اصر علی بدعۃ ومنکر انتہیٰ۔ اور فتاویٰ عالمگیریہ میں ہے و ما یفعل عقیب الصلوٰۃ مکروہ لان الجہال یعتقدونہا سنۃ او واجبۃ وکل مباح یودی الیہ فمکروہ انتہیٰ۔ پس اولاً تو یہی ثابت ہوچکا کہ اس قیام کا ثبوت ہی کہیں احادیث و آثار سے قولاً فعلاً تقریراً ہرگز کہیں نہیں ہو سکتا تو یہ امر خود محدث ہو گیا اگر فرضاً کچھ ہو بھی جاوے تو واجب سنت مستحب تو کسی طرح نہیں ہو سکتا کیونکہ واجب عمل کو نص قطعی الثبوت ظنی الدلالۃ سے یا ظنی الثبوت قطعی الدلالۃ سے ثابت ہووے اور یہاں قیام کے باب میں کوئی نص ہی نہیں نہ قوی نہ ضعیف

اور سنت اس حکم کو کہتے ہیں کہ مواظبت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یا خلفاء راشدین کی اس پر ثابت ہوئی اور
قیام کے باب میں جب کچھ ثبوت ہی نہیں اور فعل اسکا ایک بار بھی ثابت نہیں تو سنت کیا مستحب و مندوب
بھی نہیں ہو سکتا نہایت الامر اگر کوئی عرق ریزی کرے تو جواز اباحت تک نوبت آویگی مگر مباح کو سنت
واجب جاننے سے پھر بدعت و منکر ہو جاویگا جیسا کہ قول ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ و
روایت عالمگیریہ سے واضح ہو گیا۔ بہر حال اس قیام کو واجب کہنا حرام ہے اور کہنے والا فاسق و مرتکب کبیرہ
کا ہے کیونکہ جس فعل کو شارع منع فرما دے وہ اسکو واجب کہتا ہے تو محض مخالفت شریعت غرا کی ہوئی

قال اللہ تعالیٰ و من یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الہدیٰ و یتبع غیر سبیل المؤمنین نولہ ما تولی و نصلہ جہنم
و ساءت مصیرا۔ (ترجمہ) جو شخص مخالفت کرے رسول کی بعد ظاہر ہونے ہدایت کے اور تابع ہو غیر
راہ سب مومنین کے ہم حوالہ کرینگے اسکے جسکو اسنے لیا اور داخل کرینگے ہم اسکو جہنم میں اور بُرا ٹھکانا
پہنچا۔ الحاصل قیام وقت ذکر ولادت کے یا یہ وجہ ہے کہ یہ لوگ کسی روایت موضوعہ کو سند جواز
کرتے ہیں یا کسی قول یا فعل کسی بزرگ سے متمسک ہوتے ہیں سو معلوم ہو چکا کہ موضوعات اور
اقوال و افعال بزرگاں سے ندب بھی ثابت نہیں ہوتا جبتک کوئی دلیل شرعی نہ ہووے تو ایسی
صورت میں ہرگز ندب وغیرہ کا ثبوت نہیں اور جو بزعم خود وہ ثابت جان رہے ہیں تو تاہم در صورت واجب
و مؤکد جاننے کے بدعت ہو جاویگا یا یہ وجہ ہے کہ روح پاک علیہ السلام کے جو عالم ارواح سے عالم شہادت
میں تشریف لائے اسکی تعظیم کو قیام ہے تو یہ بھی محض حماقت ہے کیونکہ اس وجہ میں قیام کرنا وقت وقوع
ولادت شریفہ کے ہونا چاہئے اب ہر روز کونسی ولادت مکرر ہوتی ہے پس یہ ہر روز اعادہ ولادت
تو مثل ہنود کے کہ سانگ کنہیا کی ولادت کا ہر سال کرتے ہیں یا مثل روافض کے نقل شہادت اہل بیت
ہر سال بناتے ہیں معاذ اللہ سانگ آپکی ولادت کا ٹھیرا اور یہ خود حرکت قبیحہ قابل لوم و حرام و فسق ہے
بلکہ یہ لوگ اس قوم سے بڑھ کر ہوئے وہ تو تاریخ معین پر کرتے ہیں انکے یہاں کوئی قید نہیں جب
چاہیں یہ خرافات فرضی بناتے ہیں اور اس امر کے شرع میں کہیں نظیر نہیں کہ کوئی امر فرضی ٹھیرا کر
حقیقت کا معاملہ اسکے ساتھ کیا جاوے بلکہ یہ شرع میں حرام ہے لہذا اس وجہ سے یہ قیام حرام ہوا اور
موجب تشابہ کفار و فساق کا ٹھیرا یا یہ وجہ ہے کہ ان مبتدعین کے زعم فاسد میں روح پر فتوح علیہ الصلوٰۃ
کی اس مجلس پر شر مجمل معاصی و غیر مشروعات و مجمع فساق و فجار و محضر بدعات میں تشریف
لاتی ہے معاذ اللہ تو اگر یہ عقیدہ ہے کہ آپ عالم غیب ہیں تو یہ عقیدہ خود شرک ہے قرآن میں ہے و عندہ
مفاتح الغیب لا یعلمہا الا ہو الخ و لو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر و ما مسنی السوء الخ یعنی اللہ ہی کے

پاس ہیں کنجیں غیب کی سوائے اُسکے اُنکو کوئی نہیں جانتا الخ اور اگر میں جانتا غیب کو تو بہت کچھ ذخیرہ خیر کا
کر لیتا اور برائی مجھکو نہ چھوتی الخ پس بایں عقیدہ قیام کرنا خود شرک ہو گیا اور جو عالم غیب نہیں کہتے مگر دوسری
دلیل و وجہ تشریف آوری کی ہے تو خوب سمجھ لو کہ باب عقائد میں نص قطعی واجب ہے احاد و ظنیات کا امر
عقیدہ کا ثبوت ہرگز نہیں ہو سکتا چہ جائیکہ ضعاف و موضوعات سے تو باب تشریف آوری میں کونسی
روایت قطعی ہے جس پر یہ عقیدہ کیا جاوے تو بس یہ عقیدہ محض اتباع ہوا و کید شیطان ہے ایسی صورت
میں یہ قیام بایں زعم گناہ کبیرہ ہوگا۔ الحاصل یہ قیام صورت اولیٰ میں بدعت و منکر اور دوسری صورت
میں حرام و فسق تیسری صورت میں کفر و شرک ہے چوتھی صورت میں اتباع ہوا و کبیرہ ہوتا ہے پس کسی وجہ سے
مشروع و جائز نہیں پھر اسکو واجب کہنا صریح مخالفت شارع کی کرکے کافر و فاسق ہونا ہے نجانا
اللہ تعالیٰ فقط واللہ تعالیٰ اعلم اور ضمن تقریر سے اہل فہم کو یہ بھی واضح ہو گیا کہ خود یہ مجلس میلاد ہمارے
زمانہ کی بدعت و منکر ہے اور شرعاً کوئی صورت جواز اسکی نہیں ہو سکتی واللہ الہادی الی سبیل
الرشاد فقط کتبہ الراجی رحمۃ ربہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

ابو مسعود رشید احمد

الجواب صحیح — محمد حسن ۱۲
الجواب صحیح — محمد علی رضا عفی عنہ
الجواب صحیح والمجیب مصیب — محمد اسمٰعیل عفی عنہ گنگوہی
الجواب صحیح — امیر حسن عفی عنہ گنگوہی
الجواب صحیح ثابت بما تفوہ الشیخ — عنایت الٰہی عفی عنہ سہارنپوری

الجواب صحیح حق بلا ریب کانہ سیف قاطع عنق المبتدعین فی المتعصبین — احمد علی

حاشیہ ۱؎ چنانچہ شیخ عمر بن محمد نے سنہ ۶۰۴ھ میں اس بدعت سیئہ کو شہر موصل میں اولاً ایجاد کیا
اور ابتداء اس عمل منکر کا اُسی سے ہی ہوا پھر چند علماء طالب الدنیا اور چند امیروں بدعت دوست نے اس
شخص مذکور کا اس امر میں اقتدا کیا اور بدعت کو بڑا رواج دیا اور سب میں بڑا ان امیروں مبتدعین میں سے
بادشاہ شہر اربل کا ملک مظفر ابو سعید کوکری تھا جیسا کہ کہا امام احمد بن محمد بن بصری مالکی نے کتاب قول
معتمد میں و ہہنا قد اتفق علماء المذاہب الاربعۃ علی ذم العمل المذکور منہم العلامۃ معز الدین حسن الخوارزمی
قال فی تاریخہ ان صاحب اربل الملک المظفر ابو سعید الکوکری کان ملکا مسرفا یامر علماء زمانہ ان یعملوا باستنباطہم
واجتہادہم وان لا یتبعوا المذہب غیرہم حتی مالت الیہ جماعۃ من العلماء وطائفۃ من الفضلاء فیحتفل لمولد
النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الربیع الاول وہو اول من احدث من الملوک ہذا العمل وقال ابو الحسن علی بن
الفضل المقدسی المالکی فی کتابہ جامع المسائل ان عمل المولد لم ینقل عن السلف الصالح وانما احدث
بعد القرون الثلثۃ فی الزمان الطالح ونحن لا نتبع الخلف فیما اہملہ السلف لانہ یکفی بہم الاتباع فای حاجۃ
لنا الی الابتداع (ترجمہ) اور باوجود اسکے چاروں مذہب کے عالموں نے اتفاق کیا ہے اس بات پر کہ

یہ عمل مولود کا بالکل مذموم اور مردود ہے منجملہ ان علماء کے ایک بہت بڑے عالم علامہ نصیر الدین حسن نجم رازی
ہیں وہ اپنی کتاب تاریخ میں لکھتے ہیں کہ اربل کا بادشاہ ملک مظفر ابو سعید کوکری ایک بادشاہ مسرف تھا
اپنے وقت کے علماء کو حکم دیتا تھا کہ تم لوگ اپنے قیاس اور اجتہاد پر عمل کرو اور کسی دوسرے مذہب کی
پیروی نہ کرو پس یہانتک اسکا اثر ہوا کہ ایک گروہ عالموں کا اور ایک جماعت فاضلوں کی اسکی طرف
متوجہ ہوگئی اور یہ بادشاہ مجلس مولود ربیع الاول کے مہینے میں کیا کرتا تھا اور اول اسی بادشاہ نے
بادشاہوں میں سے اس عمل مولود کو نکالا اور رواج دیا اور کہا امام ابو الحسن علی ابن الفضل مقدسی مالکی نے
اپنی کتاب جامع المسایل میں کہ عمل مولود کا نہیں منقول ہے سلف صالح میں سے بلکہ بعد قرون ثلثہ
کے بڑے لوگوں کے زمانہ میں یہ امر ایجاد کیا گیا ہے اور جس کام کو پہلے لوگوں نے نہیں کیا ہو اسمیں ہم
پچھلے لوگوں کی تابعداری نہ کرینگے کیونکہ ہم کو اگلے لوگوں کا اتباع کافی و وافی ہے پس کیا حاجت
ہے ہمکو نئے کام بدعت نکالنے کی یا اسپر عمل کرنے کی ۱۲ ابو ایوب غفر اللہ الذنوب

سوال کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ مولود خوانی و مدح سرور
کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ایسی ہیئت سے کہ جس مجلس میں امردان خوش الحان خوانندہ ہوں مع زیب و
زینت شیرینی و روشنی ہائے کثیرہ اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اشعار میں مخاطب حاضر ہوں جائز
ہے یا نہیں اور قیام وقت ذکر ولادت صلعم کے جائز ہے یا نہیں اور حاضر ہونا مفتیان کا ایسی
مجلس میں جائز ہے یا نہیں اور نیز بروز عیدین و پنجشنبہ وغیرہ کے آگے طعام سامنے رکھکر اسپر فاتحہ وغیرہ
ہاتھ اٹھا کر پڑھنا اور ثواب اسکا اموات کو پہنچانا جائز ہے یا نہیں اور نیز بروز سوم میت کے
لوگوں کو جمع کرکے قرآن خوانی و کلمہ طیبہ چنوں بھنوں پر مع پنج آیت کے و شیرینی تقسیم کرنا بحدیث
نبوی صلے اللہ علیہ وسلم جائز ہے یا نہیں؟ **جواب** انعقاد محفل میلاد اور قیام وقت ذکر
پیدائش آنحضرت صلعم کے قرون ثلثہ سے ثابت نہیں ہوا پس یہ بدعت ہوا اور علی ہذا القیاس
بروز عیدین و پنجشنبہ وغیرہ میں فاتحہ مع ہاتھ اٹھا کر لیا نہیں گیا البتہ نیابۃ عن المیت بلا تخصیص
ان امور مرقومہ سوال کے لئے مساکین و فقرا کو دیکر ثواب پہنچانا اور دعاء استغفار کرنے میں امید منفعت
ہے اور ایسا ہی حال سوم دہم چہلم وغیرہ اور پنج آیت اور چنوں اور شیرینی وغیرہ کا عدم ثبوت حدیث
اور کتب فقہیہ سے خلاصہ یہ کہ بدعات مخترعات ناپسند شرعیہ ہیں حفظنا اللہ عنہا بشرف سید الکونین
بطفیل النبی الکریم الٰہی بخش۔ محمد محمود مدرس اول دیوبند۔ الجواب صحیح کتبہ محمد احسن صدیقی۔ شریف حسین دہلوی۔
محمد احمد سید ابو الحامد۔ الجواب صحیح محمد محمود دیوبندی عفی عنہ۔ محمد یعقوب۔ محمد حسن صدیقی۔ محمد عبد الحمید۔ اصاب المجیب احمد حسن

ہذہ المسئلہ صحیح و منکرہ فضیح محمد مراد عفی عنہ۔ جوابات سب صحیح ہیں قال رسول اللہ صلعم کل بدعۃ ضلالۃ و کل
ضلالۃ فی النار حسن علی عفی عنہ جواب ہذہ المسئلہ صحیحۃ کتبہ فقیر محمد عبد الخالق دیوبندی عفی عنہ۔
اصاب من اجاب۔ ناظر حسن عفی عنہ دیوبندی۔ ایں مسائل حق اند نمقہ فقیر محمد موسیٰ۔ الجواب صحیح
محمد ابو الحسن عفی عنہ حضرت کی نسبت یہ اعتقاد رکھنا کہ جہاں مولود پڑھا جاتا ہے وہاں تشریف لاتے ہیں
شرک ہے ہر جگہ موجود خدا تعالیٰ ہے اللہ سبحانہ نے اپنی صفت دوسرے کو عنایت نہیں فرمائی واللہ اعلم عبد الجبار
عمرپوری عفی عنہ مدرس مدرسہ مطلع العلوم میرٹھ۔ ایسی مجلس ناجائز ہے اور اس میں شریک ہونا گناہ ہے
اور خطاب جناب فخر عالم علیہ السلام کو کرنا اگر حاضر و ناظر جان کر کرے کفر ہے ایسی محفل میں جانا اور شریک ہونا
ناجائز ہے اور فاتحہ بھی خلاف سنت ہے اور سیوم بھی کہ یہ سب ہنود کی رسوم ہیں۔ البتہ ثواب پہنچانا اموات
کو بلا قید روا ہے اسکا مضائقہ نہیں فقط واللہ تعالیٰ اعلم رشید احمد عفی عنہ گنگوہی۔ البتہ یہ امور شرع سے ثابت
نہیں ہوئے۔ احمد حسن عفی عنہ مدرس ثانی سہارنپور۔ بعد الحمد والصلوٰۃ کے ہویدا ہو کہ التزام مجلس میلاد بلا قیام و
روشنی و تقاسیم شیرینی و قیودات لا یعنی کی ضلالت سے خالی ہے و علی ہذا القیاس سوم و فاتحہ بر طعام کہ قرون
ثلثہ میں نہیں پائی گئی چنانچہ ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ قال الطیبی فیہ من اصر علی امر مندوب و جعلہ عزما
ولم یعمل بالرخصۃ فقد اصاب منہ الشیطان من الاضلال فکیف من اصر علی بدعۃ او منکر و ہذا المحل تذکر الذین یصرون
علی الاجتماع فی الیوم الثالث للمیت و یرونہ ارجح من الحضور للجماعۃ و نحوہ۔ پس ایسے مقامات میں اتقیا کیا
عوام مومنین کو بھی شامل ہونا جائز نہیں ہے ان امور کے بدعت ہونے میں کوئی شک نہیں۔ محمد امیر باز خاں۔
اور اس کا ثبوت احادیث سے واضح ہے۔ عزیز حسن عفی عنہ۔ امور مذکورہ میں شامل ہونا ناجائز ہے
کیونکہ یہ امور منکرات سے ہیں۔ مشتاق احمد۔

نقل عبارت فتویٰ مجلس مولود مع مواہیر علماء دہلی

یہ مجلس جو متعارف ان شہروں میں ہے بدعت اور مکروہ ہے اسلئے کوئی دلیل دلائل شرعیہ یعنی کتاب
اور سنت اور قیاس اور اجماع امت سے اسکے ثبوت پر قائم نہیں ہے اور جو امر کہ ایسا ہو وہ بدعت سیئہ و
ناشروع ہوتا ہے اور ادنیٰ درجہ بدعت سیئہ اور غیر مشروعہ کا مکروہ ہے۔ قال ابن الحاج فی المدخل و من
جملۃ ما احدثوہ من البدع مع اعتقادہم ان ذلک من اکبر العبادات و اظہار الشعائر ما یفعلونہ فی شہر
الربیع الاول من المولود و قد احتوی ذلک علی بدع و محرمات انتہی و قال تاج الدین الفاکہانی فی رسالتہ
لا اعلم لہذا المولد اصلا فی کتاب و لا سنۃ و لا ینقل عملہ عن احد من العلماء الائمۃ الذین ہم القدوۃ فی الدین
المتمسکون باثار المتقدمین بل ہو بدعۃ احدثہا البطالون و شہوۃ نفس اعتنی بہا الاکالون۔ انتہی۔

(دستخ مجیبہ) کہا امام ابو عبداللہ بن الحاج نے بیچ کتاب مدخل کے منجملہ ان بدعتوں کے جنکو لوگ اپنی طرف سے ایجاد کرتے ہیں اور باوجود اسکے انکو بہت بڑی عبادت اور رسوم اسلام کی سمجھتے ہیں ایک یہ ہے کہ ماہ ربیع الاول میں مجلس مولود شریف کی کرتے ہیں اور حالانکہ یہ کتنی ہی بدعتوں اور حرام باتوں کو شامل کر ختم ہوا کلام ابن حاج کا اور کہا امام الائمہ شمس الائمہ امام تاج الدین فاکہانی نے اپنے رسالہ میں کہ نہیں جانتا میں اس مجلس مولود کی کچھ اصل کتاب اور سنت میں اور نہیں نقل کیا گیا کرنا اسکا کسی سے علماء امت میں سے جو کہ پیشوا ہے دین اور چنگل مارنیوالے ہیں ساتھ آثار اگلوں کے بلکہ یہ بدعت ہے ایجاد کیا اسکو بیہودہ لوگوں نے اور خواہش نفسانی ہے کہ ارادہ کیا اسکا غرگول پیٹ کے کنتوں بہت کھانے والوں نے

نجانا اللہ منہم واعاذنا اللہ من شرورہم آمین بچاوے اللہ ہمکو ان لوگوں سے اور پناہ میں رکھے ہم کو ان کی شرارتوں سے آمین جواب صحیح است حسبنا اللہ بس حفیظ اللہ محمد عبد الرب۔ مہر مولوی عبد الرب واعظ دہلوی بانی جامع مسجد سہارنپور۔ سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی۔ فقیر خواجہ ضیاء الدین احمد دہلوی۔ مہر نواب قطب الدین خان صاحب دہلوی۔ محمد قطب الدین۔ الجواب صحیح محمد قطب الدین عفی عنہ بن قاضی محمد سراج الدین مرحوم ساکن سکندرآباد۔ کما قال استادی مخدومی مولوی اولاد حسن قنوجی۔ مجلس مولود ایجاد کی یہ بھی غرض بدعت ہے آبادی۔ الجواب صحیح الجواب صحیح اصاب من اجاب ھذا الجواب صحیح

عبد الحمید عفی عنہ محمد صدیق پشاوری محمد حسن ساکن تیترو ضلع سہارنپور عبد الرزاق

المجیب مصیب محمد اسمٰعیل۔ ہذا الجواب مع الاسناد صحیح امیدوار مغفرت غفار سرفراز علی یغفر اللہ لہ۔ جواب صحیح ہے المسکین محمد عبد القادر ساکن ضلع انبالہ۔ ہذا الجواب صحیح چنانچہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی جناب مخدومنا قدس سرہ در مکتوب دو بست و ہفتاد و سوم کہ بمرزا حسام الدین صدور یافتہ تحریر میفرمایند در حق مولد حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کہ مرزا حسام الدین استفسار با آنحضرت کردہ بود خلاصہ عبارت این است کہ بنظر انصاف بینند کہ اگر فرضاً حضرت ایشاں دریں زمان در دنیا زندہ میبودند و ایں مجلس و اجتماع منعقد می شد آیا بایں امر راضی میشدند و ایں اجتماع را می پسندیدند یا نہ یقین فقیر آنست کہ ہرگز ایں معنی را تجویز نمی فرمودند بلکہ انکار می نمودند مقصود فقیر اعلام بود قبول کنند یا نہ کنند انتہیٰ

کلامہ۔ العبد محمد مسعود نقشبندی مجددی ہکذا وجدت فی مکتوب الامام الہمام قدس سرہ فاستمع انہ الحق مبین و منکرہ من الضالین ونحن علی ذلک من الشاہدین انا العبد اقل الثقلین محمد حسین پنجابی بٹالوی۔

(دستخ مجیبہ) یہ جواب صحیح ہے چنانچہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی جناب مرشدنا و مخدومنا قدس سرہ اپنے مکتوب دو سو تہتر ویں میں جو کہ مرزا حسام الدین کے نام صادر ہوا تھا اور مجلس مولود کے باب میں

مرزا حسام الدین نے جو حضرت ممدوح سے سوال و استفسار کیا تھا اسکا جواب اسمیں تحریر فرماتے ہیں خلاصہ جواب کا یہ ہے کہ نظر انصاف سے دیکھیں کہ اگر فرضاً حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس زمانہ میں دنیا میں زندہ ہوتے اور اس مجلس اور اجتماع کو کہ منعقد ہوتا ہو دیکھتے آیا اس امر سے آپ راضی ہوتے اور اس اجتماع کو پسند فرماتے یا نہ اور یقین فقیر کا تو یہ ہے کہ ہرگز اس امر کو آپ جائز نہ فرماتے بلکہ انکار کرتے اور برا سمجھتے۔ مقصود فقیر کا اس سمجھنے سے پہنچانا اور جتلانا حکم کا ہے آگے چاہو قبول کرو یا نہ کرو۔ پورا ہوا کلام انکا۔ العبد محمد مسعود نقشبندی مجددی۔ اسی طرح پایا میں نے مکتوب امام ہمام قدس سرہ میں پس کان لگا کر سن لے اس حکم کو اور مان لے اسکو یہی حق ہے بیشک اور منکر اسکے بدعت ہونیکا البتہ گمراہوں میں سے ہو گا اور ہم بھی اسکو بدعت ہونے پر گواہ ہیں۔ سالعباد و نام جو کمترین ثقلین کا محمد حسین ہے رہنیوالا بٹالہ ملک پنجاب کا۔ ہوالمطلب

سوال کیا فرماتے ہیں علماء دین اور مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں اگر کوئی امام مسجد عرس میلہ میں جاتا ہو اور راگ مزامیر سنتا ہو اور اسکو اچھا بھی کہتا ہو تو ایسے شخص کے پیچھے نماز ہوتی ہے یا نہیں اور جو شخص راگ غیرہ کو سنتا ہے مگر اسکو اچھا نہیں سمجھتا تو ایسے شخص کو امام مسجد بنانا اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا شرع محمدی میں جائز ہے یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب یہ خود ظاہر ہے کہ عرس کرنا اور عرس میں جانا درست نہیں قاضی ثناء اللہ رحمہ اللہ نے تفسیر مظہری میں عرس کو منع لکھا ہے۔ لا یجوز ما یفعلہ الجہال بقبور الاولیاء والشہداء من السجود والطواف واتخاذ السرج والمساجد الیہا ومن الاجتماع بعد الحول کالاعیاد و یسمونہ عرسا اور مزامیر کا سننا بھی ممنوع ہے حرمت کی مزامیر کتب اعلیٰ و حدیث فقہ و قرآن شریف سے ثابت ہے اور یہ مجمع فساق و فجار کا ہے جو شخص ایسے مجمع میں شریک ہوویگا وہ فاسق ان جیسا ہوویگا گو وہ مرتکب ان افعال کا نہ ہو مگر تکثیر اور مصداق لقولہ علیہ السلام من کثر سواد قوم فہو منہم کا نبیگا پس ایسے شخص کا امام بنانا نہیں چاہئے کہ صالح آدمی کو امام مقرر کرنا چاہئے واللہ اعلم وعلمہ اتم کتبہ الراجی رحمۃ ربہ القوی پیر محمد پھلپوری عفی عنہ صد شکر کہ من پیر محمد ۱۲۹۹ دارم۔ الجواب صحیح رشید احمد گنگوہی۔ الجواب صحیح عنایت الٰہی مدرس سہارنپور۔ الجواب صحیح اور مناہی عرس و میلہ کی اور جو چیزیں اسکے اندر ہوتی ہیں انکی ممانعت احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ فرمایا لا تجعلوا قبری عیدا کہا صاحب مجمع اور طیبی نے معنے اسکے یہ ہیں کہ مت بناؤ زیارت قبر میری کو عید یعنی مت جمع ہو تم میری قبر کی زیارت کے لئے ایسے اہتمام سے کہ جیسے تم عید کے لئے جمع ہوتے ہو کیونکہ وہ دن کھیل اور خوشی اور زینت کا ہے اور حال زیارت کا خلاف اسکے ہے یعنی زیارت میں چاہئے کہ رنج اور عاجزی اور خوف خدا ہو نہ کہ خوشی و زینت ہو کیونکہ یہ عادت تھی اہل کتاب کی سو اسی سبب سے ہو گئے وہ سخت دل اور یہی عادت تھی بت پرستوں کی یہانتک کہ

انہوں نے پوجا مردوں کی انتہی اور فرمایا لعن اللہ زائرات القبور والمتخذین علیہا السرج والمساجد یعنی اللہ کی لعنت ہے زیارت کرنیوالیوں عورتوں پر اور ان لوگوں پر جو رکھتے ہیں قبروں پر چراغ اور کرتے ہیں انکو سجدہ اور حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے مکتوب دو صد و شصت جلد اول اپنے مکتوبات میں لکھا ہے۔

وحکی عن ابی نصر الدبوسی عن القاضی ظہیر الدین الخوارزمی من سمع الغناء من المغنی وغیرہ او یری فعلا من الحرام فیستحسن ذلک باعتقاد او بغیر اعتقاد و یصیر مرتدا فی الحال بناء علی انہ ابطل حکم الشریعۃ ومن ابطل حکم الشریعۃ فلا یکون مومنا عند کل مجتہد ولا یقبل اللہ تعالی طاعتہ واحبط اللہ کل حسناتہ یعنی حکایت کیگئی ہے ابو نصیر دبوسی سے انہوں نے قاضی ظہیر الدین خوارزمی سے کہا جسنے سنا راگ ڈوم یا مجرد عطائی سے یا دیکھا کسی کار حرام کو پس اس راگ یا کار حرام کو اچھا کہتا ہے اعتقاد سے یا بغیر اعتقاد سے پس یہ شخص ہو جاویگا مرتد اسیوقت کیونکہ اسنے باطل کردیا حکم شریعت کو وہ نہیں رہیگا مومن کسی مجتہد کے نزدیک اور نہیں قبول کریگا اللہ تعالی عبادت اسکی کو اور نابود کریگا ہر نیکی اسکی انتہی۔ ترجمہ کلام امام ربانی پس اگر یہ شخص اس واہیات عرس و میلہ کو اچھا جانتا ہے تو اسکے ایمان ہی میں خلل ہے پھر نماز اسکے پیچھے کیسے جائز ہوگی واللہ اعلم کتبہ الضعیف محمد امیر باز خاں واعظ جامع مسجد سہارنپور

الجواب حسن صحیح — والحق احق ان یتبع — جواب صحیح ہے — الجواب صحیح محمد یعقوب النانوتوی عفی عنہ

ناظر حسن عفی عنہ دیوبندی — ثابت علی عفی عنہ — مشتاق احمد — محمد یعقوب

الجواب صحیح — محمد امیر باز خاں — الجواب حق فماذا بعد الحق الا الضلال

ابو الحسن — واعظ جامع مسجد سہارنپور — عبد الجبار عمر پوری عفی عنہ

سوال کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین ان دو مسئلوں میں۔

مسئلہ اول یہ ہے کہ جناب مولوی محمد اسمٰعیل صاحب مرحوم جو ہمراہ جناب سید احمد صاحب مرحوم براہ خداوند کریم شہید ہوگئے تھے انکو مردود کہنا اور بے ایمان کافر کہنا مذہب جناب امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ میں درست ہے یا نہیں اور اگر نادرست ہے تو مردود اور بے ایمان اور کافر کہنے والا گنہگار کس درجہ کا ہے۔

مسئلہ ثانی یہ ہے کہ جو کتاب تقویۃ الایمان کہ مشہور ہے اسمیں آیات الٰہی و حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ترجمہ جناب مولوی محمد اسمٰعیل صاحب مرحوم یا دیگر کسی عالم نے کیا ہو وہ کتاب اچھی سمجھکر اپنے پاس رکھنے سے کافر ہوتا ہے یا نہیں۔

الجواب جواب مسئلہ اولیٰ کا یہ ہے کہ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب عالم صالح متقی بدعت کے قلع کرنیوالے سنت کے جاری کرنیوالے اور قرآن و حدیث پر پورا پورا عمل کرنیوالے تھے اور خلق کو ہدایت کرنیوالے تھے تمام عمر اسی حال میں رہے اور آخر جہاد میں کفار کے ہاتھ سے شہید ہوکر

پس جس کا ظاہر حال ایسا ہووے وہ ولی اور شہید اور جنتی ہے حق تعالی فرماتا ہے۔ ان اولیاءہ الا المتقون۔ (ترجمہ) نہیں اولیاء اللہ مگر متقی۔ سو موافق اس آیت کریمہ کے مولوی صاحب ممدوح ولی ہوئے ہیں اور حسب فرمائے حدیث من قاتل فی سبیل اللہ فواق ناقۃ وجبت لہ الجنۃ کے وہ شہید جنتی ٹھہرے۔ پس جو کوئی ایسا ہو کہ ساری عمر تقوی کے ساتھ رہے اور فی سبیل اللہ شہید ہو وہ قطعی اہل جنت ہے اور ولی شہید ہے ایسے شخص کو مردود کہنا خود مردود ہونا ہے اور ایسے مومن کو کافر کہنا خود کافر ہونا ہے حق تعالی فرماتا ہے من عادلی ولیا فقد اذنتہ بالحرب (ترجمہ) جسنے عداوت کی میرے ولی سے تو میں اسکو اطلاع کرتا ہوں اپنی لڑائی کرنے کی۔ پس دیکھو خدا تعالے سے لڑائی کرنیوالا کون ہوتا ہے بہرحال ایسے عالم مقبول کو مردود و کافر کہنا سب ائمہ کے نزدیک قریب کفر کے ہے اور حق یہ ہے کہ مولوی صاحب سے اہل بدعت کو اسواسطے عداوت ہے کہ انہوں نے بدعات کو اکھاڑا اور بدعتیوں کے بازار کو بے رونق کردیا اسلئے سب و شتم کرتے ہیں جیسا روافض شیخین اور اہل سنت میں سے شاہ عبد العزیز صاحب اور اہل تصنیف رد روافض کو لعن کرتے ہیں سو مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کو لعن کرنیوالے ملعون ہیں کہ حدیث میں ہے جو کوئی کسی کو لعن کرتا ہے اگر وہ محل لعن نہیں تو کرنیوالے پر لعنت الٹ کر آتی ہے اور معلوم ہوچکا ہے کہ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب مہبط رحمت الٰہی ہیں تو بالضرور لعنت کرنیوالے اسکے ملعون ہیں واللہ تعالی اعلم۔

جواب سوال دوم۔ کتاب تقویۃ الایمان نہایت عمدہ کتاب ہے اور رد شرک و بدعت میں لاجواب ہے استدلال اسکے بالکل کتاب اور احادیث سے ہے اسکا رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام اور موجب اجر کا ہے اسکے رکھنے کو جو کفر کہتا ہے خود یا کافر ہے یا فاسق بدعتی ہے۔ اگر اپنے جہل سے کوئی کتاب کی خوبی کو نہ سمجھے تو اس کا قصور فہم ہے کتاب اور مؤلف کتاب کی کیا تقصیر ہے

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

بڑے بڑے عالم اہل حق اسکو پسند کرتے ہیں اور رکھتے ہیں اگر کسی گمراہ نے اسکو برا کہا تو وہ خود ضال اضل ہے فقط واللہ تعالی اعلم۔ کتبہ الراجی رحمۃ ربہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

الجواب صحیح محمد حسن۔ الجواب صحیح محمد علی رضا عفی عنہ۔ الجواب صحیح والمجیب مصیب محمد اسمٰعیل عفی عنہ گنگوہی

الجواب صحیح — الجواب صحیح ثابت موافق بالشرع

امیر حسن گنگوہی عفی عنہ — عنایت الٰہی عفا عنہ سہارنپوری

ہذا الجواب صحیح حق بلاریب کانہ سیف قاطع عنق المبتدعین المتعصبین احمد علی

عبارت فتویٰ مولوی عبدالرب صاحب واعظ دہلوی

مولوی اسمٰعیل حاجی شہید فی سبیل اللہ المجاہد فی اللہ کا حال جو اپنے والد ماجد مولوی محمد عبدالخالق مرحوم سے اور علماء سے جو سنا گیا وہ ایسا نہیں ہے کہ صفحۂ قرطاس اسکی تحریر کو وفا کرے حضرات کو انکے اشتیاق میں یہی کہنا مناسب ہے ؎ وہ صورتیں الٰہی کس ملک بستیاں ہیں ۔ اب جنکے دیکھنے کو آنکھیں ترستیاں ہیں
اور انکے وصف قرآن شریف اور حدیث سے ثابت اور ظاہر ہوتے ہیں ان الذین آمنوا والذین ہاجروا وجاہدوا فی سبیل اللہ اولئک یرجون رحمۃ اللہ واللہ غفور رحیم پھر ایسے شخص کو جو کافر کہے وہ تو ملک خسران اور ضلال میں ہے ینبغی ان یتوب بعدہ ان یتوب اللہ علیہ۔ مہر عمدۃ الواعظین مولوی عبدالرب صاحب دہلوی محمد عبدالرب
جو کوئی مولوی اسمٰعیل صاحب کی ایسے کو کافر کہتا ہے وہ خود کافر ہے اور مصداق ہے حدیث من عادی لی ولیاً فقد بارزنی بالمحاربۃ فقط محمد اکبر علیخاں مہر عبدالقادر دہلوی ہو القادر وخلاق الخیر
مولوی اسمٰعیل صاحب کی کافر کہنے والا کا کفر رجوع کرتا ہے طرف اسی کے۔ محمد عبدالحکیم ساکن عظیم آباد پٹنہ مکفر مولوی اسمٰعیل صاحب کا خود کافر ہے۔ حررہ خادم حسین عفی عنہ ساکن اعظم گڑھ۔ مکفر مولانا مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کا خود کافر ہے
حررہ عبد المفتاق الی اللہ الہادی الاحد المدعو بہ بخشش احمد القاضی فوری عفی عنہ بخشش احمد قاضی فوری۔
مکفر مولوی اسمٰعیل صاحب کا خود کافر مردود ہے۔ تقویۃ الایمان سراسر خلاصہ قرآن و حدیث ہے۔ حررہ محمد اسد علی متوطن اسلام آباد در اضلاع کلکتہ صدر اسد علی مکفر مولوی اسمٰعیل صاحب کا خود کافر ہے راقم سید محمد ابراہیم غفراللہ ساکن ...
واضح ہو کہ مجھ کو درباب کرنے میلاد شریف وقیام بوقت پیدائش آں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تردد رہتا تھا آیا کرنا چاہیے یا نہیں لیکن دیکھنے فتویٰ مولوی احمد علی صاحب محدث سہارنپوری و مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی اور تحریر ابوالحسن علی ابن الفضل مقدسی مالکی کی سے کہ وہ اپنی کتاب جامع المسائل میں لکھتے ہیں کہ عمل مولد کا منقول نہیں ہے سلف کی صالحوں سے بلکہ بعد زمانہ قرون ثلثہ کے برے لوگوں کے زمانہ میں یہ امر ایجاد کیا گیا ہے ہم تو پچھلے لوگوں کی تابعداری کریں گے کیونکہ ہمکو اگلے لوگوں کا اتباع کافی وافی ہے اور لکھنا حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کا بوقت استفسار مرزا حسام الدین درباب مولد شریف کے مکتوب ۷۲ و ۲۳ میں اگر فرضاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس عالم دنیا میں زندہ ہوتے اس اجتماع کو پسند فرماتے یا نہیں نزدیک فقیر کے یہ ہے کہ ہرگز اس امر کو جائز نہ فرماتے بلکہ انکار فرماتے۔ پس دیکھنے تحریرات ان حضرات المتقدمین و متاخرین کی سے ثابت ہوا کہ یہ مجلس ایسی صورت پر جو بتکلفات کی جاتی ہیں اور اس میں قیام کو بھی بوقت بیان ولادت جائز رکھتے ہیں ہرگز ہرگز نہ ہونا چاہیے بیشک بدعت ہے غرضکہ جو کچھ تردد و شک مجھکو تھا بالکل رفع ہو گیا اب کچھ شک و شبہ باقی نہیں رہا ایسا ہی حال ہے رسوم سیوم و چہلم وغیرہ کا اور برا کہنا مولوی محمد اسمٰعیل صاحب شہید فی سبیل اللہ کو اور انکی کتاب کو گویا اپنی قبر انگاروں سے بھرنا ہے فقط

مہر مولوی محمد ہاشم

میر محمد کتب خانہ مرکز علم و ادب آرام باغ کراچی

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اما بعد۔ بخوف طوالت کتاب بہت سے ضروری مضامین اور تشریحات سے بھی ہم باز رہے۔ مگر یہاں میلاد اور قیام کے متعلق کچھ نہایت اہم باتیں قارئین کرام کے ذہن میں ڈال دینا ناگزیر ٹھہرا۔ اس لئے کہ ایک ایسا کام جسکا شریعت مطہرہ کے اندر نام و نشان تک موجود نہیں ہے۔ آج وہ شعار اسلام جیسا بن گیا اور تارکین طعن و تشنیع اور سب و شتم کے تختۂ مشق ہے۔ صرف یہی نہیں بلکہ تمام اکابر امت کو صرف اس جرم میں کافر تک کہنے میں کوئی کسر باقی نہیں رکھی گئی۔ اب جس کام کا ترک موجب سب و طعن اور باعث گالی گلوچ ہو ہم کو نہایت ٹھنڈے دل سے یہ غور کرنا ہے کہ از روئے شریعت اس کی کیا حقیقت ہے! بنا بریں اس موقع پر ہم از خود کوئی تفصیلی مقالہ یا مضمون لکھنے کی بجائے چند نامور محقق فضلاء اور اکابر امت کے چند اقتباسات نقل کرنے پر اکتفا کر رہے ہیں۔
امید قوی کہ طالب حق حضرات کیلئے یہ چند سطور برائے حصول تسلی و اطمینان کافی و شافی ہوں گے۔ اور جن حضرات کو سرے سے ان باتوں کو سننے کا بھی ارادہ نہیں انکا معاملہ ہم خدا کے سپرد کر کے انکی ہدایت کی دعا کرتے ہیں۔ ابھی آپ زمانہ حال کے ایک مشہور مصنف حضرت مولانا ابوالزاہد سرفراز خان صفدر نے میلاد کی حقیقت اور اس کی تاریخ کے متعلق جو رقم فرمایا ملاحظہ فرمائیے

محفل میلاد

بحوالہ المنہاج الواضح

اس میں شک و شبہ کی ادنیٰ گنجائش بھی نہیں ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشق و عقیدت اور محبت عین ایمان ہے اور آپ کی ولادت سے لے کر وفات تک زندگی کے ہر شعبہ کے صحیح حالات و واقعات اور آپ کے اقوال و افعال کو پیش کرنا باعث نزول رحمت خداوندی ہے۔ اور ہر مسلمان کا یہ فریضہ ہے کہ وہ آپ کی زندگی کے حالات کو معلوم کرے اور انکو مشعل راہ بنائے، سال کے ہر مہینہ میں اور مہینہ کے ہر ہفتہ میں اور ہفتہ کے ہر دن میں اور دن کے ہر گھنٹہ اور منٹ میں کوئی وقت ایسا نہیں جس میں آپ کی زندگی کے حالات بیان کرنے اور سننے ممنوع ہوں۔ یہ بات محل نزاع نہیں ہے۔ لیکن دیکھنا یہ ہے کہ ربیع الاول کی بارھویں تاریخ کو مقرر کر کے اس میں میلاد منانا، محفل اور مجلس منعقد کرنا، جلوس نکالنا یا اسی دن کو مخصوص کر کے فقراء اور مساکین کو کھانا کھلانا وغیرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہ کرام اور اہل خیر القرون سے ثابت ہے؟ اگر ثابت ہے تو کسی مسلمان کو اس میں پس و پیش کرنے کا ہرگز حق حاصل نہیں ہے۔ کیونکہ جو کچھ انہوں نے فعلاً یا تقریراً کیا وہی دین ہے اور اس کی مخالفت بے دینی ہے۔ تیئیس سال آپ بعد از نبوت قوم میں زندہ رہے اور تیس سال خلافت راشدہ کے گزرے ہیں اور پھر ایک دس ہجری تک حضرات صحابہ کرام کا دور رہا ہے۔ اور دو سو بیس برس تک اتباع تابعین کا زمانہ تھا۔ عشق ان میں کامل تھا محبت ان میں زیادہ تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا احترام اور تعظیم ان سے بڑھ کر کون کر سکتا ہے؟
اگر فریق مخالف ہمت کر کے ان سے یہ ثابت کر دے تو بسر و چشم اور بشوق دل باشاد۔ کسی مسلمان کو اس سے سر مو اختلاف نہیں ہو سکتا۔ لیکن اگر فریق مخالف خیر القرون سے اس کا ثبوت پیش نہیں کر سکے اور تاقیامت نہیں کر سکے گا، تو سوال یہ ہے کہ باوجود

تحریک اور سبب کے یہ مبارک کام اور کار ثواب اس وقت کیوں نہ ہوا؟ اور آج یہ کیسے کار ثواب اور مبارک ہو گیا ہے؟ بس صرف اسی ایک نقطہ پر نگاہ جما کر دو ٹوک فیصلہ کرنا چاہیئے۔ وہ تمام فوائد و برکات اور منافع اس وقت بھی تھے جن کو آج اہل بدعت حضرات بیان کرتے ہیں ان کو صرف اور صرف اس مرکزی نقطہ پر نگاہ جمانی چاہیے تھی کہ جو کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور اہل خیر القرون نے کہا اور کیا وہی دین ہے اور بس۔ ؎

بمصطفٰے برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست ٭ اگر باو نرسیدی تمام بولہبی ست

یہ یاد رہے کہ محفل میلاد و مجلس میلاد اور چیز ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نفس ذکر ولادت باسعادت اور شیٔ ہے۔ اول بدعت ہے اور ثانی مندوب و مستحب ہے۔ چنانچہ حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ (المتوفی ۱۳۲۳ھ) تحریر فرماتے ہیں:

"نفس ذکر ولادت مندوب ہے اور اس میں کراہت قیود کے سبب سے آئی ہے (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۰۳/۲) نیز لکھتے ہیں: نفس ذکر ولادت فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا مندوب ہے مگر بسبب انضمام ان قیود کے یہ مجلس ممنوع ہو گئی (ج ۲ ص ...)

اگر کسی عالی فہم کو نفس ذکر ولادت اور عقد مجلس اور محفل میلاد کا فرق سمجھ نہ آئے تو اس کا ہمارے پاس کیا علاج ہے؟

؎ آنکھیں اگر ہیں بند تو پھر دن بھی رات ہے ٭ اس میں بھلا قصور کیا ہے آفتاب کا۔

مجلس میلاد کی تاریخ

پوری چھ صدیاں گزر چکی تھیں کہ اس بدعت کا کہیں مسلمانوں میں رواج نہ تھا۔ یہ نہ تو کسی صحابی کو سوجھی نہ تابعی کو نہ کسی محدث کو اور نہ فقیہ کو، نہ کسی بزرگ کو اور کسی ولی کو یہ بدعت اگر سوجھی تو ایک مسرف بادشاہ کو اور اس کے ایک رفیق دنیا پرست مولوی کو، یہ بدعت ۶۰۴ھ میں موصل کے شہر میں مظفر الدین کوکری بن اربل (المتوفی ۶۳۰ھ) کے حکم سے ایجاد ہوئی جو ایک مسرف اور دین سے بے پروا بادشاہ تھا (دیکھئے ابن خلکان وغیرہ) اور امام احمد بن محمد مصری مالکی لکھتے ہیں کہ:

کان ملکا مسرفا یأمر علماء زمانه ان یعملوا باستنباطهم واجتهادهم وان لا یتبعوا المذهب غیرهم حتی مالت الیه جماعة من العلماء وطائفة من الفضلاء ویحتفل لمولد النبی صلی الله علیه وسلم فی الربیع الاول وهو اول من احدث من الملوك هذا العمل۔

وہ ایک مسرف بادشاہ تھا۔ علماء زمانہ سے کہا کرتا تھا کہ وہ اپنے استنباط اور اجتہاد پر عمل کریں اور غیر کے مذہب کی پیروی نہ کریں حتی کہ (دنیا پرست) علماء اور فضلاء کی ایک جماعت اسکی طرف مائل ہو گئی اور وہ ربیع الاول میں میلاد منعقد کیا کرتا تھا۔ بادشاہوں میں وہ پہلا شخص ہے جس نے یہ بدعت گھڑی ہے۔

(القول المعتمد فی عمل المولد)

اور یہ مسرف بادشاہ بیت المال اور رعایا کی لاکھوں کی رقم اس بدعت اور جشن پر صرف کر دیتا تھا اور اس نے رعیت کے قلوب کو اپنی طرف مائل کرنیکا ایک دینی ڈھونگ رچا رکھا تھا اور بے دریغ ملک اور قوم کی رقم کو اس طرح برباد کر دیا کرتا تھا چنانچہ علامہ ذہبی (المتوفی ۷۴۸ھ) نقل کرتے ہیں کہ:

کان ینفق کل سنة علی مولد النبی صلی الله علیه وسلم نحو ثلاث مائة الف (دول الاسلام ج ۲ ص ۱۰۳)

وہ ہر سال میلاد (جناب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر تقریباً تین لاکھ روپیہ خرچ کیا کرتا تھا۔

اور جس دنیا پرست مولوی نے اس جشن کے دلدادہ بادشاہ کیلئے محفل میلاد کے جواز پر مواد اکٹھا کر دیا تھا، اس کا

نام عمر بن دحیہ ابو الخطاب (المتوفی ۶۳۳ھ) تھا جس کو اس کتاب کے صلے میں صاحب اربل اور مسرف بادشاہ نے ایک ہزار پونڈ انعام دیا تھا (دول الاسلام ص ۱۰۳) اب ذرا اس مولوی کی تعریف بھی ملاحظہ کر لیجئے کہ وہ حضرت کیسے تھے؟ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نقل کرتے ہیں کہ:

کثیر الوقیعة فی الائمة وفی السلف من العلماء خبیث اللسان احمق شدید الکبر قلیل النظر فی امور الدین متهاونا (لسان المیزان ج ۴ ص ۲۹۶)

وہ اماموں اور سلف کی شان میں بہت ہی گستاخی کیا کرتا تھا گندی زبان کا مالک تھا بڑا احمق اور متکبر تھا دین کے کاموں میں بڑا لاپروا اور سست تھا۔

نیز حافظ موصوف نقل کرتے ہیں کہ:

قال ابن النجار رأیت الناس مجتمعین علی کذبه وضعفه (لسان المیزان ج ۴ ص ۲۹۶)

علامہ ابن نجارؒ فرماتے ہیں کہ میں نے لوگوں کو اس کے جھوٹ اور ضعف پر متفق پایا۔

حضرات! آپ نے دیکھا کہ مجلس میلاد کو رائج کرنے والا ایک فریب خوردہ اور مسرف بادشاہ تھا جو علماء کو بجائے سلف صالحین کے مذہب کی اتباع کرنے کے اپنے قیاس اور اجتہاد سے کام لینے کا حکم دیا کرتا تھا۔ اور رعایا کی سادگی اور مذہبی شوق سے ناجائز فائدہ اٹھا کر اس نے اپنی ملکی سیاست کو محفوظ کیا اور حظ نفس کیلئے راستہ ہموار کیا اور جواز میلاد پر کتاب لکھنے والا وہ دنیا پرست مولوی اس کو مل گیا، جس کی گندی اور ناپاک زبان سے سلف صالحین بھی نہ چھوٹے اور احمق اور متکبر ہونے کے ساتھ دین کے معاملات میں بھی بہت بے پروا اور سست تھا اور اس چالاک بادشاہ اور ہوشیار مولوی کے ساتھ وہ بے چارے پیر اور صوفی بھی شامل ہو گئے، جو دین کی تہ تک نہیں پہنچ سکتے اور جو سادہ ہونے کی وجہ سے ہر چھلکے اور پوست کو مغز سمجھ لیتے تھے۔ پھر جب بادشاہ اور ماہر نفسیات مولوی اور سادہ قسم کے صوفیاء اس کام کو دین کا کام بنا کر عوام سے اپیل کریں، تو عوام بیچارے اس میں کیوں نہ پھنسیں۔ حضرت عبد اللہ بن مبارکؒ (المتوفی ۱۸۱ھ) نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

وهل افسد الدین الا الملوك ٭ واحبار سوء ورهبانها

اب جس کی مرضی چاہے خیر القرون کی اتباع کرتا ہے یا نفس پرست بادشاہ اور زر پرست مولوی کی؟ ہم تو خیر القرون کی اقتدا کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اسی کی توفیق دے۔ اور اس محفل میلاد کی ہر زمانے کے اہل حق اور ہر طبقہ کے علماء نے پر زور تردید کی ہے، چنانچہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ حنبلیؒ نے (اپنے فتاویٰ جلد ۱ ص ۳۱۲ میں) اور امام نصیر الدین شافعیؒ نے (دیکھئے ارشاد الاخیار ص ۲) اور مجدد الف ثانی الحنفیؒ نے (مکتوبات حصہ ۵ ص ۳۲ میں) اور علامہ ابن امیر الحاج مالکیؒ نے (مدخل ص ۲ و ص ۲ میں) پوری صراحت اور وضاحت سے اس کی تردید کی ہے۔

قارئین کرام! آپ ان مخصوص حوالوں سے اس مسئلہ کی تہ تک پہنچ گئے ہونگے کہ خیر القرون میں یہ عمل نہ تھا بلکہ چھٹی صدی کے یہ ایجاد ہوا تھا اور اس کے موجدین کا حال بھی معلوم ہو چکا ہے کہ بادشاہ وقت اس کا سرپرست تھا اور بحسب "الناس علی دین ملوکهم" عوام کا اس سے متاثر ہونا ہرگز بعید از قیاس نہ تھا، عوام تو کیا بلکہ بعض خواص بھی اس کے عالمگیر پروپیگنڈا سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے اور ان مسلمانوں کے اس عمل کے جواز کے لئے شرعی دلائل کی تلاش اور جستجو شروع کر دی اور دور دراز کے قیاسات سے کام لے کر اس گاڑی کو چلانے کی کوشش کی گئی۔

(ماخوذ از المنہاج الواضح مؤلفہ حضرت مولانا ابو الزاہد سرفراز خان صفدر گوجرانوالہ)

محفل میلاد و بدعت ہونے کے متعلق دس حوالے

اب محافل میلاد کی مذمت اور بدعت ہونے کے متعلق چند حوالے معتبر علماء وائمہ کے کلام سے نقل کرتا ہوں۔

(۱) علامہ تاج الدین فاکہانی رحمۃ اللہ علیہ جو اجلہ فقہائے ہیں اپنے رسالہ میں لکھتے ہیں "لا اعلم لھذا المولد اصلا فی کتاب ولا سنۃ ولا ینقل عملہ عن احد من العلماء الائمۃ الذین ھم القدوۃ فی الدین المتمسکون بآثار المتقدمین بل ھو بدعۃ احدثھا البطالون وشھوۃ نفس اعتنی بھا الاکالون بدلیل انا ادرنا علیھا الاحکام الخمسۃ قلنا اما ان یکون واجبا او مندوبا او مباحا او مکروھا او محرما لیس بواجب اجماعا ولا مندوبا لان حقیقۃ المندوب ما طلبہ الشرع من غیر ذم علی ترکہ وھذا لم یاذن فیہ الشرع ولا فعلہ الصحابۃ ولا التابعون المتدینون فیما علمت ھذا جوابی عنہ بین یدی اللہ عزوجل ان عنہ سئلت ولا جائز ان یکون مباحا لان الابتداع فی الدین لیس مباحا باجماع المسلمین فلم یبق الا ان یکون مکروھا او حراما۔ الجنۃ لاھل السنۃ ص۱۶۱

(۲) امام علامہ ابن الحاج رحمۃ اللہ علیہ جو بڑے اکابرین مستندین سے ہیں، مدخل میں لکھتے ہیں۔
ومن جملۃ ما احدثوہ من البدع مع اعتقادھم ان ذلک من اکبر العبادات واظہار الشعائر ما یفعلونہ فی شہر ربیع الاول من المولد وقد احتوی علی بدع ومحرمات الخ بدعتوں اور محرمات اور قبائح و ذمائم کی تفصیل کے بعد لکھتے ہیں؛ فان خلا منہ وعمل طعاما فقط ونوی بہ المولد ودعی الیہ الاخوان وسلم من کل ما تقدم ذکرہ فھو بدعۃ بنفس نیتہ فقط لان ذلک زیادۃ فی الدین ولیس من عمل السلف الماضین واتباع السلف اولی ولم ینقل من احد منھم انہ نوی المولد ونحن تبع فیسعنا ما وسعھم انتہی۔ مدخل ص۲ و ص۲ الجنۃ لاھل السنۃ ص۱۶۲

(۳) اور علامہ عبدالرحمن المغربی الحنفی رحمۃ اللہ علیہ اپنے فتاوی میں فرماتے ہیں؛ ان عمل المولد بدعۃ لم یقل بہ ولم یفعلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والخلفاء والائمۃ انتہی. کذا فی الشرعۃ الالٰھیۃ (الجنۃ ص۱۶۲

(۴) اور علامہ نصیر الدین الاودی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ بجواب سائل فرماتے ہیں لا یفعل لانہ لم ینقل عن السلف الصالح وانما احدث بعد القرون الثلاثۃ فی الزمان الطالح ونحن لا نتبع الخلف فیما اھمل السلف لانہ یکفی بھم الاتباع فای حاجۃ الی الابتداع انتہی. وھکذا قال ابو الحسن علی بن الفضل المقدسی المالکی فی کتابہ جامع المسائل. (الجنۃ ص۱۶۲ بحوالہ القول المعتمد"

(۵) اور شیخ المحاہد علامہ شرف الدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں؛ ان ما یعمل بعض الامراء فی کل سنۃ احتفالا لمولدہ صلی اللہ علیہ وسلم فمع اشتمالہ علی التکلفات الشنیعۃ بنفسہ بدعۃ احدثہ من یتبع ھواہ ولا یعلم ما امرہ صلی اللہ علیہ وسلم صاحب الشریعۃ

ونہاہ انتہی۔ الجنۃ ص۱۶۳ بحوالہ القول المعتمد۔

(۶) قاضی شہاب الدین دولت آبادی رحمۃ اللہ علیہ اپنے فتاوی "تحفۃ القضاۃ" میں فرماتے ہیں:
سئل القاضی عن مجلس المولد الشریف قال لا ینعقد لانہ محدث وکل محدث ضلالۃ وکل ضلالۃ فی النار وما یفعلون من الجہال علی رأس کل حول فی شہر ربیع الاول لیس بشیئ ویقومون عند ذکر مولدہ صلی اللہ علیہ وسلم ویزعمون ان روحہ صلی اللہ علیہ وسلم یجیئ وحاضر فزعمھم باطل بل ھذا الاعتقاد شرک وقد منع الائمۃ الاربعۃ عن مثل ھذا۔ الجنۃ لاھل السنۃ ص۱۶۳

(۷) اور علامہ فضل اللہ جونپوری رحمۃ اللہ علیہ "بہجۃ العشاق" میں فرماتے ہیں:
ما یفعل العوام فی القیام عند ذکر وضع خیر الانام علیہ التحیۃ والسلام لیس بشیئ بل ھو مکروہ۔ الجنۃ لاھل السنۃ ص۱۶۸

(۸) اور قاضی نصیر الدین گجراتی رحمۃ اللہ علیہ "طریقۃ السلف" میں فرماتے ہیں؛ وقد احدث بعض جہال المشائخ امورا کثیرۃ لا نجد لھا اثرا ولا رسما فی کتاب ولا فی سنۃ منھا القیام عند ذکر ولادۃ سید الانام علیہ التحیۃ والسلام۔ الجنۃ ص۱۶۸

(۹) حافظ ابوبکر بغدادی الشہیر بابن نقطہ اپنے فتاوی میں لکھتے ہیں؛ ان عمل المولد لم ینقل عن السلف ولا خیر فی ما لم یعمل السلف۔ الجنۃ ص۱۶۸

(۱۰) سیرت شامی میں ہے؛ جرت عادۃ کثیر من المحبین اذا سمعوا ذکر وصفہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یقوموا تعظیما لہ صلی اللہ علیہ وسلم وھذا القیام بدعۃ لا اصل لھا انتہی۔ ظاہر ہے کہ جس بدعت کی کوئی اصل نہیں ہے وہ بدعت سیئہ ہوتی ہے، کما مر سابقا۔

(نوٹ) علامہ احمد ابن محمد بن محمد مصری مالکی نے اپنی نفیس کتاب القول المعتمد میں مذاہب اربعہ کے بڑے بڑے علماء کے اقوال نفس انعقاد مجلس مولود کی ممانعت و مذمت میں نقل کئے ہیں جس کا جی چاہے مطالعہ کرے اور لکھا ہے قد اتفق العلماء المذاہب الاربعۃ علی ذم العمل بہ۔ الجنۃ لاھل السنۃ ص۱۶۸

قیام

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی صاحب قدس سرہم تحریر فرماتے ہیں:
وقت ذکر میلاد کے کھڑا ہونا قرون ثلاثہ میں کہیں ثابت نہیں ہوتا، حالانکہ جناب فخر دو عالم علیہ السلام کے سیر اور حالات اور ذکر حالات ان قرون میں بطریق وعظ و تدریس و مذاکرہ و تحدیث ہزار ہا بار ہوتا تھا، مگر کسی روایت میں ثابت نہیں ہوا کہ بوقت ذکر ولادت کوئی کبھی کھڑا ہوا ہو یا کہیں فخر دو عالم علیہ السلام نے اس کا استحباب یا ادب کچھ کسی طرح ارشاد فرمایا ہو یہ بات کہ خود جناب علیہ الصلوۃ والسلام کے واسطے کوئی کھڑا ہوا خارج بحث ہے اور اسکا قیاس اس پر محض جہالت ہے اور کلام اس میں ہے کہ آپ کے ذکر ولادت پر جیسا مروج ہے، زمانہ حال ہے کہیں ثابت نہیں سو یہ ہرگز ثابت نہیں ہو سکتا پس اولاً تو یہی حجت اس کی بدعت غیر اصل ہونے کو کافی ہے اور جیسا اس پر اس قدر مداومت

کہ عوام جہال اس کو واجب جاننے لگیں اور تارک پر ملامت کریں تو خواہ مخواہ منکر اور بدعت سیئہ ہو جاوے گا یہ توایک امر محدث ہے اگر کسی امر ثابت جائز کو بھی عوام واجب سمجھنے لگیں وہ بھی ناجائز منکر ہو جاتا ہے۔

عن عبد اللہ بن مسعودؓ لا یجعل احدکم للشیطان شیئا من صلوتہ یری ان حقا علیہ ان لا ینصرف الا عن یمینہ لقد رأیت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کثیرا ینصرف عن یسارہ متفق علیہ۔ وقال علی القاری فی شرح ھذا الحدیث من اصر علی امر مندوب وجعلہ عزما ولم یعمل بالرخصۃ فقد اصاب منہ الشیطان من الاضلال فکیف من اصر علی بدعۃ ومنکر انتہی اور فتاوی عالمگیری میں ہے۔ وما یفعل عقیب الصلوٰۃ مکروہ لان الجہال یعتقدونہ سنۃ وواجبۃ وکل مباح یودی الیہ فمکروہ"

پس اولاً تو یہی ثابت ہو چکا کہ اس قیام کا ثبوت ہی کہیں احادیث و آثار سے قولاً فعلاً تقریراً ہرگز کہیں نہیں ہو سکتا کیونکہ واجب وہ عمل ہے کہ نص قطعی الثبوت ظنی الدلالۃ یا ظنی الثبوت قطعی الدلالۃ سے ثابت ہووے اور یہاں قیام کے باب میں کوئی نص ہی نہیں نہ قوی نہ ضعیف۔ اور سنت اس حکم کو کہتے ہیں کہ مواظبت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یا خلفائے راشدین کی اس پر ثابت ہووے اور قیام کے باب میں جب کچھ ثبوت ہی نہیں اور فعل اس کا ایک بار بھی ثابت نہیں تو سنت کیا مستحب و مندوب بھی نہیں ہو سکتا۔ نہایت الامر اگر کوئی عرق ریزی کرے تو جواز اباحت تک نوبت آوے گی مگر مباح کو سنت واجب جاننے سے پھر بدعت و منکر ہو جاوے گا جیسا کہ قول ابن مسعودؓ اور ملا علی قاریؒ اور روایت عالمگیری سے واضح ہو گیا، بہر حال اس قیام کو واجب کہنا حرام ہے اور کہنے والا فاسق مرتکب کبیرہ کا ہے، کیونکہ جس فعل کو شارع منع فرماوے وہ اسکو واجب کہتا ہے تو مخالفت شریعت غرّا کی ہوئی۔ قال اللہ تعالیٰ ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الھدی ویتبع غیر سبیل المؤمنین نولہ ما تولی ونصلہ جہنم وساءت مصیرا (ترجمہ) جو شخص مخالفت کرے رسول کی بعد ظاہر ہونے ہدایت کے اور تابع ہو غیر راہ سب مؤمنین کے حوالے کریں گے اس کے جس کو اس نے لیا اور داخل کریں گے ہم اس کو جہنم میں اور وہ برے ٹھکانے پہنچا۔

الحاصل قیام وقت ذکر ولادت کے یا یہ وجہ ہے کہ یہ لوگ کسی روایت موضوعہ کو سند جواز کرتے ہیں یا کسی قول یا فعل کسی بزرگ سے متمسک ہوتے ہیں سو معلوم ہو چکا کہ موضوعات اور اقوال و افعال بزرگان سے مذہب و حجت ثابت نہیں ہوتا جب تک کوئی دلیل شرعی نہ ہووے تو ایسی صورت میں ہرگز مذہب وغیرہ کا ثبوت نہیں اور جو بزعم خود وہ ثابت خیال رہے ہیں تو تاہم در صورت واجب و مؤکد جاننے کے بدعت ہو جاوے گا یا یہ وجہ ہے کہ روح پاک علیہ السلام کے جو عالم ارواح سے عالم شہادت میں تشریف لائے اس کی تعظیم و قیام ہے، تو یہ بھی محض حماقت ہے، کیونکہ اس وجہ میں قیام کرنا وقت وقوع ولادت شریفہ کے ہونا چاہئے اب ہر روز کونسی ولادت مکرر ہوتی ہے پس یہ ہر روز اعادہ ولادت کا تو مثل ہنود کے سانگ کنھیا کی ولادت کا ہر سال کرتے ہیں یا مثل روافض کے نقل شہادت اہل بیت ہر سنہ بناتے ہیں معاذ اللہ سانگ آپ کی ولادت کا ٹھہرا اور یہ خود حرکت قبیحہ قابل لوم و حرام و فسق ہے، بلکہ یہ لوگ اس قوم سے بڑھ کر ہوئے وہ تو تاریخ معین پر کرتے ہیں ان کو یہاں کوئی قید نہیں جب جا ہیں یہ خرافات فرضی بناتے ہیں اور اس امر کے شرع میں کہیں نظیر نہیں کہ کوئی امر فرضی ٹھہرا کر حقیقت کا معاملہ اس کے ساتھ کیا جاوے، بلکہ یہ شرع میں حرام ہے، لہذا اس وجہ سے قیام حرام ہوا اور موجب مشابہت کفار و فساق کا ٹھہرا، یا یہ وجہ ہے کہ ان مبتدعین کے زعم فاسد میں روح پرفتوح علیہ الصلوٰۃ کی اس مجلس پر خرافات محل معاصی اور غیر مشروعات اور مجمع فساق و فجار و محضر بدعات و شرور میں تشریف لاتی ہیں معاذ اللہ تو اگر یہ عقیدہ ہے کہ آپ عالم غیب میں تو یہ عقیدہ خود شرک قرآن میں ہے وعندہ مفاتح الغیب لا یعلمھا الا ھو الخ لو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر وما مسنی السوء الخ اللہ ہی کے پاس ہیں کنجیاں غیب کی سوائے اس کے ان کو کوئی نہیں جانتا الخ اور اگر میں جانتا غیب کو تو بہت کچھ ذخیرہ خیر کا کر لیتا اور برائی مجھ کو نہ چھوتی۔

پس بایں عقیدہ قیام کرنا خود شرک ہو گیا اور جو عالم غیب نہیں کہتے مگر دوسری دلیل وجہ تشریف آوری کی ہے۔ تو خوب سمجھ لو کہ باب عقائد میں نص قطعی واجب ہے آحاد و ظنیات سے امر عقیدہ کا ثبوت ہرگز نہیں ہو سکتا چہ جائیکہ ضعاف و موضوعات سے تو باب تشریف آوری میں کونسی روایت قطعی ہے جس پر یہ عقیدہ کیا جاوے تو بس یہ عقیدہ اتباع ہوئی و کید شیطان ہوا۔ ایسی صورت میں یہ قیام بایں زعم گناہ کبیرہ ہوگا۔

الحاصل یہ قیام صورت اولیٰ میں بدعت و منکر اور دوسری صورت میں حرام و فسق، تیسری صورت میں کفر و شرک، چوتھی صورت میں اتباع ہوئی و کبیرہ ہوتا ہے۔ پس کسی وجہ سے مشروع و جائز نہیں پھر اس کو واجب کہنا صریح مخالفت شارع کی کر کے کافر و فاسق ہونا ہے، سبحانہ اللہ تعالیٰ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

اور ضمن تقریر سے اہل فہم کو یہ بھی واضح ہو گیا کہ خود یہ مجلس میلاد ہمارے زمانے کی منکر و بدعت ہے۔ اور شرعاً کوئی صورت جواز اس کی نہیں ہو سکتی واللہ الہادی الی سبیل الرشاد فقط

کتبہ الراجی رحمۃ ربہ ابو مسعود رشید احمد

(ماخوذ از رسالہ فتاویٰ میلاد شریف ص۱۲تا۱۴)

بدعت کیا ہے؟

حضرت مفتی اعظم مولانا فیض اللہ صاحب قدس سرہ کا

ایک نہایت مفید اور جامع عربی مضمون

جس کا اردو ترجمہ بعد میں آرہا ہے، ملاحظہ ہو

نحمده ونصلي على رسوله الكريم اما بعد: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من احدث في امرنا هذا ما ليس منه فهو رد وايضا قال من وقر صاحب بدعة فقد اعان على هدم الاسلام۔ وفي الباب احاديث كثيرة وآثار شهيرة تدل على قبح البدعة وذمها وذم فاعلها ومرتكبها اقول ان الحديث الثاني قد دل على كونها هادمة للدين ايضا ويدل على هذا المعنى حديث آخر ايضا وهو اياكم والغلو في الدين فانما اهلك من كان قبلكم الغلو في الدين ثم الحديث الاول قد دل على مفهوم البدعة وماهيتها ايضا وهو احداث ما ليس من الدين في الدين وزيادته فيه من غير توقف حفظ الدين عليه سواء كان ذلك من جنس العقائد كعقائد الفرق المبتدعة من الخوارج والروافض واهل الاعتزال والمرجية وغيرهم مما تخالف عقائد اهل السنة او من جنس الاعمال كاكثر الاعمال المروجة في هذا الزمان بين الخواص والعوام كما سياتي ذكر بعضها وكلا هذين النوعين امور محدثة مردودة مصداق كل محدثة بدعة وكل بدعة ضلالة۔ نعم النوع الاول اقبح واشنع من النوع الثاني۔ واما الامور الرسمية المتعلقة بالتقريبات كتقريب النكاح والختان وغيرهما فانها وان كان من جنس المعاصي والضلالات لكنها ليست ببدعات شرعا لان الناس انما يرتكبونها اتباعا للرسوم ودفعا للعار والشنار ويعملونها رياء وسمعة وطلبا لحسن الذكر لا على ظن انها امور دينية واحكام شرعية كما لا يخفى على المتامل فليست هي من جنس الامور المحدثة في الدين۔ واما الحادث بسبب توقف حفظ الدين عليه فهو ليس ببدعة بل امر مامور به ومندوب اليه۔ توضيح هذا المطلب وتشريحه ان الامور الدينية على نوعين نوع هي امور دينية اصالة وذاتا بلا واسطة شيء آخر من امور الدين كالصلوة والصوم والتسبيح والتهليل وقراءة القرآن وامثالها۔

ونوع آخر هي امور دينية تبعا وبواسطة امر ديني آخر لا بالنظر الى الذات كاحداث

المدارس الدينية والمكاتب القرآنية وتدوين علم النحو والصرف وتعلم علم الادب وامثالها۔ فان هذه ليست بامور دينية ذاتا واصالة ولكن قد توقف عليها حفظ الدين وتحصيل الكمال في العلوم الدينية كما هو ظاهر فصارت هذه الامور ايضا امورا دينية بهذه الواسطة وصارت مامورة بها ومندوبة اليها فقد علم من هذا البيان ان هذه الامور وامثالها مما توقف عليها حفظ الدين ليست هي ببدعات شرعا وان لم تكن هي في زمن السلف الصالحين لانها انما احدث لحفظ الدين وامداد الشرع المتين فهي امور دينية تبعا مامورة بها من جانب الشارع۔ نعم هي بدعات لغة وهي ما حدثت بعد ان لم تكن فعلم ان البدعة لغة بعضها سيئة وبعضها حسنة۔

واما البدعة شرعا وهي التي مر مفهومها وماهيتها سابقا فكلها سيئة كما دل عليه حديث اياكم ومحدثات الامور فان كل محدثة بدعة وكل بدعة ضلالة فعلم من هذا ان من قسم البدعة الى حسنة وسيئة فقد اراد بالبدعة معناها اللغوي لا الشرعي وايضا علم ان بين البدعة الشرعية واللغوية عموم وخصوص مطلقا البدعة الشرعية خاص والبدعة اللغوية عام وقول عمر رضي الله عنه في حق التراويح مع الجماعة نعمت البدعة هذه فقد اراد بها ايضا معناها لغة لا شرعا وايضا البدعة الحسنة عند من يقسمها انما توجد في الوسائل لا في المقاصد فان البدعة في المقاصد كلها سيئة كذا ذكر في مجالس الابرار

ولعلكم بعد ما وقفتم على هذا البيان علمتم قطعا ان هذه الرسوم المروجة المتعارفة بين الخواص والعوام في باب ايصال الثواب الى ارواح الاموات وغيرها من رسم الفاتحة المروجة وغيرها ورسم اتخاذ محافل الميلاد ورسم قيام الميلاد ورسم الصلوة على النبي صلى الله عليه وسلم في اثناء الوعظ برفع الصوت متعين ورسم شبينه خوانی ورسم دعوة خواجگان المروجة في اكثر المدارس بل في كلها وامثالها كلها بدعات شرعا فهي مذمومة وقبيحة لا حسنة كما ظن اهل الزمان فانها محدثات جدا ولم يتوقف عليها حفظ الدين ولا امداد الاسلام وانما احدثت من حيث انها امور دينية وقربات مقصودة اساسا وظاهر ان ذلك تبديل للدين۔ وكذلك رفع حكم من احكام الدين عن مرتبته الى ما هو فوقه اعتقادا او معاملة بان يعامل به معاملة ما هو فوقه مثلا يعامل بالمستحب معاملة السنن وبالسنن معاملة الواجبات بدعة ضلالة ايضا وذلك ايضا نوع تبديل

للدين وتشريع جدا انا لله وانا اليه راجعون.

ثم اعلموا ان تقنين قوانين الشرع وتعيين اوضاع الدين واحكامه انما هو شان انبياء الكرام فمن ابتدع فى الدين شيئا فكانه ادعى بلسان حاله انه نبي ومن اتبعه فكانه يعتقد نبيا وذلك اشراك فى النبوة فالبدعة شرك فى النبوة.

ثم اعلموا ان هذه الادعية الشائعة المتعارفة بين الخواص والعوام بالهيئة الاجتماعية رافعين ايديهم فى هذه الازمنة المتاخرة كالدعاء عند افتتاح الوعظ وعند ختمه وكالدعاء بعد صلوة العيدين اوبعد خطبتهما وكالدعاء فى صلوة التراويح بعد كل ترويحة وبعد الوتر بالهيئة الاجتماعية وكالدعاء بعد عقد النكاح بالهيئة الاجتماعية وكالدعاء بعد زيارة القبور مجتمعين وكالدعاء الحادث فى هذه الازمنة المتاخرة يوم ختم البخارى باهتمام شديد وكالدعاء ليلة تمام ختم التراويح فى شهر رمضان باهتمام مجتمعين وكذلك الدعاء بعد المكتوبات بالهيئة الاجتماعية رافعين الايدى كل هذه امور حادثة لم تكن فى زمن النبى صلى الله عليه وسلم ولا فى زمن الصحابة والتابعين والائمة المجتهدين يقينا ولم يتوقف عليها حفظ الدين وتائيده ولاحفظ شىء من ضروريات الدين وتائيده انما احدثت بعد تلك الازمنة المتبركة من حيث كونها امورا دينية بالذات اصالة حتى صارت كانها شعائر الدين قد شق تركها على الناس حتى على الخواص ايضا. نعم قراءة بعض الفاظ الاذكار وبعض الفاظ الادعية بعد المكتوبات ثابتة مسنونة يقينا لكن على طور الانفراد بغير رفع الايدى لا على طور الهيئة الاجتماعية رافعين الايدى.

ثم ان الدعاء من جنس النوافل والمستحبات والجماعة ولا تداعى فيها اى فى النوافل بل هى بلحوق التداعى والاهتمام تصير بدعة ومكروهة وايضا رفع اليد فى الدعاء ليس من آداب جميع افراده كالدعاء عند اللبس وعند دخول البيت ودخول المسجد ودخول بيت الخلاء وعند الخروج منها وكذلك بعد المكتوبات وبعد الاذان والاكل وبالجملة فى اى موضع ثبت فيه الدعاء ولم يثبت الرفع فالرفع فيه غير مسنون بل يكون ذلك خلاف السنة جدا اوفى دعاء ثبت فيه الرفع فالرفع من آدابه وكذا اذا اراد احد ان يدعو فى موضع اوفى وقت لم يرد فيه دعاء مخصوص فاراد احد ان يدعو الله فيه على طور الاتفاق لابنية الاستنان فالرفع يكون من آدابه ايضا فافهم

حق التفهم ـ فقط واللہ اعلم وعلمہ اتم واکمل۔

الاحقر فیض اللہ عفا اللہ عنہ
۲۲ ربیع الاول سنۃ ۱۳۸۷ھ ہاٹ ہزاری

ترجمہ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ امابعد! حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس نے ہمارے دین میں ایسا کوئی نیا کام اضافہ کیا جو اس میں سے نہیں ہے وہ رد ہے۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ جس نے کسی بدعتی کی تعظیم کی تو گویا اس نے اسلام کو جڑ سے ختم کر دینے کی اعانت کی ہے اس بارے میں اور بھی بہت سی احادیث وآثار ایسی ہیں جو بدعت اور اسکے کرنے والا کی برائی اور مذمت پر دال ہیں، حتیٰ کہ دوسری حدیث اس بات پر دال ہے کہ بدعت دین کو جڑ سے ختم کر دینے والی ہے، اس متعلق ایک اور حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ اے امت تم اپنے کو دین اور شریعت کے بارے میں حد تجاوز کرنے سے بہت بچاؤ کیونکہ تم سے اگلی امتوں کو صرف اس شریعت کے بارے میں حد تجاوز کرنے نے ہلاک کر چکا ہے۔ پھر معلوم ہو کہ پہلی حدیث سے بدعت کا مفہوم اور ماہیت بھی سمجھی جاتی ہے کہ وہ دین میں ایسے نئے کاموں کے اضافہ کرنے اور بڑھانے کا نام ہے جو دین سے نہیں ہیں، حالانکہ دین کی حفاظت بھی اس پر کچھ موقوف نہیں ہے ایسے نئے کام (اور نئی بات) چاہے عقائد کے قبیل سے ہوں جیسا کہ خوارج، روافض، معتزلہ اور مرجیہ اسی طرح اور دوسرے باطل فرقوں کے عقائد جو اہل السنۃ والجماعۃ کے عقائد سے مخالف ہیں، چاہے اعمال کے قبیل سے ہے جیسا کہ اس زمانہ میں عوام وخواص کے اندر رواج یافتہ بہت سے کام جنمیں سے بعض کا ذکر آگے آرہا ہے۔ یہ دونوں قسمیں اضافہ شدہ اور مردود ہیں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کی مصداق ہیں کہ ہر اضافہ شدہ (نئے کام) بدعت ہیں اور ہر بدعت گمراہی ہے، ہاں البتہ دوسری قسم (یعنی بدعت فی الاعمال) کی بہ نسبت پہلی قسم (یعنی بدعت فی العقائد) زیادہ قبیح اور بُری ہے۔

مخفی نہ رہے کہ یہ جو تقریبات کی رسمیں ہیں مثلاً نکاح، ختنہ وغیرہ کی تقریبات کی رسمیں یا اگرچہ نافرمانی اور گمراہی کے کام ہیں لیکن ان کو شرعاً بدعت نہیں کہا جائے گا کیونکہ لوگ یہ سب محض رسوم کی پیروی میں اور لوگوں کے طعن سے بچنے کیلئے کرتے ہیں اور محض ریا، شہرت اور تعریف کیلئے ان کا ارتکاب کرتے ہیں کوئی دینی اور شرعی احکام سمجھ کر نہیں کرتے ہیں (اور بدعت وہ ہے جو دینی اور شریعت سمجھ کر خلاف شریعت کام کیا جائے) جیسا کہ سوچنے والا پر مخفی نہیں ہے۔ تو یہ رسمیں دین میں غیر دینی کو دین سمجھ کر اضافہ کئے ہوئے امور میں سے نہیں ہیں۔

اور رہے جو کام ان پر دین کی حفاظت موقوف ہونے کی وجہ سے نئے نکالے گئے ہیں وہ بدعت نہیں ہیں بلکہ شریعت میں ویسے کاموں کا حکم ہے اور انکی ترغیب دی گئی ہے۔ اس کی توضیح اور تشریح یہ ہے کہ دینی امور دو قسم ہیں ایک وہ جو بلا واسطہ کسی دوسرے دینی امر کے خود بالذات اور اصلی طور پر دینی امور ہیں، جیسا کہ نماز، روزہ، تسبیح، تہلیل، تلاوت قرآن اور انکی مثال جتنے ہیں۔ دوسرے وہ جو بالذات تو دینی کام نہیں ہیں ہاں البتہ دوسرے دینی کام کے توسط سے تبعاً دینی کام ہیں، جیسا کہ مدارس دینیہ اور قرآنی مکتبوں کا بنانا اور علم نحو وصرف وغیرہ کی تدوین اور علم ادب وغیرہ حاصل کرنا یہ سب بالذات دینی امور نہیں ہیں ہاں چونکہ دین کی حفاظت اور علوم دینیہ میں کمال حاصل کرنا ان پر موقوف ہے تو یہ بھی ان واسطوں سے دینی کام بن گئے ہیں اور مامور اور مندوب بن چکے ہیں۔ تو اس مذکورہ بالا بیان سے

معلوم ہوگیا کہ ایسے کام جن پر دین کی حفاظت موقوف ہے اگرچہ سلف صالحین کے زمانہ میں موجود نہ تھے شرعاً بدعت نہیں کہلائیں گے کیونکہ ان کاموں کا احداث محض دین کی حفاظت اور شرع متین کی امداد کیلئے ہے، تو یہ غایۃً بھی دینی امور ہوں گے، جن کا شارع کی طرف سے حکم بھی ہے، ہاں البتہ انکو لغۃً بدعت کہا جا سکتا ہے کہ پہلے نہیں تھے اب نئے ہوئے" تو معلوم ہوا کہ بدعت لغوی بعض سیئہ ہیں، بعض حسنہ، اور بدعت شرعی جس کا مفہوم اور ماہیت آگے بیان ہو چکا ہے۔ سب کے سب سیئہ ہیں، جیسا کہ اسکی حدیث دلالت کرتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ تم اپنے کو نئے کاموں سے بچاؤ کیونکہ ہر نیا کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی (یعنی ہر بدعت شرعی)۔ تو معلوم ہوا کہ جنہوں نے بدعت کو حسنہ اور سیئہ کرکے تقسیم کی ہے، اس سے ان کی مراد بدعت لغوی ہے نہ کہ بدعت شرعی (بدعت شرعی سب سیئہ ہیں) اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بدعت شرعی اور لغوی میں عموم وخصوص مطلق کی نسبت ہے، بدعت شرعی خاص ہے اور بدعت لغوی عام اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جو جماعت کے ساتھ تراویح ادا کرنے کو "اچھی بدعت" فرمایا اس سے بھی ان کی مراد لغۃً بدعت ہے شرعاً نہیں" نیز حسنہ اور سیئہ کی تقسیم ان عبادات اور اعمال میں ہے جو وسائل ہیں مقصودی نہیں ہیں، عبادات مقصودہ میں بدعت سب سیئہ ہیں، جیسا کہ مجالس الابرار میں مذکور ہے۔

بیان بالا پر آگاہ ہونے کے بعد آپ قطعی طور پر معلوم کرلے ہوں گے کہ ایصال ثواب کے بارے میں جو رسمیں عوام وخواص میں مروج اور متعارف ہیں، اسی طرح فاتحہ مروجہ کی رسم اور میلاد محفلوں کی رسم اور قیام میلاد کی رسم اور وعظ کے درمیان اونچی آواز سے اجتماعی طور پر درود پڑھنے کی رسم اور شبینہ خوانی کی رسم (یعنی بڑی عظیم عبادت سمجھکر ایک رات میں قرآن مجید کا ایک ختم دینی جو رسم آجکل مروج ہے) اور دعوۃ خواجگان کی رسم جو اکثر بلکہ سارے مدارس میں مروج ہے یہ سب شرعاً بدعت ہیں انتہائی مذموم اور قبیح ہیں۔ یہ سب بدعت حسنہ نہیں ہیں، جیسا کہ گمان کیا جاتا ہے کیونکہ یہ سب نئے (اضافہ شدہ) کام ہیں جن پر نہ دین کی حفاظت موقوف ہے نہ اسلام کی امداد واعانت، ان کاموں کو دینی امور اور اصل قربات مقصودہ سمجھکر نیا نیا نکالا گیا ہے، ظاہر ہے کہ یہ دین کو بدل ڈالنا ہے۔ اور دین کے ایک حکم کو اس کی اپنی مرتبہ سے بڑھا کر اوپر کی طرف لیجانا چاہے باعتبار اعتقاد کے ہو چاہے باعتبار معاملہ کے کہ مستحب کو سنت کا اور سنت کے ساتھ واجب کا معاملہ کیا جائے یہ بھی بدعت اور گمراہی ہے اور یہ بھی ایک طرح دین کو بدل ڈالنا ہے اور نئی شریعت بنانی جیسی ہے۔ اِنّا للہ وانّا الیہ راجعون۔

معلوم رہے کہ شریعت کی قانون سازی اور دین کے احکام واوضاع کی تعیین یہ خاص انبیاء کرام علیہم السلام ہی کا کام ہے اب جو شخص دین میں کوئی نیا کام اضافہ کرتا ہے وہ گویا اپنی زبان حال سے یہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ نبی ہے (معاذ اللہ! معاذ اللہ!) اور جو لوگ اس کی پیروی کرتے ہیں وہ گویا اس کو نبی سمجھتے ہیں (نعوذ باللہ) بلا شبہ یہ شرک فی النبوۃ یعنی نبوت اور پیغمبری میں غیر پیغمبر کو شریک کرنا ہے تو بدعت شرک فی النبوۃ ہے۔

پھر جاننا چاہئے کہ یہ جو دعا میں ہیئت اجتماعی کے ساتھ (جماعت بندی کرکے اکٹھے ہوکر) سب اپنے ہاتھوں کو اٹھا کر ان آخری زمانوں میں (جو پیغمبر، صحابہ، تابعین اور تبع تابعین اور ائمہ مجتہدین کے زمانے میں نہیں تھیں) عوام اور خواص میں شائع اور متعارف ہیں، جیسا کہ وعظ کے شروع میں دعا، وعظ ختم ہونے کے بعد دعا، عیدین کی نماز یا ان دونوں کے خطبے کے بعد دعا، اسی طرح تراویح میں ہر چار رکعت اور وتر کے بعد ہیئت اجتماعیہ کے ساتھ دعا، اسی طرح

عقد نکاح کے بعد ہیئت اجتماعیہ کے ساتھ دعا، اسی طرح زیارت قبر کے بعد اکٹھے مل کر دعا، اسی طرح ختم بخاری شریف کے دن نہایت اہتمام کے ساتھ دعا جو آجکل حادث ہوا ہے، اسی طرح رمضان میں ختم تراویح کی رات اہتمام کے ساتھ سب مل کر دعا، اسی طرح فرض نمازوں کے بعد ہیئت اجتماعیہ کے ساتھ (سب ایک ساتھ مل کر ہاتھ اٹھا کر) دعا، یہ سب نئے نکالے ہوئے کام ہیں۔ یہ سب یقیناً نہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھے اور نہ صحابہ، تابعین اور ائمہ مجتہدین کے زمانوں میں سے کسی زمانہ میں، نہ ان پر کچھ بھی دین کی حفاظت اور تائید موقوف ہے اور نہ دین کی ضروریات میں سے کسی چیز کی بھی حفاظت یا تائید موقوف ہے۔ (اگر یہ نہ ہوں تو دین کی حفاظت نہیں ہوگی یا دین کے فلاں کام کی حفاظت نہیں ہوگی یا یہ کہ دین یا دین کے کسی شعار کی اس سے بڑی تائید ہو رہی ہے۔ ہرگز ایسا نہیں ہے۔) بلکہ یہ سب ان متبرک زمانوں (پیغمبر، صحابہ، تابعین، تبع تابعین اور ائمہ مجتہدین کے زمانے) کے بعد بالذات اور اصالۃً دینی کام (اور بڑی عبادت) سمجھکر نئے نکالے ہوئے ہیں حتی کہ یہ سب دین کے شعار بن چکے ہیں، عام لوگوں کا کیا خواص کو بھی انکا چھوڑنا مشکل ہوگیا ہے، ہاں البتہ فرض نمازوں کے بعد بعض اذکار اور ادعیہ کا پڑھنا یقیناً ثابت اور مسنون ہے، لیکن انفرادی طور پر (اکیلا اکیلا) ہاتھ اٹھانے کے بغیر نہ کہ ہیئت اجتماعیہ کے ساتھ (سب ایک ساتھ مل کر) ہاتھ اٹھا کر۔ پھر یہ بھی اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے کہ دعا، ادعیہ، نوافل اور مستحبات کے قبیل سے ہیں اور نوافل ومستحبات میں نہ جماعت ہے نہ تداعی (ایک دوسرے کو بلانا اور اعلان کرنا) بلکہ تداعی اور اہتمام لاحق ہونے سے بدعت اور مکروہ ہو جاتے ہیں۔

نیز ہر دعا میں ہاتھ اٹھانا اس کے آداب میں سے نہیں ہے۔ جیسا کہ کپڑا وغیرہ پہننے کے وقت دعا، گھر میں داخل ہونے کے وقت دعا، مسجد میں داخل ہوتے وقت دعا، بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت دعا، پھر ان سب سے نکلتے وقت دعا اسی طرح فرض نمازوں کے بعد دعا، اور اذان کے بعد دعا، اور کھانے کے بعد دعا کہ ان میں ہاتھ اٹھانا شریعت میں نہیں ہے، خلاصۂ کلام یہ کہ شریعت میں جہاں دعا ثابت ہے اور ہاتھ اٹھانا ثابت نہیں وہاں ہاتھ اٹھانا غیر مسنون بلکہ یقیناً خلاف سنت ہے اور جس دعا میں ہاتھ اٹھانا ثابت ہے صرف اسمیں (جیسا کہ استسقاء، کسوف، خسوف، وقوف بعرفہ، صفا اور مروہ پر چڑھنے کے بعد وغیرہا صرف ان میں) ہاتھ اٹھانا دعا کے آداب سے ہے۔ اسی طرح کسی ایسے موقع یا وقت میں جسمیں کوئی مخصوص دعا وارد نہیں ہے، کسی نے اتفاقی طور پر (نہ کہ مسنون ہونے کی نیت سے) دعا کرنے کا ارادہ کیا تو وہاں بھی ہاتھ اٹھانا اس کے آداب میں سے ہوگا، اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے۔ فقط۔

والله اعلم وعلمه اتم واحکم.

احقر فیض اللہ عفا اللہ عنہ

۲۲ ربیع الاول ۱۳۸۶ھ

ہاٹھزاری